اشاریہ اور فنِ اشاریہ سازی
(ترامیم و اضافہ جات کے ساتھ)
اشاریہ سازی کے مقاصد
شخصی اشاریے
تلخیص
تنقید
اشاریے کے امور
اشاریے کا خاکہ
قلمی نام اور تخلص
متفرق اشاریے
خاندانی نام
اداریہ
علم میں اضافہ
اشاریہ مکاتیب اقبال
اخبارات کے اشاریے
مضامین
اشاریے کی حدود
اشاریے کا انحصار
تخلص
لقب، خطاب
کلیدی کردار
رسائل و جرائد کے چند اشاریے
نسبتی اشاریہ
غالب کے حوالے سے اشاریے
اشاریے کے اسلوب
سمت نمائی
تحقیق
کنیت
اشاریہ سازی
مواد کی تلاش اور پیشکش
خصوصی اشاریہ
اشاریہ نگار کی ذات
ڈاکٹر محمد اشرف کمال

# اشاریہ اور فن اشاریہ سازی

(ترامیم و اضافہ جات کے ساتھ)

اشاریہ اور فن اشاریہ سازی
(ترامیم واضافہ جات کے ساتھ)

طلبہ، اساتذہ اور محققین کے لیے

# اشاریہ اور فنِ اشاریہ سازی

(ترامیم واضافہ جات کے ساتھ)

ڈاکٹر محمد اشرف کمال

نیشنل بک فاؤنڈیشن
اسلام آباد

| | | |
|---|---|---|
| نگران | : | ڈاکٹر انعام الحق جاوید |
| مصنف | : | ڈاکٹر محمد اشرف کمال |
| اشاعت | : | نومبر، 2018ء |
| تعداد | : | 1000/- |
| کوڈ نمبر | : | GNU-723 |
| آئی ایس بی این | : | 978-969-37-1124-0 |
| طابع | : | نسٹ پریس، اسلام آباد |
| قیمت | : | -/130 روپے |

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی مطبوعات کے بارے میں مزید معلومات کے لیے رابطہ
ویب سائٹ: http/www.nbf.org.pk فون: 92-51-9261125
ای میل: books@nbf.org.pk

# انتساب

استاد محترم

ڈاکٹر انوار احمد

کے نام

NBF

# فہرست

# پیش گفتار

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی جانب سے نئی منصوبہ بندی کے تحت علم وادب، سائنس، فلسفہ، تاریخ، جغرافیہ، اسلامیات، اخلاقیات، طب، حالاتِ حاضرہ، حکمت ودانائی، بچوں کے ادب اور تحقیق وتنقید کے حوالے سے اہم موضوعات پر معلوماتی کتب کی اشاعت تسلسل سے ایک مشن کے تحت جاری ہے۔ اس ضمن میں کوشش کی جاتی ہے کہ قارئین کے ذوقِ مطالعہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مفید اور معیاری کتابیں شائع کی جائیں۔ موجودہ کتاب ''اشاریہ اور فنِ اشاریہ سازی'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو اس موضوع پر ایک اہم کتاب ہے۔ آسان لفظوں میں اشاریہ سازی سے مراد حوالے کی آسانی کے لیے حروفِ تہجی کے مطابق مرتب کی ہوئی فہرست یا انڈیکس بنانا ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر محمد اشرف کمال کی تصنیف ہے جس میں اشاریہ اور اشاریہ سازی کی ضرورت واہمیت اور اس سے متعلقہ موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال ایک محقق، نقاد اور شاعر کی حیثیت سے اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ شاعری کے علاوہ علمی، ادبی اور لسانیات جیسے اہم موضوعات پر ان کی 20 کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

امید ہے اپنے موضوع اور طرزِ تحریر کے باعث یہ کتاب ادب کے قارئین اور تحقیق وتنقید سے منسلک اساتذہ اور طلبہ کے لیے مفید اور معلومات افزا ثابت ہوگی اور وہ اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔

ڈاکٹر انعام الحق جاوید<br>
(پرائڈ آف پرفارمنس)<br>
مینیجنگ ڈائریکٹر

# حرفِ اول

میں اشاریے کا کام ثواب سمجھ کر کرتا ہوں، کیونکہ کسی کو راستہ دکھانا عین عبادت ہے اور اگر راستہ علم کا ہو تو اور بھی زیادہ فضیلت اور درجہ ہے۔

میرے خیال اور معلومات کے مطابق یہ کتاب "اشاریہ اور فنِ اشاریہ سازی" پاکستان میں اشاریے کے موضوع پر پہلی کتاب ہے۔ اشاریہ سازی سے میری دلچسپی ایم فل کا مقالہ لکھنے کے ساتھ ہی شروع ہوئی تھی۔ پھر اس کے بعد پی ایچ ڈی کے مقالہ کے حوالے سے اشاریے بنائے، "اخبارِ اردو" کے اشاریے مرتب کیے۔ افکار کے خاص شماروں کا اشاریہ بنایا، مخزن (بریڈفورڈ) کے شماروں میں شامل مضامین کا اشاریہ تیار کیا۔

اس فن کے ساتھ وابستگی اُس وقت اور زیادہ بڑھ گئی جب مجھے قرطبہ یونیورسٹی میں ایم فل کی سطح پر اشاریہ سازی کا مضمون پڑھانے کا موقع ملا۔ بہت تلاش کی مگر اس موضوع پر کوئی باضابطہ کتاب دستیاب نہ ہو سکی، کوئی ایسی کتاب جو صرف اور صرف اشاریہ سازی کے موضوع کا احاطہ کرتی ہو۔ چونکہ موضوع میری دلچسپی کا تھا سو اس حوالے سے میں نے خود مواد جمع کرنا شروع کر دیا اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ میرے پاس کتاب کا مواد اکٹھا ہو گیا۔

شعبۂ اردو جی سی یونیورسٹی فیصل آباد سے وابستگی کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا مگر زیادہ تر اشاریہ کے حوالے سے مقالات کی نگرانی کی حد تک۔ اب مصروفیات پہلے سے بڑھ چکی ہیں، کالج میں ایم اے اردو کے دو مضامین، سرگودھا یونیورسٹی بھکر کیمپس میں ایم اے، ایم فل کے مضامین، اور قرطبہ یونیورسٹی میں ایم فل، پی ایچ ڈی کی سطح پر تدریس و تحقیق، مگر اس کے باوجود اللہ کا شکر ہے کہ یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا، بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ اپنی ابتدائی تکمیل کو پہنچا، کیونکہ ابھی

میرے خیال میں اس کتاب میں بہت کچھ کمی کے ساتھ کچھ خامیاں اور کوتاہیاں باقی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ قارئین اور محققین اسی پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے اس کتاب کا مطالعہ کریں گے اور مجھے اس کتاب میں مزید بہتری لانے کے لیے اپنے قیمتی مشوروں اور آراء سے نوازیں گے۔

میں ''اشاریہ اور فن اشاریہ سازی'' کی اشاعت کے سلسلے میں جناب ڈاکٹر انعام الحق جاوید، مینیجنگ ڈائریکٹر نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لیے خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا اور نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد سے اس کی اشاعت کو ممکن بنایا۔

ڈاکٹر محمد اشرف کمال
صدر شعبہ اردو: گورنمنٹ کالج بھکر
0333-6842485

# اشاریہ (index) اور اشاریہ سازی

## تعریف/ضرورت و اہمیت

موجودہ دور میں علوم وفنون اور سائنس وٹیکنالوجی کے ساتھ ساتھ تحقیق وتنقید کی بڑھتی ہوئی عملداری اور گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے وقت کی قلت نے اشاریے اور اشاریہ سازی کی اہمیت کو دوچند کردیا ہے۔آج کا قاری اور محقق کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کتب سے استفادہ اوران کتب سے اپنے کام کی چیز لینا چاہتا ہے، یہ درست ہے کہ اس حوالے سے کوئی چراغ کا جن ان کی مدد کونہیں آسکتا کہ جو پلک جھپکتے ساری کتاب ان کی فہم اوران کے دماغ میں منتقل کردے،لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ تسلیم شدہ ہے کہ اگر کتاب یا مقالے کا اشاریہ کتاب یا مقالے کے آخر میں موجود ہوتو پڑھنے والا پلک جھپکنے میں نہ سہی، چندلمحوں کے مطالعہ کے بعد اپنے مطلوبہ ہدف تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔اگراشاریہ موجودنہیں ہے تو اسے وقت نکال کرلازمی طور پرمکمل کتاب کا پوری یکسانیت کے ساتھ مطالعہ کرنا پڑے گا تب کہیں جاکروہ اس قابل ہوسکے گا کہ اس کتاب میں سے اپنے کام کی چیز حاصل کرلے،لیکن یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ضروری نہیں مکمل کتاب کے مطالعہ کے بعد بھی اسے کچھ حاصل ہوسکے۔اس صورت میں اس کی ساری محنت اکارت چلی جائے گی۔صرف اشاریہ ہی ہے جوساری کتاب کانچوڑایک نظرڈالنے میں آنکھوں کے سامنے لےآتا ہے۔

### اشاریے کی تعریفیں:

لغت نویسوں، محققوں اور دیگر اہل قلم کے حوالے سے اشاریے کی بہت سی تعریفیں موجود

ہیں۔ جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:۔

اشاریے کی تعریف کے ضمن میں شان الحق حقی لکھتے ہیں:

حوالے کی آسانی کے لیے حروف تہجی کے مطابق مرتب کی ہوئی فہرست۔ انڈیکس، اشاریہ بندی۔ اشاریہ تیار کرنا (۱)

آکسفورڈ اردو انگلش ڈکشنری میں اس حوالے سے شان الحق حقی لکھتے ہیں:

اسم = (جمع indexes    Index/indeks

یا خصوصاً    indices

ترتیب تہجی سے مرتب کی ہوئی ناموں وغیرہ کی فہرست جیسا کہ کتاب کے آخر میں، الف بائی فہرست

کتاب میں فہرست دینا، فہرست میں شامل کرنا    Index

اشاریہ سازی    Indaxation

اشاریہ ساز    Indaxer

اشاریہ کے مطابق قابل ترمیم    Indexible

اشاریاتی    Indexical (۲)

بلا اشاریہ    Indexless

فیروز سنز کی شائع کردہ ڈکشنری کے مطابق تعریف درج ذیل ہے:

بتانے کا نشان، انگشت، شہادت، اشاریہ، علامت، (الجبرا) عدد قوت نما Index(۳)

محمود الحسن وزمرد محمود اپنی کتاب ''کشاف اصطلاحات کتب خانہ'' میں اشاریہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

''کسی کتاب یا کتب میں مذکورہ مضامین، اشخاص، مقامات یا ناموں

وغیرہ کی مفصل الفبائی یا ابجدی فہرست مع حوالہ صفحات جہاں انھیں
استعمال کیا گیا ہو۔''(۴)

اشاریے کی تعریف کرتے ہوئے تحقیق وتدوین کے حوالے سے اپنی کتاب میں عبدالرزاق قریشی لکھتے ہیں:

''اشاریے کا مقصد اشخاص، مقامات وغیرہ کے نام گنوانا نہیں بلکہ ان سے متعلق کتاب میں کوئی اطلاع یا اطلاعات بہم پہنچائی گئی ہوں۔ اگر کتاب ضخیم ہے تو اشاریے کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔''(۵)

مولوی عبدالحق اشاریے کی تعریف کے ضمن میں لکھتے ہیں:

۱۔ کلمے کی انگلی، سبابہ، انگشت، Index

۲۔ گھڑی کی سوئی، عدد نما

۳۔ اصول عمل، معیار عمل، دلیل، راہ

۴۔ انڈیکس، نمائندہ، کتاب کے مضامین کی فہرست حروف تہجی کی ترتیب سے، اشاریہ

۵۔ (الجبرا) عدد قوت نما

۶۔ (کتاب میں) انڈیکس لگانا(۶)

ڈاکٹر جمیل جالبی کی تحقیق وتدوین اور تنقید پر گہری نظر ہے، اشاریے کی تعریف کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''ہجائیہ یا طبقہ بند فہرست، مثلاً جو کتاب کے آخر میں لگائی جاتی ہے تاکہ اس میں شامل مواد کا حوالہ تلاش کیا جا سکے؛ وہ چیز جو سائنسی آلے میں اظہار کے لیے استعمال کی جائے؛ سوئی؛ شہادت کی انگلی؛ جو چیز کسی حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرائے (جیسے

(The face is an index of the heart

نشان؛ دلیل ؛ علامت ۔ (طباعت) وہ نشان جو کسی خاص تحریر یا
پارۂ عبارت کی نشاندہی کے لیے استعمال کیا جائے۔ نیز hand, fist
(الجبراء) قوت نما۔ (سائنس) ایک عدد یا کلیہ جو کسی نسبت کا اظہار
کرے۔ [(بڑے ا کے ساتھ) مذہبیات] قابل اعتراض مواد کی حامل
کتابوں کی فہرست جو رومی کیتھولک کلیسا کی طرف سے شائع کی جائے۔
(فعل متعدی) اشاریہ بنانا، مثلاً کتاب کا، اشاریہ میں درج کرنا، مثلاً کوئی
لفظ، اشاریہ کا کام دینا۔" (۷)

ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان نے شعبۂ لسانیات کے حوالے سے اشاریے کے بارے میں
لکھا ہے:

"لسانیات میں کسی بولنے والے گروہ، قبیلے، قوم یا نسل کی وہ لسانی
خصوصیت جو اس کے اس گروہ، قبیلے، قوم یا نسل کا پتہ دے۔" (۸)

فیروز اللغات میں اشاریے کی درج ذیل تعریف بیان کی گئی ہے:

اشاریہ:۔ کسی کتاب کے مضامین کی تفصیلی فہرست حروف تہجی کے اعتبار
سے (کتاب میں کوئی مضمون۔ موضوع یا نام ایک سے زیادہ مقامات پر
آئے تو تمام متعلقہ صفحات کے نمبر ایک ہی عنوان کے تحت دے دیے
جاتے ہیں۔" (۹)

"اردو لغت" میں اشاریے کی درج ذیل الفاظ میں تعریف بیان کی گئی ہے:

اشاریہ: حروف تہجی کی ترتیب سے کتاب وغیرہ کے شروع یا آخر میں دی
ہوئی فہرست جس میں کتاب کے مضامین اور دوسرے جزئیات کے
حوالے اور صفحات وغیرہ درج ہوں۔" (۱۰)

اشاریہ دراصل کسی بھی درج شدہ مواد کے متن تک پہنچنے کا نام ہے۔

## اشاریے کی اقسام:

تقسیم کے عنوانات کی فہرست میں جو حروف ہجا کے قاعدے کے مطابق ترتیب دی جائے، اسے اشاریہ کہا جاتا ہے۔ اشاریہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔

ان دو طرح کے اشاریوں میں:

خصوصی اشاریہ (SPECIFIC INDEX) اور

نسبتی اشاریہ (RELATIVE INDEX) شامل ہیں۔

## خصوصی اشاریہ (SPECIFIC INDEX)

خصوصی اشاریے میں ہر عنوان کے لیے ایک ہی جگہ ہوتی ہے اور اس کے دوسرے پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ براؤن کی موضوعی درجہ بندی میں خصوصی اشاریہ ہے۔ خصوصی اشاریے کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

۱۔ یہ ایک ہی جگہ والی درجہ بندیوں کے لیے از حد مفید ہے۔

۲۔ اس میں الجھنیں کم ہوتی ہیں۔

۳۔ چونکہ جسامت زیادہ نہیں ہوتی اس لیے عوام کے لیے آسانی سے شائع کیا جاسکتا ہے۔ اس میں نقص یہ ہوتا ہے کہ یہ اشاریہ متعلقہ عنوانات کو حروف ہجا کے مطابق علیحدہ کر دیتا ہے۔

## نسبتی اشاریہ (RELATIVE INDEX)

نسبتی اشاریہ میں ہر عنوان کے مختلف پہلو نمایاں کیے جاتے ہیں ڈیوی کی اعشاری درجہ بندی، کٹر کی توسیعی درجہ بندی اور کانگرس لائبریری کی درجہ بندی کے ساتھ نسبتی اشاریہ ہوتا ہے اس کی خصوصیات حسب ذیل ہیں:

۱۔ یہ بہت واضح ہوتا ہے کیونکہ ہر عنوان کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کرتا ہے۔

۲۔ ہر عنوان کے متبادل کو ظاہر کرتا ہے۔

۳۔ مختلف کتب خانوں کے درجہ بندیوں کو ایک عنوان کے ایک ہی استعمال کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

اس کی خامیاں درج ذیل ہیں:

۱۔ چونکہ ہر عنوان کے مختلف پہلو نمایاں ہوتے ہیں اس لیے درجہ بندیوں کو ایک خاص عنوان کا تعین کرتے وقت دقت پیش آتی ہے۔

۲۔ عنوان کے جو پہلو درج نہیں ہوتے ان کے لیے جگہ کا تعین کرنا مشکل ہوتا ہے۔

۳۔ چونکہ جسامت بہت ہوتی ہے اس لیے عوام کے استعمال کے لیے اس کا شائع کرنا مہنگا پڑتا ہے۔ (۱۱)

سید مصباح رضوی نے اشاریے کو مرتب کرنے کے دو ممکن طریقے بیان کیے ہیں۔

اول یہ کہ اشاریے میں دی جانے والی معلومات کو لغت کے انداز میں الف بائی طریقے سے درج کیا جائے۔ یعنی معلومات کو عنوانات کے تحت درج کرنے کے بجائے گھلا ملا کر لکھ دیا جائے۔ یہ طریقہ کار مطلق اشاریہ سازی کی ذیل میں آئے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ معلومات کو مختلف عنوانات اور زمروں میں تقسیم کر دیا جائے۔ جیسے شخصیات، مقامات، کتب وغیرہ اور ان کی ذیل میں ان سے متعلقہ صفحات کی تفصیل کو درج کیا جائے۔ اگر مختلف شخصیات کے متعلق معلومات زیادہ نوعیت کی ہوں تو ان کے ذیلی عنوانات بنائے جا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر غالب کا نام آتا ہے تو غالب کے متعلق جس نوعیت کی معلومات مقالے میں میسر آئی ہوں ان کو ذیلی عنوانات کے تحت درج کیا جائے۔ جیسے

غالب: پیدائش، شادی، پنشن کا قضیہ، وفات وغیرہ۔ بالعموم اشاریے میں صرف عنوان لکھ کر ان کے صفحہ نمبر درج کر دیے جاتے ہیں۔ ذیلی عنوانات یا تفصیلات وغیرہ درج نہیں کی جاتیں۔ اشاریہ مرتب کرنے کا یہ آخر الذکر دوسرا طریقہ بہتر اور زیادہ مفید ہے۔ (۱۲)

اشاریے کئی طرح کے ہوتے ہیں مثلاً ناموں کا اشاریہ، موضوعی اشاریہ، شخصی اشاریہ وغیرہ

پہلے دو قسم کے اشاریے عموماً ضمیمے کے طور پر کتاب کے آخر میں دیے جاتے ہیں۔ یہ کتاب میں موجود مختلف ناموں اور موضوعات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ کتاب میں کہاں کہاں یہ نام اور موضوعات موجود ہیں۔ شخصی اشاریہ ان سے قدرے مختلف ہے۔ یہ اپنی بناوٹ اور استعمال کے اعتبار سے کسی حد تک شخصی کتابیات سے ملتا جلتا ہے۔ فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ شخصی کتابیات کسی خاص شخص کی اپنی تمام کتب اور اُس پر لکھی گئی تمام کتب کی منظم فہرست ہوتی ہے جب کہ شخصی اشاریے میں کتابیات کے علاوہ اس شخص کی تحریر کردہ تمام تحریروں، اس پر لکھی گئی تحریروں، مضامین، تذکروں اور کوائف وغیرہ کی تفاصیل بھی منظم انداز میں دی جاتی ہیں۔ (۱۳)

کتابوں کی تعداد اور علوم میں اضافے کے ساتھ ساتھ اشاریے اور اشاریہ سازی کی ضرورت اور اہمیت بھی بڑھتی چلی گئی۔ جیسے جیسے علوم وفنون اور زبان وادب نے ترقی کی ویسے ویسے کتب خانوں، کتابوں کی فہرست سازی اور اشاریہ نگاری کے لیے بھی اصول وضوابط وضع ہوتے گئے۔ کمپیوٹر کے استعمال نے اشاریہ سازی کے فن کو جہاں پہلے کی نسبت زیادہ وسعت دی ہے وہیں اس میدان میں بہت سی سہولیات بھی مہیا کی ہیں۔

پہلے جو کام کارڈوں پر اور کاغذ کے ٹکڑوں پر کیا جاتا تھا اب وہی کمپیوٹر میں مختلف سوفٹ وئیروں پر ہونے لگا ہے۔ کارڈوں اور کاغذوں کو ترتیب دینا اشاریہ سازی کی تکمیل تک انھیں سنبھال سنبھال کر رکھنا خاصا مشکل اور احتیاط طلب کام تھا۔ کسی ایک کارڈ کے گم ہونے، پھٹ جانے، تحریر کے مدھم یا مبہم ہونے یا کسی سبب بھیگ جانے کی وجہ سے پڑھے نہ جانے یا معلومات ناقص رہ جانے کا احتمال اپنی جگہ ہر وقت موجود رہتا۔ اب کمپیوٹر نے اس حوالے سے بہت سی دشواریوں کو آسانی میں بدل دیا ہے۔

## اشاریے کا آغاز:

سرفراز حسین مرزا کے بقول اشاریہ نگاری کے فن کا آغاز انیسویں صدی میں انگلستان سے ہوا لیکن اس کی نشوونما امریکہ میں ہوئی اور یوں اشاریہ نگاری کے ایک اہم عہد کا آغاز ہوا۔ اس

ضمن میں فریڈرک پولی اور ڈبلیو۔ ولسن کے نام خاصے نمایاں ہیں۔ بیسویں صدی دراصل اشاریہ نگاری کا عہد ہے۔ روز افزوں معلومات کے طومار کو قرینے سے مرتب کرنا اور بوقتِ ضرورت آسانی سے استعمال کے قابل بنا دینا بہت اہم کام ہے۔ (۱۴)

جمیل احمد رضوی نے جان رتھ مین کی کتاب "انڈکس، انڈکسر، انڈکسنگ" کے حوالے سے اٹھارھویں صدی عیسوی کو فنِ اشاریہ سازی کے آغاز کی صدی قرار دیا ہے:

> "موضوعی اشاریے اٹھارویں صدی عیسوی کے ادب میں ملتے ہیں۔ ان میں اصطلاحات کا انتخاب اور اندراجات کی ترتیب ایک طویل عرصے تک غیر منظم رہی انیسویں صدی کے آخر میں جب لائبریری سائنس اور دستاویز سازی کے مختلف شعبوں میں ترقی ہوئی تو موضوعی اشاریے کا نہ صرف رواج عام ہوا بلکہ یہ زیادہ منظم صورت اختیار کر گیا۔" (۱۵)

روز افزوں علوم و فنون میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہر نیا دن نئی معلومات لے کر منظر عام پر آتا ہے۔ کتب و مقالات کا وافر مواد شائع ہوتا رہتا ہے۔ مختلف علمی، ادبی اور تحقیقی مجلوں میں سینکڑوں مقالات کا شائع شدہ لوازمہ توجہ کا باعث بنتا ہے۔ اس وسیع و وافر ذخیرے سے کوئی تحقیق کار کسی خاص موضوع کے متعلق لوازمہ کیسے تلاش کرے، اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تمام کتب و مقالات کی باری باری ورق گردانی کی جائے، لیکن اس کام میں محقق کا بہت سا وقت صرف ہو جاتا ہے۔ ایسے موقع پر مختلف النوع اشاریے اور وضاحتی فہرستیں محقق کی دستگیری کرتی ہیں جن کی مدد سے وہ ادھر ادھر بھٹکنے سے بچ جاتا ہے اور سہولت و آسانی کے ساتھ نسبتاً کم وقت میں اپنے مطلوبہ مواد تک پہنچ جاتا ہے۔" (۱۶) بقول سرفراز حسین مرزا:

> "اشاریے کا مقصد کسی دستاویز کے مندرجات کو آشکار کرنا اور قاری کو ایک طائرانہ نظر میں وہ سب کچھ مہیا کرنا ہے کہ جس کی اسے جستجو ہو اور اسے اپنے مطلب کے مواد کی تلاش کے کام میں آسانی ہو۔ بکھری ہوئی

معلومات کی طرف راہنمائی کے لیے اشاریے مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔"(۱۷)

کتابیات کی طرح اشاریہ بھی علمی وتحقیقی کتابوں میں لازمی طور پر ہونا چاہیے اس کی وجہ سے محقق کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کتاب میں اس کے کام کی چیز ہے یا نہیں یا جملہ کتاب کے مندرجات یا مشمولات کیا ہیں؟ اور اس طرح وہ پوری کتاب کی ورق گردانی اور وقت کے ضیاع سے بچ جاتا ہے۔ اشاریہ کا مقصد اشخاص، مقامات، کتابوں اور مضامین وغیرہ کے نام گنوانا نہیں ہوتا بلکہ ان سے متعلق مفید معلوم بہم پہنچانا ہوتا ہے۔ اگر اشاریہ طویل ہو جائے تو اسے پڑھنے والوں کی سہولت کے لیے مختلف ذیلی عنوانات میں بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اشاریے کی ایک بڑی خوبی اور اہمیت یہ بھی ہے کہ کسی خاص موضوع سے دلچسپی رکھنے والے قاری کو الف بائی ترتیب کی وجہ سے مطلوبہ چیزیں اور متعلقہ حوالے اکٹھے ایک ساتھ مل جاتے ہیں۔ اسے معلومات کے لیے زیر مطالعہ یا زیر تحقیق کتاب کو شروع سے آخر تک نہیں کھنگالنا پڑتا۔ اس سے جہاں اسے علمی وتحقیقی سکون مواد مل جاتا ہے وہیں اسے ذہنی سکون بھی حاصل ہوتا ہے کہ اشاریے کی بدولت کم وقت میں اس نے زیادہ کام کر لیا ہے۔

> "اشاریہ تحقیق کی ایک اہم منزل ہے۔ یہ ایک ایسی باضابطہ مرتب فہرست ہوتی ہے جو ہر اندراج کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے لہٰذا اس کی ترتیب وتیاری میں خصوصی توجہ اور فکر ونظر کی ضرورت ہوتی ہے اس تکنیکی کام کی وجہ سے حوالوں کے نظام میں ترتیب آتی ہے۔ بکھری ہوئی معلومات کو یکجا کرنے اور قاری کو مطلوبہ مواد کی تلاش ورہنمائی میں بھرپور مدد ملتی ہے۔"(۱۸)

صرف یہی نہیں بلکہ اسے اپنے موضوع سے متعلق اپنی ضرورت سے کہیں زیادہ مواد اور مختلف انداز تحریر مل جاتے ہیں۔

داری، مطالعہ پاکستان، تاریخ وسیاسیات اور ادبیات کے شعبے اپنے اپنے
موضوع پر وضاحتی اشاریے بنا سکتے ہیں۔"(۲۰)

رسالوں کے اشاریے ہوں تو ان میں دیکھ لینا کافی ہو، پوری فائل تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔(۲۱) اشاریہ ہر قسم کی کتب اور رسائل کا تیار کیا جا سکتا ہے اور یہ اس کتاب کی افادیت میں اضافے کا موجب ہی بنے گا، کتاب اور رسائل و جرائد کے معیار اور شان میں اس سے کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ خاص طور پر تحقیق وتنقید سے متعلق مضامین ومقالات کے حوالے سے اس کی اہمیت دوچند ہے۔ پروفیسر عتیق احمد صدیقی کے مقالہ بعنوان "قصائدِ سودا" کے بارے میں بات کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد انصار اللہ اشاریہ کی اہمیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"کتاب کے آخر میں قصیدوں میں آئے ہوئے تمام اسما کا اشاریہ بھی
شامل کیا جانا چاہیے تھا۔ اس سے قصیدوں کے مطالعہ میں ایک حد تک
سہولت صورت ہو جاتی۔"(۲۲)

موجودہ دور میں اشاریے کو بڑی اہمیت حاصل ہے، اور یہ ہے بھی حقیقتاً نہایت مفید اور کام کی چیز۔ اس سے قاری کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اور تحقیق کرنے والے کو بھی، خصوصاً نئے محقق کو۔ اس کے ذریعے اس کی رہنمائی بھی ہوتی ہے اور وقت بھی بچتا ہے۔ اس لیے اشاریہ محنت اور دلچسپی سے تیار کرنا چاہیے اور جتنے اہم موضوع کتاب میں ہوں سب کا اشاریہ بنانا چاہیے۔(۲۳)
یہ بات ذہن نشین رہے کہ اشاریے میں کوئی بھی موضوع کم اہمیت کا نہیں ہوتا۔

## اشاریہ سازی کی تیاری:

اشاریہ بنانے سے پہلے اس کے لوازمات اور کچھ ضروری اشیاء جو اس ضمن میں مفید ہو سکتی ہیں۔ یہ لوازمات درج ذیل ہیں:

۱۔ سب سے پہلے تو اشاریہ نگار کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اشاریہ بلحاظ اشخاص، مقامات، کتب یا مصنفین بنانا ہے۔

۲۔ جس کتاب، رسالے یا اخبار کا اشاریہ بنانا مقصود ہے اس کو بغور دیکھا گیا ہے اس کے مندرجات کیا ہیں۔

۳۔ کن چیزوں کا اشاریہ بنایا جائے گا؟

۴۔ کن چیزوں کا اشاریہ نہیں بنایا جائے گا؟

۵۔ اشاریے کی وسعت کیا ہوگی؟

۶۔ ابواب بندی کیسے کی جائے گی؟

۷۔ کیا کتاب ایک ہی زبان میں لکھی گئی ہے؟

۸۔ اگر کتاب میں دوسری زبانوں کے الفاظ بھی شامل ہیں تو کیا ان کا اشاریہ الگ بنایا جائے گا؟

اشاریہ کی تیاری کے لیے درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

الف۔ پہلی بات کتاب کی اپنی نوعیت ہے۔ یعنی کیا یہ یکساں مواد پر مشتمل ہے یا اس میں مختلف قسم کا مواد شامل ہے۔

یہ مواد تحقیقی یا غیر تحقیقی ہے، یک زبانی ہے یا کثیر زبانی ہے یا کثیر انسانی حقائق یا تجربات پر مشتمل ہے۔

ب۔ دوسری بات اس کو استعمال کرنے والوں کے خصائص ہیں۔ اشاریہ نگار کو ضرور معلوم کرنا چاہیے کہ کتاب اور اس کے اشاریے کو استعمال کرنے والا یکساں نوعیت کا گروہ ہے یا مختلف نوعیت کے افراد پر مشتمل ہے۔

اسے کبھی کبھار استعمال کرنے والے ہیں کہ پیشہ ور محقق، کم پڑھے لکھے ہیں یا اعلیٰ تعلیم یافتہ ماہرین یا نہیں؟

ج۔ تیسری بات کو طبعی ماحول سے تعبیر کیا جا سکتا ہے یعنی اشاریے کو کتاب کے ساتھ ہی شائع کیا جائے گا یا الگ سے یہ خود مکمل اشاریہ ہے کہ اسے سلسلہ وار اشاعت کا حصہ جس کو بعد

میں دوسری اشاعتوں کے ساتھ ملادیا جائے گا۔ (۴۴)

## اشاریے کی جانچ پرکھ:

اشاریے کی جانچ پرکھ نہایت ضروری ہے۔ اشاریہ ساز کو اشاریہ بناتے ہوئے درج ذیل باتوں کو ذہن میں رکھنا چاہیے:

۱۔ اشاریے کے شروع میں کوئی تعارفی یادداشت ہے تو اس کو واضح ہونا چاہیے۔

۲۔ اشاریہ درست ہونا چاہیے۔ اس میں دیے گئے صفحات نمبر کی متن کے ساتھ مطابقت لازمی ہے۔

۳۔ متن کی اہم چیزوں کو اشاریے میں شامل ہونا چاہیے۔

۴۔ اشاریے میں جہاں کہیں متعلقہ اندراجات کو تلاش کرنے کے لیے حوالے آتے ہوں ان کی نوعیت مستقل ہونی چاہیے۔

۵۔ اشاریے میں ذیلی عنوانات زیادہ سے زیادہ ہونے چاہئیں۔ تاکہ حوالوں کی تلاش میں آسانی ہو۔

۶۔ اشاریے کو صحیح انضباطی یا کسی اور ترتیب میں ہونا چاہیے۔

۷۔ متن میں دی گئی چیزوں اور تصورات کو اشاریے میں موزوں اور اچھی طرح چنی ہوئی اصطلاحات میں نمائندگی دی جائے۔

۸۔ اصطلاحات کے انتخاب میں مستقل مزاجی سے کام لیا جائے۔

۹۔ اشاریے میں متعلقہ چیزوں کا ربط ظاہر کرنے کے لیے کافی عبوری حوالے (cross references) دیے جائیں۔

۱۰۔ متن میں متروک الفاظ و اصطلاحات کے بجائے جدید دور میں مستعمل الفاظ ظاہر کرنے کے لیے کافی عبوری حوالے ہونے چاہئیں۔

۱۱۔ اشاریے کا خاکہ یا ہیئت واضح ہو اور اس سے استعمال کرنے والے کو مدد ملتی ہو۔

۱۲۔ اشاریہ جامع ہونا چاہیے۔

علم کتاب داری (لائبریری سائنس) میں اشاریے کو ثانوی ذریعہ معلومات کہا جاتا ہے لیکن اپنی اہمیت اور استعمال کے پیش نظر یہ ابتدائی ماخذ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ اشاریہ روشنی کی وہ باریک سی کرن ہے جس کی مدد سے محقق تحقیق کے اندھیرے کمرے میں چیزیں ٹٹولنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یہ نقاد کو بھی ایک بنیاد فراہم کرتا ہے جس پر تنقید کی باقی عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔ اشاریہ دراصل کسی بھی قابل مطالعہ مواد یا مجموعہ دستاویزات اور اس کے مندرجات کی سرخیوں کے ساتھ کسی خاص ترتیب سے دی گئی فہرست کا نام ہے۔ (۲۵)

عموماً اشاریہ سازی کو پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ اشاریہ نویسی ''دو اور دو چار'' کرنے کا کام ہے اور کبھی اسے ''مشینی کام'' قرار دے کر انتہائی سہل قرار دیا گیا۔ ممکن ہے اشاریہ نویسی کی تنقیدی اور تجزیاتی نقطہ نظر سے زیادہ اہمیت نہ ہو لیکن تحقیقی سطح پر اشاریے کی اپنی ایک جداگانہ اہمیت ضرور بنتی ہے۔ (۲۶) اشاریہ سازی بڑا احتیاط طلب، محنت و مشقت اور پتہ ماری کا کام ہے لیکن موضوع سے گہری دلچسپی اسے آسان بنا دیتی ہے جس کی وجہ سے اس کا کوئی بھی مرحلہ ناگوار نہیں گزرتا، (۲۷) بلکہ اس میں آہستہ آہستہ اشاریہ ساز لطف محسوس کرنے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ تکمیل اشاریہ کے بعد تسکین کے ساتھ ساتھ سرشاری اور آسودگی بھی حاصل ہوتی ہے۔

## حوالہ جات


۱۔ شان الحق حقی: فرہنگ تلفظ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ص ۵۱

۲۔ شان الحق حقی: آکسفورڈ انگلش اردو ڈکشنری، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، چوتھا ایڈیشن، ۲۰۰۵ء، ص ۸۰۷

۳۔ فیروز سنز کنسائز ڈکشنری، انگلش سے اردو، لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۸۳ء، ص ۲۰

۴۔ محمود الحسن وز مرد محمود (مرتبین): کشاف اصطلاحات کتب خانہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء، ص ۱۴

۵۔ عبدالرزاق قریشی: مبادیات تحقیق، لاہور، خان بک کمپنی، س ن، ص ۷۰

۶۔ عبدالحق، مولوی: دی سٹوڈنٹس سٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۹۲ء، ص ۵۹۲

۷۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر: قومی انگریزی اردو لغت، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۲ء، طبع پنجم، ص ۹۹۱

۸۔ الٰہی بخش اختر اعوان، ڈاکٹر: کشاف تنقیدی اصطلاحات لسانیات، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء، ص ۲۵۰، ۲۵۱

۹۔ فیروز اللغات اردو جامع، لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، س ن، ص ۱۲۴

۱۰۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر) جلد اول (الف مقصورہ)، کراچی، ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۷ء، ص ۵۱۱

۱۱۔ الطاف شوکت: نظام کتب خانہ، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۸ء، ص ۱۸۵، ۱۸۶

۱۲۔ مصباح رضوی، سیدہ: اردو تحقیقی کتب میں اشاریہ سازی، مشمولہ مخزن، لاہور، قائداعظم لائبریری لاہور، شمارہ نمبر ۷، ص ۹۳

۱۳۔ محمد ہارون عثمانی: ڈاکٹر سلیم اختر (کوائف / کتابیات / اشاریہ)، مشمولہ مخزن لاہور، قائداعظم لائبریری، لاہور، جلد ۲، شمارہ ۲، ۲۰۰۲ء، ص ۱۳۰

۱۴۔ سرفراز حسین مرزا (مرتب): پیش لفظ، اشاریہ نوائے وقت ۱۹۴۵-۱۹۴۷ء، لاہور، پاکستان سٹڈی سنٹر، پنجاب یونیورسٹی ۱۹۸۷ء، ص الف

۱۵۔ جمیل احمد رضوی: اشاریہ سازی مشمولہ اردو میں فنی تدوین مرتبہ ڈاکٹر ایس ایم ناز، اسلام آباد،

ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۱ء ص ۳۰۵

۱۶۔ اختر النساء: دیباچہ، اشاریہ اقبالیات سہ ماہی مجلّہ اقبالیات لاہور، اقبال اکادمی لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۵

۱۷۔ سرفراز حسین مرزا: پیش لفظ مشمولہ نوائے وقت ص الف

۱۸۔ اختر النساء: دیباچہ، اشاریہ اقبالیات، ص ۵

۱۹۔ عبدالرزاق قریشی: مبادیاتِ تحقیق، لاہور، خان بک کمپنی، س ن، ص ۷۰

۲۰۔ معین الدین عقیل، ڈاکٹر، اردو تحقیق، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸، ص ۲۸۸، ۲۸۹

۲۱۔ گیان چند، ڈاکٹر: تحقیق کا فن، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۴ء، ص ۱۵۷

۲۲۔ محمد انصار اللہ، ڈاکٹر: پروفیسر عتیق احمد صدیقی کا تحیس قصائدِ سودا مشمولہ معیارِ تحقیق (ایڈیٹر عابد رضا بیدار)، پٹنہ، ادارہ تحقیقات اردو، ۱۹۹۱ء، ص ۱۱۹

۲۳۔ عبدالرزاق قریشی: مبادیاتِ تحقیق، ص ۷۱

۲۴۔ جمیل احمد رضوی، سید، اشاریہ سازی، ص ۳۱۱

۲۵۔ محمد ہارون عثمانی: ڈاکٹر سلیم اختر (کوائف / کتابیات / اشاریہ)، ص ۱۳۰

۲۶۔ ہما اخلاق (مرتب): دیباچہ، مشمولہ اشاریۂ خطوط غالب، لاہور، شعبہ اردو گورنمنٹ کالج لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۱۴

۲۷۔ نائلہ انجم، رسالہ نقوش میں ذخیرۂ غالبیات، لاہور، الفیصل ناشران وتاجران کتب، ۱۹۸۹ء، ص ۲۷

# اشاریے کا دائرہ کار

ہر اشاریے کا ایک دائرہ کار ہوتا ہے۔ اشاریے بنانے والوں کو اشاریہ بنانے سے پہلے کچھ سوالوں کے جواب خود سوچنا ہوتے ہیں۔ مثلاً

☆ اشاریہ کیوں بنایا جائے؟
☆ اس سے کس قسم کی معلومات ملنی ہیں؟
☆ کتنے مواد کا احاطہ ہوگا
☆ اشاریہ سازی کے حوالے سے آپ نے اپنے دائرہ کار کا انتخاب کرلیا ہے۔

اشاریہ کتاب کے متن کے مطابق ہونا چاہیے یعنی کتاب میں جن جن چیزوں کا ذکر زیادہ ہوا ہے ان کا اشاریہ بنایا جائے۔ جتنے اہم موضوع کتاب میں ہوں، سب کا اشاریہ بنانا چاہیے۔[1]

**اشاریے کے اسلوب:**

اشاریے کے مختلف اسلوب کا ذکر کرتے ہوئے عبدالحمید خان عباسی دو اسلوب کا ذکر کرتے ہیں:

پہلا اسلوب یہ ہے کہ اشخاص، کتابوں اور مقامات کو ملا جلا کر الفبائی ترتیب سے درج کیا جائے۔ ہر اندراج کے آگے ان تمام صفحات کے نمبر درج کیے جائیں جن پر وہ اندراج واقع ہے۔ یہ بالکل ضروری نہیں کہ ہر غیر ضروری اور کم اہم نام کو اشاریے میں درج کیا جائے۔

دوسرا اسلوب جو کہ بہتر ہے اور وہ یہ ہے کہ اندراجات کو کئی زمروں میں تقسیم کردیا جائے ان میں اہم ترین دو زمرے ہوں گے:

اشخاص

کتابیں اور رسالے۔

ان کے علاوہ مقامات، ادبی اصناف و موضوعات کو بھی علیحدہ علیحدہ درج کیا جاسکتا ہے۔ زیادہ گروہوں کی ضرورت نہیں۔ اشخاص میں ادیبوں اور دوسری اہم شخصیتوں کو لینا چاہیے، مثنوی و داستان کے کرداروں کو نہیں۔ (۲)

## اشاریے کا خاکہ:

اشاریے کی ترتیب میں خاکہ بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اس میں پورے اشاریے کی تفصیلات کو طے کیا جاتا ہے۔ اشاریے کا خاکہ کسی عمارت کے نقشے کی طرح اہم ہوتا ہے۔ اگر عمارت کو تعمیر کرتے ہوئے اس کا نقشہ پہلے تیار نہ کیا جائے تو اس عمارت میں بہت سی خرابیاں رہ جاتی ہیں۔ عمارت مکمل ہونے کے بعد احساس ہوگا کہ عمارت میں کون کون سی جگہ جھول رہ گیا ہے۔ یہی صورت حال اشاریے کی ہے کہ اگر اشاریے کا خاکہ اشاریہ سازی کے عمل سے پہلے تیار نہ کرلیا جائے تو اس وجہ سے اشاریہ زیادہ سودمند ثابت نہیں ہوسکتا۔

خاکہ بنانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اشاریہ نگار ذہنی طور پر تیار رہتا ہے کہ اس نے کس وقت اور کتنا کام کرنا ہے۔ خاکے کی موجودگی میں اشاریہ نگار مواد کی جمع آوری کا کام بھی تسلی سے کرسکتا ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کس نوعیت کا اور کتنا مواد جمع کرنا ہے۔

اشاریے کے ہر خاکے میں درج ذیل باتوں اور معلومات تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔

موضوع کا احاطہ

موضوع کا جائزہ

موضوع کی اہمیت

نمونہ بندی کا طریق کار

مواد کے حصول کے طریقے

کتب، رسائل اور لائبریریاں جہاں سے مواد حاصل کرتا ہے۔

اشاریے میں آلات کا استعمال

اشاریے کا تحقیق کار

جدول اوقات

لاگت، خرچ

وسائل

مسائل

رکاوٹیں

## اشاریہ کے مواد کا حصول اور ترتیب و تدوین:

اشاریے کو تحریر کرنے اور احسن طریقے سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اشاریہ نگار کا تمام تر انحصار مواد کے حصول پر ہے، مواد کے حصول کے لیے کچھ رہنما اصولوں پر عمل کیا جائے تو بہت سی مشکلات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

مواد کے حصول کے لیے رہنما اصول:۔

۱۔ اشاریہ نگار کسی ایک باب کو دوسرے باب پر ترجیح نہ دے بلکہ تمام ابواب کو یکساں اہمیت دے اور ہر باب پر پوری توجہ مرکوز کرے۔

۲۔ سمجھداری اور ایمانداری سے مواد کا انتخاب۔

۳۔ اہم نکات کا اندراج۔

۴۔ تمام مآخذات سے استفادہ۔

۵۔ اشاریہ کے موضوع کے متعلق مختلف کتابوں کا مشاہدہ اور ان سے استفادہ۔

۶۔ دوسروں پر بھروسا کرنے سے اجتناب۔

۷۔ ضروری روابط کی استواری۔

۸۔ متعلقہ کتب یا رسائل کی فہرستوں اور شماروں کا حصول۔

۹۔ عمیق اور وسیع مطالعہ۔

۱۰۔ بے تعصبی اور علمی و تحقیقی دیانتداری۔

۱۱۔ قوت تقابل و تنقید کا استعمال۔

۱۔ الف بائی یا موضوعاتی زمانی ترتیب کا اہتمام۔

۱۳۔ اصل دستاویزات، کتب، رسائل و جرائد اور بنیادی مآخذ تک رسائی۔

۱۴۔ حوالہ جات لینے کے رہنما اصول۔

۱۵۔ مواد کی ترتیب و تدوین۔

۱۶۔ اشاریے کی حتمی ترتیب و تہذیب۔

۱۷۔ اشاریے کے لیے جمع کیے گئے تمام مواد پر نظر ثانی۔

## مسائل: ترتیب و تدوین:

اشاریہ ساز اپنے اشاریے کی تکمیل کے لیے پوری لگن، محنت اور شب و روز کی مشقت سے مواد (ڈاٹا) اکٹھا کرتا ہے اس مقصد کے لیے اسے کئی بار مختلف قسم کے مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ وقت اور پیسہ دونوں اس کام میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ کئی بار مہینوں اور سالوں میں جا کر مواد کی جمع آوری مکمل ہو پاتی ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مواد کی جمع آوری میں اسے مختلف دور دراز کے علاقوں، لائبریریوں کی خاک چھاننا پڑتی ہے۔ جب وہ یہ سمجھے کہ اب سارا مواد جمع ہو چکا ہے اور مزید اس میں کسی قسم کے اضافے کی ضرورت نہیں تو اب ایک مرحلہ اس جمع شدہ مواد کی ترتیب و تدوین کا ہوتا ہے۔ اشاریہ سازی میں ترتیب و تدوین کلیدی اہمیت کی حامل ہوتی ہے کیونکہ اس مرحلے پر اشاریہ ساز اپنے کام کی صورت گری کرتا ہے کہ اسے کن خطوط پر چلنا ہے اور اس کی حتمی شکل کیا ہوگی؟

جمع شدہ مواد عرصہ دراز کی مسلسل بھاگ دوڑ اور جستجو کا ثمر ہوتا ہے اسے علم ہونا چاہیے کہ یہ وہ

علمی سرمایہ ہے جو آگے چل کر اس کی پہچان بننے والا ہے اور اس جمع شدہ مواد میں سے مطلوبہ معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمیشہ اس کا مطالعہ ہوتا رہے گا۔ لہٰذا یہ مرحلہ انتہائی احتیاط طلب ہے۔ اس حوالے سے اشاریہ نگار کو چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

۱۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اشاریہ نگار کو یہ تمام جمع شدہ مواد کسی ایک فائل میں رکھنا چاہیے اور باقی تمام چیزیں اس فائل سے ہٹا دینی چاہئیں تا کہ اس بات کا احتمال نہ رہے کہ یہ جمع شدہ مواد دوسری فائلوں یا کاغذات سے خلط ملط نہ ہو جائے کیونکہ یہ اختلاط اشاریہ نگار کے لیے پریشانی کا باعث بن سکتا ہے۔

۲۔ دوسری بات یہ کہ اشاریہ نگار جمع شدہ مواد کی ایک فہرست بنا لے۔ تا کہ معلوم ہو سکے کہ کس قدر مواد جمع ہو چکا ہے۔ یا کس قدر مواد کی اور ضرورت پیش آ سکتی ہے۔

۳۔ ایک بار اچھی طرح دیکھ لے کہ جمع شدہ مواد میں سے کوئی غیر متعلقہ چیز تو نہیں ہے جو آگے چل کر اشاریہ نگار کے لیے مسائل پیدا کرے۔

۴۔ اشاریہ نگار اس بات کا یقین کر لے کہ اس حوالے سے مزید مواد درکار نہیں ہوگا۔

۵۔ اگر دورانِ اشاریہ سازی کچھ اور مواد حاصل ہو جاتا ہے تو اسے ایک الگ فائل میں جمع کر رکھے تا کہ بعد میں اشاریے میں شامل کیا جا سکے۔

## کارڈ کا استعمال:

اشاریہ نگار کو چاہیے کہ منظم انداز میں ابواب کی ترتیب اور اپنے اشاریے کے دائرہ کار کو سامنے رکھتے ہوئے مواد اکٹھا کرے۔ ہر باب کے حوالے سے مواد کو الگ کارڈوں پر منتقل کیا جائے۔ کارڈ کا طریقہ پرانا مگر آسان اور آزمودہ ہے۔

اشاریہ کے لیے مواد کے اندراج کے لیے ایک خاص قسم کا کارڈ بنایا جاتا ہے۔ یہ کارڈ چار انچ چوڑا اور چھ انچ لمبا ہوتا ہے۔ کارڈ پر ہلکی ہلکی لائنیں بھی لگی ہوتی ہیں تا کہ تحریر کی سطریں ٹیڑھی میڑھی نہ ہو جائیں۔ یہ کارڈ بازار سے بنے بنائے بھی مل جاتے ہیں۔

اگر بازار سے نہ ملیں تو بڑا کارڈ لے کر اپنے مطلوبہ سائز اور سہولت کے مطابق کارڈ خود بھی کٹر سے بنائے جاسکتے ہیں۔کارڈ کا سائز اشاریہ نگار اپنے مواد کی ضخامت کو سامنے رکھتے ہوئے کم یا زیادہ بھی کرسکتا ہے۔

ان کارڈوں کے ایک جانب تحریر لکھی جاتی ہے دوسری طرف کچھ نہیں لکھا جاتا۔کارڈ کی پشت صاف رہتی ہے۔اگر عبارت ایک کارڈ سے تجاوز کر جائے تو کارڈ کی پشت پر لکھنے کے بجائے دوسرا کارڈ استعمال کیا جاتا ہے۔اشاریہ نگار کو چاہیے کہ ایک حوالے والے ایک سے زیادہ کارڈوں کو ABC،اب ج،3-2-1، یا i-ii-iii کے ذریعے تخصیص کردے تاکہ کارڈ اِدھر اُدھر بے ترتیب ہونے پر بآسانی دوبارہ ترتیب دیے جاسکیں۔

کارڈوں کو موضوعات یا ابواب کے حوالے سے ترتیب دیا جانا چاہیے۔

### اشاریہ سازی۔مشکلات:

اشاریہ سازی ایک مشکل فن ہے۔جس طرح دیگر فنون کے کچھ قواعد وضوابط ہوتے ہیں جن کی اس فن کے ماہرین کو پابندی کرنا ہوتی ہے اسی طرح اشاریہ سازی بھی کچھ اصول اور قواعد وضوابط رکھتی ہے۔

اشاریہ سازی کے میدان میں قدم رکھنے والوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اشاریہ بناتے وقت اشاریہ نگار کی دیرینہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے سامنے کچھ ایسی مثالیں یا قواعد وضوابط ہوں جن پر عمل پیرا ہو کر وہ ایک اچھا اشاریہ ترتیب دے سکے۔لیکن بدقسمتی سے اس کی یہ کوشش سعی رائیگاں ثابت ہوتی ہے، نہ تو اسے اشاریہ سازی کے حوالے سے قواعد وضوابط رہنمائی فراہم کرتے ہیں اور نہ ہی اسے سابقہ مثالوں میں سے کوئی روشنی کی کرن نظر آتی ہے بلکہ وہ کچھ اور الجھ جاتا ہے۔

جہاں اور بہت سی مشکلات کا اُسے سامنا کرنا ہوتا ہے وہاں سب سے بڑی مشکل اُسے اشاریے میں پاکستانی ناموں کے اندراج کے ضمن میں پیش آتی ہے۔اس حوالے سے ہر اشاریہ

نگار کے یہاں مختلف اصول اپنائے گئے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ایک ہی اشاریہ نگار کے یہاں ایک اشاریے میں ناموں کے اندراج کی مختلف صورتیں نظر آتی ہیں۔ ہمارے یہاں ناموں کی رنگارنگی اور تنوع اس معاملے کو اور بھی پیچیدہ بنا دیتی ہے۔

## حوالہ جات

۱۔ عبدالرزاق قریشی: مقالہ کی تسوید، مشمولہ اردو میں اصول تحقیق مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، ص ۲۶۱

۲۔ ایضاً، ص ۲۱۶

# اشاریہ سازی: مقاصد اور خصوصیات

کمپیوٹر اور جدید ٹیکنالوجی کی وجہ سے جہاں مختلف شعبوں میں انقلابی تغیرات سامنے آئے ہیں۔ وہاں تحقیق وتنقید اور دیگر علوم وفنون میں بھی جدید ٹیکنالوجی، جدید اطلاعیات اور کمپیوٹر نے کئی بنیادی قسم کی تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ جس کام کو کرنے کے لیے پہلے جہاں بہت سی محنت اور کام کرنا پڑتا تھا اور بہت زیادہ وقت درکار ہوتا تھا وہاں اب بہت کم وقت میں اور کم مشقت کے ساتھ زیادہ کام کیا جاسکتا ہے۔

وقت کی قلت اور علوم وفنون کی روز افزوں وسعت اس بات کی متقاضی ہے کہ کوئی ایسا طریقہ ہو کہ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ مطالعہ کو ممکن بنایا جاسکے۔ اس حوالے سے اشاریہ سازی قارئین اور محققین کو سہولت مہیا کرتی ہے کہ ایک نظر میں پوری کتاب کے مشمولات اور موضوعات تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔ سرفراز حسین مرزا لکھتے ہیں:

> "اشاریے کا مقصد کسی دستاویز کے مندرجات کو آشکار کرنا اور قاری کو ایک طائرانہ نظر میں وہ سب کچھ مہیا کرنا ہے کہ جس کی اسے جستجو ہو اور اسے اپنے مطلب کے مواد کی تلاش کے کام میں آسانی ہو۔ بکھری ہوئی معلومات کی طرف راہنمائی کے لیے اشاریے مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔"(۱)

اشاریہ الفاظ اور ان سے متعلقہ علامات کی ایک لسٹ ہوتی ہے۔ روایتی قسم کی کتاب کے آخر میں روایتی قسم کا اشاریہ ان الفاظ کا ہوتا ہے جو ایک شخص انتخاب کرتا ہے جس سے وہ صفحہ نمبر تک پہنچ سکتا ہے اور صفحہ نمبر سے متعلقہ موضوع یا شے تک۔ لائبریری کیٹلاگ میں یہ الفاظ مصنفین،

عنوانات، مضامین اور موضوعات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ (۲) اشاریہ کتاب سے باہر کی کوئی چیز نہیں ہوتا بلکہ کتاب میں موجود تحریر اور معلومات تک مختلف زاویوں سے رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے اور یہی اس کی سب سے بڑی افادیت ہے۔

> ”بکھری ہوئی معلومات کی طرف رہنمائی کے لیے اشاریے موثر کردار ادا کرتے ہیں۔“ (۳)

علوم فنون کی ہر شعبہ میں ترقی اور ترویج نے جہاں سوچ کے زاویوں اور مشاہدے کو وسعت دی ہے وہاں تحریر، کتاب، رسالہ اور تخلیق کو بھی فروغ ملا ہے۔ جدید تحقیق و تنقید اور علم کی سائنسی تشریح و توضیح نے علم و ادب کو کئی خانوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ وسعت علمی اس امر کی متقاضی ہے کہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ معلومات تک رسائی کو ممکن بنایا جائے۔

> ”ہر نیا دن نئی معلومات لے کر منظر عام پر آتا ہے۔ کتب و مقالات کا وافر مواد شائع ہوتا رہتا ہے مختلف علمی، ادبی اور تحقیقی مجلوں میں سینکڑوں مقالات کا شائع شدہ لوازمہ توجہ کا باعث بنتا ہے۔“ (۴)

پہلے اشاریہ بنانے کے لیے اشاریہ ساز کو مختلف حوالوں سے معلومات کو درج کرنے کے لیے مختلف کارڈ بنانے پڑتے تھے، پھر ان کو سنبھال سنبھال کر رکھنا پڑتا تھا، کارڈ گم یا بوسیدہ ہونے کی صورت میں قیمتی معلومات اور اطلاعات کا مستند ہونا مشکوک بھی ہو سکتا تھا۔

دوسری قباحت اس میں یہ تھی کہ یہ کارڈز زیادہ جگہ گھیرنے کی وجہ سے اشاریہ ساز کے لیے سردردی کا باعث بنے رہتے تھے اور بعض اوقات اشاریہ ساز تنگ آ کر ان کارڈز کو ضائع کر بیٹھتا تھا، جس کی وجہ سے بعد میں کبھی ضرورت پڑنے پر اشاریہ ساز ایک بڑے حوالے سے محروم ہو کر افسوس سے ہاتھ ملنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا تھا، یا وہ یہ سوچتا تھا کہ دوبارہ سے تمام کارڈز بنائیں جائیں، ظاہر ہے اس کے لیے بہت سا وقت درکار ہوگا۔

اب کمپیوٹر نے اشاریہ سازی کے حوالے سے یہ مشکل آسان کر دی ہے۔ مگر کمپیوٹر پر بھی یہ

کام کوئی اتنا آسان اور سہل نہیں ہے۔ اشاریہ ساز کو بڑی محنت اور دقت نظری کے ساتھ تمام کوائف (Data) کو اکٹھا کرنا پڑتا ہے، پھر ان کو کمپوز کرنا اور الف بائی ترتیب سے متعلقہ موضوعات، شخصیات اور مقامات کے حوالے سے ترتب دینا پڑتا ہے۔ لیکن اس میں ایک سہولت یہ پیدا ہوجاتی ہے کہ مضامین ومقالات کا ایک ایسا اشاریہ جو شخصیات کے حوالے سے بنایا گیا ہو، اسے اشاریہ ساز ذرا سی تکنیک کے ذریعے موضوعات کے حوالے سے بھی ترتیب دے سکتا ہے، اس صورت میں اسے دوبارہ سے تمام مواد (Data) کو کمپوز نہیں کرنا پڑے گا۔

اشاریہ ہر قسم کی کتب اور رسائل کا تیار کیا جاسکتا ہے اور یہ اس کتاب کی افادیت میں اضافے کا موجب ہی بنے گا، کتاب اور رسائل وجرائد کے معیار اور شان میں اس سے کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ خاص طور پر تحقیق وتنقید سے متعلق مضامین ومقالات کے حوالے سے اس کی اہمیت دوچند ہے۔ اس کے علاوہ خطوط، اشعار، اقوال، الفاظ وتراکیب، تشبیہات واستعارات کا اشاریہ بھی تیار کیا جاسکتا ہے۔

اشاریہ بناتے وقت اشاریہ نگار کے پیش نظر کئی مقاصد ہوتے ہیں۔ اشاریہ ساز بیک وقت عام قارئین، علم وادب کے شائقین، محققین، ناقدین اور مؤرخین کے لیے خدمات سرانجام دے رہا ہوتا ہے۔ بقول جمیل احمد رضوی:

> ''کسی کتاب کے اشاریے کے مختلف مقاصد ہوسکتے ہیں۔ اس کے بغیر کتاب خاموش تو نہیں ہوتی، البتہ بہت سست رفتاری سے اپنے قاری سے مخاطب ہوتی ہے۔'' (۵)

اگر اشاریہ موجود ہو تو کتاب کھولتے ہی اشاریہ کی مدد سے اس میں موجود موضوعات خود بخود قاری کے سامنے آنا شروع ہوجاتے ہیں۔

## اشاریہ سازی کے مقاصد:

اشاریہ سازی کے چیدہ چیدہ درج ذیل مقاصد ہوسکتے ہیں:

- اشاریہ سازی کا سب سے پہلا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قاری بغیر کسی تاخیر اور وقت کے تمام اطلاعات و معلومات تک بآسانی رسائی حاصل کر لے۔
- اشاریہ کسی خاص چیز اور حوالے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔وہ خاص چیز جس کی کہ قاری کو تلاش ہوتی ہے۔
- کتاب کسی ایک موضوع اور ترتیب کے نظام کے تحت لکھی جاتی ہے جبکہ اشاریہ مطلوبہ مواد تک رسائی کے کئی نظام مہیا کرتا ہے۔
- کم وقت میں زیادہ کام کیا جا سکتا ہے۔
- اشاریے کی وجہ سے قاری اِدھر اُدھر بھٹکنے سے بچ جاتا ہے۔
- کتاب کا اشاریہ اس کے مندرجات کا راہنما ہوتا ہے اس کو مندرجات سے بنایا جاتا ہے یہ عموماً انضباطی صورت میں ہوتا ہے۔
- اشاریہ مندرجات کی تفصیل کی نشاندہی کرتا ہے۔
- پوری کتاب پڑھے بغیر کسی خاص پیراگراف، اقتباس، جگہ، شخص یا موضوع کے حوالے سے معلومات فراہم ہو جائیں۔
- محققین اور قارئین کو اخبارات اور رسائل کی پوری فائلیں پڑھی بغیر اپنے مطلوبہ مواد تک رسائی حاصل ہو جائے۔
- بعض رسائل، اخبارات اور کتب نایاب ہوتی ہیں اور ان تک رسائی کے لیے سینکڑوں کلومیٹر کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔اشاریے کے بغیر یہ سفر بے ثمر بھی ہو سکتا ہے۔اشاریے کا کام اس سفر کو سودمند بنانا ہے، اشاریہ اس بارے میں یہ مدد مہیا کرتا ہے کہ محققین اس یقین کے ساتھ سفر کرے کہ اس کا مطلوبہ مواد فلاں کتاب، رسالے یا اخبار سے یقینی طور پر مل جائے گا۔
- اشاریہ کئی انداز میں مطلوبہ معلومات تک رسائی بہم پہنچاتا ہے، کتب کے حوالے سے،

موضوع کے حوالے سے، مصنف کے حوالے سے اور دیگر کئی حوالوں سے بھی۔

- اشاریہ ان چیزوں کی نشاندہی بھی کرتا ہے جو کتاب میں موجود نہیں ہیں۔اشاریہ کی مدد سے ہم بہت کم وقت میں پتہ چلا سکتے ہیں کہ کتاب کن موضوعات یا اشیاء پر مشتمل نہیں ہے۔
- اشاریہ سازی کے ذریعے مالی فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔
- اشاریہ بننے کے بعد پرانے رسائل کی شکست و ریخت کم ہوجاتی ہے، کیونکہ قارئین اور محققین بجائے پورا رسالہ یا کتاب پڑھنے کے اس کا اشاریہ پڑھ کر مطلوبہ مواد تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔اگر رسائل اور پرانی کتب کی بار بار ورق گردانی کی جائے گی تو اس سے کتابوں اور رسائل کے اوراق جلد بوسیدہ ہو کر پھٹنے کے خدشات بڑھ جاتے ہیں۔
- اشاریہ ساز اشاریہ سازی کی بدولت ایک ماہر اور ہنر مند کی حیثیت سے پہچانا جاتا ہے۔
- اشاریہ کتاب کو خریدتے وقت یہ مدد فراہم کرتا ہے کہ قاری کے مطلب کا مواد اس کتاب میں موجود ہے بھی یا نہیں۔
- اشاریہ لائبریری سے کتاب کو جاری کرانے سے پہلے قاری کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے کہ اس کتاب میں کس حد تک اس کی مطلوبہ چیزیں موجود ہیں۔

اشاریے کے مقاصد کے بارے میں عبدالرزاق قریشی لکھتے ہیں:

> ''اشاریہ کا مقصد اشخاص، مقامات وغیرہ کے نام گنوانا نہیں بلکہ ان سے متعلق کتاب میں کوئی اطلاع یا اطلاعات بہم پہنچائی گئی ہوں۔''(۶)

اکثر لوگ اشاریہ سازی کی اہمیت سے بے خبر ہیں وہ اس کام کو کلرکوں یا منشیوں کا کام سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ کوئی بھی کلرک یہ کام انجام دے سکتا ہے ان کے خیال میں کتابوں، ناموں، مقالات یا دوسری چیزوں کی خبریت تیار کرنا کوئی بڑی بات نہیں، جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے یہ ایک تکنیکی کام ہے جو ایک ماہر اشاریہ ساز ہی بہتر طور پر انجام دے سکتا ہے

جس نے کہ اس کام کی مہارت حاصل کی ہوتی ہے۔ بقول سیدہ مصباح رضوی:

> ''اشاریے کو ہم مقالے یا کتاب کی کلید کہہ سکتے ہیں کہ جس کی مدد سے معلوم سے نامعلوم کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے۔ اشاریہ قاری کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ جان سکے کہ اس کتاب میں اس کے کام کا کچھ مواد موجود ہے یا نہیں اور اگر موجود ہے تو وہ کتاب کے کن کن صفحات پر مل سکتا ہے۔'' قاری فوراً مطلوبہ صفحات کو کھول کر اپنی پسند کے موضوع کے متعلق معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ اگر اشاریہ نہ ہو تو قاری کو مطلوبہ مواد کی تلاش میں تمام کتاب کی ورق گردانی کرنا پڑے گی اور ہو سکتا ہے کہ بہت سی موٹی موٹی کتابوں کے ورق الٹتے الٹتے وہ تھک جائے اور وہی موضوع اس کی نظر میں نہ آسکے کس کی اس کو تلاش تھی۔''(۷)

اشاریہ کو آسان، فالتو اور کلرکانہ کام سمجھنا درست نہیں بلکہ یہ ایک خالصتاً تحقیقی کام ہے، جس کے مقاصد وسیع اور فائدہ مند ہیں۔

**اشاریہ: کتاب/رسالے کا سروے:**

اشاریہ کسی بھی کتاب یا رسالے کا ایک مکمل سروے ہوتا ہے، جس کی مدد سے ہم اس کے مشمولات اور مندرجات سے بخوبی واقف ہو سکتے ہیں۔ ایک اچھا اور کامیاب اشاریہ آنے والے محققین اور قارئین کے لیے نہایت سودمند دستاویز کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جس کی مدد سے کتاب میں موجود تمام اہم گوشے ایک ہی نظر میں سامنے آجاتے ہیں۔

عبدالرزاق لکھتے ہیں:

> ''اشاریہ کا انحصار دراصل موضوع مضمون یا کتاب پر ہے۔۔۔مختصر یوں کہا جا سکتا ہے کہ اشاریہ کتاب کے متن کے مطابق ہونا چاہیے یعنی جن چیزوں کا ذکر زیادہ ہوا ہے ان کا اشاریہ بنایا جائے۔''(۸)

اشاریہ نہ صرف مصنف بلکہ قاری کو بھی ایک ترتیب اور تہذیب کو اپنانے پر مجبور کرتا ہے۔ بے ترتیبی، فالتو اور زائد چیزوں سے اجتناب برتنا سکھاتا ہے۔ یہ ترتیب اور اصول پسندی کو راستہ دیتا ہے اور مصنف کے لیے ایک سمت متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اشاریہ دراصل کتابیات اور فہرست سے الگ چیز ہے، تحقیقی مقالات کا ایک لازمی جز ہے جس طرح کتابیات اور حوالہ جات کے بغیر تحقیقی مقالہ نامکمل رہتا ہے اسی طرح اشاریے کے بغیر بھی مقالہ ادھورا رہتا ہے۔ اشاریے کا کام مطلوبہ معلومات کی فراہمی کو آسان بنانا ہے۔ بعض اوقات ہم کم وقت میں کوئی اہم معلومات حاصل کرنے کے لیے کسی کتاب سے استفادہ کرتے ہیں، اگر کتاب میں اشاریہ موجود ہو تو ہمارا یہ کام بہت کم وقت میں ہو جاتا ہے، اشاریہ نہ ہونے کی صورت میں پوری کتاب کو کھنگالنا پڑتا ہے، باریک بینی سے مطالعہ کرنا پڑتا ہے، جبکہ اشاریے کی مدد سے ہم فوری طور پر اپنی مطلوبہ معلومات اور صفحہ پر بغیر کسی دقت کے پہنچ جاتے ہیں اور اشاریے کی مدد سے دنوں میں پایہ تکمیل تک پہنچنے والا کام منٹوں سیکنڈوں میں ہو جاتا ہے۔

اشاریہ کتابیات کے مختلف ابواب اور مشمولات اور مندرجات کے حوالے سے کئی اہم پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ اشایہ جامع اور مختصر ہونا چاہیے، غیر ضروری طوالت سے بچنا چاہیے۔ بقول ڈاکٹر گیان چند:

> ”اگر اشاریہ بہت طویل اور مفصل ہوگا تو ضروری اندراج تلاش کرنے میں دقت ہوگی۔ قاری کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر اسے حدوں میں اور مختصر رکھیے۔“(۹)

اُردو کتب و رسائل کے حوالے سے اشاریہ سازی کا کام ابھی تجرباتی دور سے گزر رہا ہے۔ عام قارئین ابھی تک اشاریے کی صحیح قدر و منزلت سے بخوبی آگاہ نہیں ہیں۔ ابھی تک کئی محققین اور مقالہ نگار اشاریہ سازی کے کام کو اضافی بوجھ سمجھتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اشاریہ سازی کی اہمیت سے آگاہی پیدا کی جائے تاکہ علمی و ادبی کتابوں کے اشاریے ترتیب دے کر معلومات کے لیے نئے حوالے بہم پہنچائے جا سکیں۔

# حوالہ جات


۱۔ سرفراز حسین مرزا (مرتب): پیش لفظ، اشاریہ نوائے وقت ۱۹۴۵-۱۹۴۷ء، لاہور، پاکستان سٹڈی سنٹر، پنجاب یونیورسٹی ۱۹۸۷ء، ص الف

۲۔ M Raza-ul-Haq Badakhshani, Kh. Ejaz Rasool, Gem Practical Dictionary English to Urdu, Lahore: Azhar publishers, P375

۳۔ سرفراز حسین مرزا (مرتب): پیش لفظ، اشاریہ نوائے وقت ۱۹۴۵-۱۹۴۷ء، ص الف

۴۔ دیباچہ: اشاریہ اقبالیات مرتبہ اختر النساء، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۸ء، ص ۵

۵۔ جمیل احمد رضوی، سید: اشاریہ سازی مشمولہ اردو میں فنی تدوین مرتبہ ڈاکٹر ایس ایم ناز، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۱ء ص ۳۰۸

۶۔ عبدالرزاق قریشی، مبادیات تحقیق، بمبئی، ادبی پبلشرز، ۱۹۶۸ء، ص ۷۵

۷۔ مصباح رضوی، سیدہ، اردو تحقیقی کتب میں اشاریہ سازی، مخزن، شمارہ ۷، قائداعظم لائبریری، لاہور، ص ۹۴

۸۔ عبدالرزاق: مقالہ کی تسوید، مشمولہ اردو میں اصول تحقیق مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، ورڈویژن پبلشرز، اسلام آباد، طبع چہارم ۲۰۰۱ء، ص ۲۶۱

۹۔ گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، طبع سوم ۲۰۰۷ء، ص ۳۲۶

# اشاریے کی ترتیب اور درجہ بندی

اشاریہ سازی میں بنیادی اہمیت ترتیب اور درجہ بندی کی ہوتی ہے۔کوئی بھی فن یا ہنر بغیر ترتیب کے وجود میں نہیں آتا، اسی طرح اشاریہ سازی کے لیے بھی ترتیب کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔اشاریہ کئی حوالے سے ترتیب دیا جا سکتا ہے:

۱۔ کتب
۲۔ مقالات
۳۔ رسائل و جرائد
۴۔ موضوعات
۵۔ علمی و ادبی ادارے
۶۔ اشخاص
۷۔ افسانوی کردار
۸۔ اقوام و ملل
۹۔ مقامات

اشاریے کو جتنا چاہیں پھیلاتے جائیں، تاہم اہم ترین زمرے اشخاص، کتب اور مقامات ہیں۔اشاریہ انھیں پر مشتمل ہونا چاہیے۔

''طریق کار یہ ہے کہ ان زمروں کا تذکرہ الف بائی ترتیب میں ہو اور ہر ذیلی عنوان کے آگے ان صفحات کے نمبر مرقوم ہوں جہاں جہاں متعلقہ لفظ مذکور ہوا۔''(۱)

کتاب کی جانچ پرکھ فہرستِ ابواب اور اشاریے سے شروع ہوتی ہے۔فہرست ابواب میں عموماً تفصیل ابواب بھی شامل ہوتی ہے۔اگر مصنف آپ کے موضوع کو زیر بحث لاتا ہے تو باب کے ذیلی عنوانات سے آپ جان سکتے ہیں کہ اس نے موضوع سے کس حد تک بحث کی ہے اور اس حوالے سے کن اہم سوالات کو اٹھایا ہے؟ باب کے اندرونی مختصر مباحث کو اشاریے کی مدد سے معلوم کیا جاسکتا ہے،اشاریے میں جملہ مسائل کے حوالے سے صفحہ نمبر بھی مذکور ہوتا ہے، بے شک موضوعات کا تذکرہ انتہائی مختصر ہی کیوں نہ ہو۔ (۲)

مقالہ کے موضوع کے مطابق اس کا اشاریہ ہوگا۔اگر مقالہ تاریخی موضوع پر ہے تو پھر اس میں اہم حکمرانوں ،بادشاہوں، جنگ کے میدانوں ،بادشاہوں کے وزراء وکابینہ،اہم مقامات، ادیب اور شعراء، بزرگان دین، سلسلہ ہائے تصوف ،مورخین، اضلاع اور شہروں کے نام شامل ہوں گے۔کسی عہد میں بغاوت ہوتی ہے تو باغیوں کے ناموں کا اندراج بھی اشاریے میں حروفِ تہجی کے تحت کر سکتے ہیں۔

- اگر مقالہ تصوف کے موضوع سے متعلق ہے تو اس کے اشاریہ میں درج ذیل کی نشاندہی کی جاسکتی ہے:

  اہم اور برگزیدہ بزرگوں کے نام۔

  ان علاقوں کا نام جن کا انھوں نے سفر کیا۔

  اس عہد کے تاجداروں کا حوالہ۔

  تصوف کے سلسہ ہائے کے نام۔

  تصوف کی اہم کتب کا نام۔

  معجزات وغیرہ۔

  مریدین اور سجادہ نشینوں کے اسماء۔
- اگر مقالہ کسی ''تذکرہ'' سے متعلق ہے تو اس میں

اہم تذکرہ نگاروں کے اسماء
بار بار ذکر کیے جانے والے شعرا کے نام
مشہور جگہوں کے نام
مصنفین کا تذکرہ
سیاحوں وغیرہ کا ذکر
اس عہد کے ادب دوست حکمرانوں کے نام وغیرہ کی نشاندہی کرنا ہوگی۔

- اگر مقالہ کسی شخصیت پر ہے تو پھر

شخصیت کا نام۔
عزیزوں رشتہ داروں کے نام۔
اساتذہ کے نام۔
کسی شخصیت / مصنف کے کاموں کی تفصیل یعنی کتب وغیرہ کے نام۔
جن کتابوں میں اس شخصیت کا ذکر ہوا اُن کے نام۔
اس شخصیت کے عہد کے دیگر مشہور لوگوں کا نام۔
جن جگہوں کا اس نے سفر کیا ان کا اشاریہ میں ذکر اور نشاندہی کی جا سکتی ہے۔

بہر حال یہ کوئی حتمی خاکہ نہیں ہے۔ مقالے کی ضرورت کے مطابق اس میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔ (۳)

جس طرح تحقیق سے ہماری آنکھیں روشن ہوتی ہیں۔ زاویۂ نگاہ کو وسعت دیتی ہے۔ ادبی و دیگر مسائل سے نپٹنے اور ان کا حل پیش کرنے کی اہلیت رکھتی ہے، سچائی کو کھوجتی ہے۔ حقائق کو تلاش کرتی ہے۔ اشاریہ اس تمام کام میں تحقیق میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں تحقیق باضابطہ طور پر مسائل کے حوالے سے مواد فراہم کر کے ان کا تجزیہ کرتی ہے اور کسی منطقی نتیجے پر پہنچ کر ان مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

اشاریے کو اصول وضوابط کے مطابق اور درست درجہ بندی کے تحت ترتیب دینا بہت ضروری ہے۔ تحقیقی کام کی طرح اشاریے کے کام کی درج ذیل منازل ہوں گی:

- اشاریے کے لیے موضوع کا انتخاب کہ کس چیز کا اشاریہ بنانا ہے؟
- اشاریے کا خاکہ یعنی نقش اول تیار کرنا۔
- اشاریے کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے مناسب موضوعات کی تشکیل۔
- ابواب کی فہرست ترتیب دینا۔

مواد کی فراہمی:

مواد کو پڑھنا اور اس میں سے اپنے مطلب کا مواد (Data) اور اعداد و شمار لینا۔

لیے گئے اعداد و شمار اور مواد کو تنقیدی نظر سے گزار کرنا اور مرتب کرنا۔

اشاریے کا پہلا مسودہ تیار کرنا اور حسب ضرورت خاکہ میں ترمیم و اصلاح کی گنجائش رکھنا۔

مسودے پر نظر ثانی کرنا۔

پروف اور عبارت کو غور سے پڑھنا۔

شائع کرانے سے پہلے ایک بار دوبارہ تمام اندراجات کو چیک کرنا۔

اشاریے کے امور:

اشاریہ کوئی عام سی سرگرمی کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک مکمل فن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اشاریہ درج ذیل امور سرانجام دیتا ہے۔

جذبہ تلاش و تحقیق اور تجسس کی تسکین:

اشاریہ نگار جب کسی موضوع پر اشاریہ سازی کا کام شروع کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کا واسطہ تلاش و تحقیق سے پڑتا ہے۔ وہ نہایت محنت اور دلجمعی سے مواد تلاش کر کے اشاریے کی ترتیب و تشکیل کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ یہ اشاریہ جس موضوع کے حوالے سے بنایا گیا ہو، اس موضوع پر کام کرنے والے لوگوں کو تلاش و تجسس میں مدد دیتا ہے۔ حصول مواد اور حوالہ جات کی

حصول میں یہ اشاریے کلیدی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ محققین اور قارئین انھیں اشاریوں کی مدد سے اپنے مطالعہ یا تحقیق میں مواد کے حصول میں مدد لیتے ہیں۔

## ترقی کا زینہ:

انسان آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے لیے ہر وقت کوشاں رہتا ہے اور حقیقی ترقی، تعلیمی وتدریسی مواقع، اعلیٰ تعلیم وتحقیق کے بہتر وسائل کی بدولت میسر آتی ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے تحقیق اور مطالعہ ناگزیر ہے اور تحقیق ومطالعہ کے لیے مواد کی فراہمی کا ایک مؤثر وسیلہ اشاریہ ہے۔ اشاریہ کی مدد سے قاری اور محقق اپنے مطلوبہ ہدف کو کم وقت میں حاصل کر لیتا ہے، جس کی وجہ سے اسے وہ ہدف (ٹارگٹ) اپنے مطلوبہ وقت میں حاصل ہو جاتا ہے جسے پا کر اس کے لیے ترقی اور علم کے زینے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ سندی یا غیر سندی کسی بھی قسم کے مقالات کی تکمیل میں اشاریے نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں اور ثمر آور ثابت ہوتے ہیں۔

## امید کا باعث:

جس وقت مواد کی عدم فراہمی کی بنا پر مقالہ نگاروں کی امیدیں ٹوٹنے لگتی ہیں اور ارادے ریت کی دیواروں میں تبدیل ہونے لگتے ہیں ایسے میں انھیں کتب ورسائل کے اشاریے حوصلہ دیتے ہیں اور یہ اشاریے اندھیرے میں چمکتے جگنوؤں کا کام کرتے ہیں کیوں کہ علوم وفنون میں بے پناہ اضافے کی بدولت مواد تک پہنچنا مشکل ہو گیا ہے۔ یہ معلوم ہی نہیں ہو پاتا کہ کس قسم کے رسائل اور کتب کہاں کہاں سے شائع ہو رہی ہیں۔ تو ایسے وقت میں یہ اشاریے تحقیقی حوالے سے ایک صحت مند کردار ادا کرتے ہیں۔

## علم میں اضافہ:

اشاریے قارئین اور محققین کے علمی سرمائے کو بڑھاتے ہیں۔ ان اشاریوں کے مطالعے سے انھیں کسی کتب یا رسائل کے مندرجات سے آگہی ہو جاتی ہے۔ انھیں یہ پتہ چل جاتا ہے کہ جن رسائل یا کتب کا اشاریہ ہوتا ہے ان کی تمام تصویر واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ اشاریہ نگاری

ایک ایسی سرگرمی کا نام ہے جس سے اشاریہ نگار کے تو علم میں اضافہ ہوتا ہی ہے یہ اشاریے پڑھنے والوں کے علم میں بھی مسلسل اضافے کا باعث بنتے ہیں۔

## علمی و تعلیمی اور تحقیقی سرگرمی:

تحقیق علمی اعتبار سے ایک ایسی سرگرمی کا نام ہے جس سے ترقی اور معاشرتی مسائل کو حل کرنے کے مختلف راستے نکلتے ہیں۔اسی طرح اشاریہ بھی ایک تحقیقی سرگرمی ہے جس سے تحقیق و تدوین میں بڑی حد تک مدد ملتی ہے۔

## درست مواد کا انتخاب:

تحقیق میں ایک اہم مسئلہ مواد کا انتخاب ہے بعض اوقات محقق اپنے موضوع پہ کام کرنے کے لیے بے تحاشا مواد اکٹھا کر لیتا ہے مگر جب وہ چھانٹی کرنے بیٹھتا ہے تو اس کے پاس جمع شدہ مواد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے زیادہ تر مواد وہ جمع کر لیا ہے جو کہ اس کے موضوع سے متعلق نہیں ہے۔اشاریہ اس سلسلے میں اس کی مدد کرتا ہے اور اس کے موضوع کے حوالے سے مواد کہاں کہاں سے دستیاب ہوسکتا ہے اس سمت میں اس کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔

## تحقیق میں مواد کی فراہمی کے مسائل کا حل:

موضوع کے انتخاب کے بعد محققین کو جن مسائل کا سامنا ہوتا ہے ان میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے موضوع پہ کام کہاں سے شروع کرے اس حوالے سے کون اس کی رہنمائی کرے گا۔ظاہر ہے یہ رہنمائی اشاریے ہی کر سکتے ہیں۔

## سمت نمائی:

اشاریے کی مدد سے جب اپنے موضوع پر محقق کو بہت سا مواد دستیاب ہو جائے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کے تحقیقی موضوع پر پہلے کس نوعیت کا کام ہو چکا ہے اور کس انداز میں کام ہوسکتا ہے۔

اس موضوع پر مزید کام کی کتنی گنجائش موجود ہے۔

## اشاریہ علم کی دریافت:

اشاریہ دریافت کا کام سرانجام دیتا ہے۔ مختلف مضامین ومقالات اور کتب میں شائع ہونے والا مواد جو گرد کی تہوں میں غائب ہو چکا ہوتا ہے، اشاریہ اس مواد کو دریافت کر کے اسے دوبارہ سامنے لے کر آتا ہے۔

## علم کی نشوونما:

مختلف اشاریوں کی مدد سے علمی وتحقیقی کام کی بجا آوری میں جب مواد بآسانی فراہم ہو جائے گا تو ظاہر ہے کہ محققین خوش دلی سے علمی وتحقیقی کام کرنے لگیں گے۔

## اشاریے کی حدود:

اشاریہ ایک باقاعدہ فن ہے جس کا دائرہ کار وسیع ہے۔ اس کی حدود میں درج ذیل کام آجاتے ہیں۔

### تحقیق:

اشاریہ شروع سے آخر تک ایک تحقیقی سرگرمی ہے۔ متعلقہ مواد کی تلاش وتحقیق اشاریہ ساز کا بنیادی کام ہے۔ اشاریہ سازی تحقیق بھی ہے اور تحقیق کے لیے سنگ میل بھی کیونکہ اشاریہ تحقیق میں رہنمائی بھی کرتا ہے۔

### تنقید:

توضیحی اشاریے میں مواد پر تنقید بھی کی جاتی ہے اور کتاب یا مضمون کے معیار اور اس کی قدر وقیمت کے تعین کے لیے تنقید کے مختلف اصولوں کو بھی بروئے کار لایا جاتا ہے۔

### تلخیص:

اشاریے میں توضیحات کے ضمن میں مضمون یا کتاب کے بارے میں مکمل مواد کی تصویر پیش

کی جاتی ہے۔ کتاب یا مضمون کے اہم نکات کو توضیحی اشاریے میں دیا جاتا ہے۔
اس کے علاوہ اس حوالے سے دیگر کتب یا مضامین سے حوالے بھی دیے جاتے ہیں۔

معلومات کی فراہمی:

اشاریہ ہمیں کتابوں، رسالوں اور اخبارات کے مواد کے حوالے سے معلومات فراہم کرتا ہے کہ کہاں کہاں اور کس صفحے پر کون کون سا مواد موجود ہے۔

مواد کی فراہمی کا ذریعہ:

تحقیقی مراحل میں ایک اہم مرحلہ مواد کی فراہمی کا ہوتا ہے اگر مطلوبہ موضوع کے حوالے سے اشاریے موجود ہوں تو یہ مواد کی فراہمی کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

تحقیق کا منظم آغاز:

اشاریے کی مدد سے تحقیق کا باضابطہ آغاز کیا جا سکتا ہے کیونکہ اشاریہ ابتدائی مواد سے لے کر حتمی مواد تک فراہم کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

پیچیدہ تحقیقی عمل کو آسان بنانا:

اشاریے کی مدد سے تحقیق کا پیچیدہ اور مشکل عمل آسان ہو جاتا ہے کیونکہ تحقیق میں اصل کام متعلقہ مواد کا دستیاب ہونا ہے۔

متعلق اور غیر متعلق میں فرق:

اشاریے سے متعلقہ اور غیر متعلقہ مواد کا علم ہو جاتا ہے۔

کلیدی کردار:

اشاریہ چونکہ تحقیق کے آغاز ہی سے سمت نمائی کا فریضہ سرانجام دے رہا ہوتا ہے، اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ تحقیق میں اشاریے کلیدی کردار کے حامل ہوتے ہیں۔ تحقیق میں آگے بڑھنے کے لیے اشاریے جو متعلقہ مواد فراہم کرتے ہیں، وہی مواد تحقیقی نتائج مرتب کرنے میں اہم کردار

ادا کرتا ہے۔

**حقائق تک پہنچنے میں معاونت:**

اشاریوں کی وجہ سے موضوع کے حوالے سے اتنا مواد فراہم ہو جاتا ہے کہ حقائق تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔

**نئی تحقیق کی راہ ہموار کرنا:**

اشاریے اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ آج تک کس کس حوالے سے تحقیق ہو چکی ہے اور کون کون سے پہلو تشنہ ہیں۔ اشاریے تحقیق کے باب میں نئے تحقیقی موضوعات کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

## حوالہ جات


۱۔ محمد عارف، تحقیقی مقالہ نگاری، لاہور، ادارہ تالیف وترجمہ، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۹ء، ص۴۸۹

۲۔ ایضاً، ص۱۷۵

۳۔ صفدر علی، پروفیسر، اصول تحقیق وتدوین، لاہور، فاروق سنز، س ن، ص۱۳۰، ۱۳۱

# اشاریہ نگار کی ذات، صفات اور ذمہ داریاں

اشاریہ سازی ایک اہم کام ہے جس کا تمام کریڈٹ اشاریہ نگار کی ذات کو جاتا ہے کیونکہ اشاریہ سازی ایک وقت طلب اور ذہن کو الجھا دینے والا کام ہے۔ ذرا سی کوتاہی یا غفلت اشاریہ نگار کے تمام کام پر پانی پھیر سکتی ہے۔ اشاریہ سازی کے تمام مراحل میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس پورے عمل میں اشاریہ نگار کی شخصیت اور مزاج کو بڑا دخل ہوتا ہے۔

## اشاریہ نگار کی ذات:

اشاریہ نگار کے طبعی میلانات اور تحقیق سے دلچسپی، کتب، اخبارات اور رسائل وجرائد کے مطالعہ کا شغف اشاریہ نگاری میں بہت ممد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔ اشاریہ سازی کے میدان میں ایک اشاریہ نگار کس قدر کامیاب ہے یا کامیاب نہیں ہے اس کا دارومدار اشاریہ نگار کی ذات اور صلاحیت پر بھی ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہوگی:

۱۔ اشاریہ نگار کی فنی قابلیت
۲۔ اشاریہ نگار کی تعلیم وتربیت
۳۔ اشاریہ نگار کی صلاحیت
۴۔ اشاریہ نگار کی محنت اور عرق ریزی
۵۔ اشاریہ نگار کی دقتِ نظر
۶۔ چیزوں کی پرکھ
۷۔ اشاریہ نگار کی مسلسل کام کرنے کی صلاحیت
۸۔ اشاریہ نگار کی تحقیقی کام اور اشاریہ سازی سے دلچسپی اور لگن

۹۔ اشاریہ ترتیب دیتے وقت کسی کم مقبول اور غیر معروف مصنف یا تصنیف کو بھی نظر انداز نہ کرتا ہو۔

۱۰۔ مواد اور موضوع کا احاطہ کرنے کی صلاحیت

۱۱۔ اشاریہ نگار کی تحقیقی کام اور اشاریہ سازی سے دلچسپی اور لگن

اشاریہ نگار کے ترتیب دیے ہوئے اشاریہ کی مقبولیت اور کامیابی کا انحصار اشاریہ کی ترتیب وتدوین اور اس کے موضوعات پر ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی حسن ترتیب اور سلیقہ شعاری بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

عام محققین کی نسبت اشاریہ ساز زیادہ ترتیب اور انضباط کا عادی ہوتا ہے۔ اسے زیادہ محتاط اور متوازن مزاج کا حامل ہونا چاہیے۔ اشاریہ ساز کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کام عام بے ربطی یا بے ترتیبی کا متحمل نہیں ہوسکتا اور اشاریہ ساز نے محققین اور دیگر لکھاریوں کی نسبت مکمل تکنیکی انداز میں اپنے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہوتا ہے اور ایک ربط وضبط اور ترتیب کے نظام کے ساتھ اپنا کام صفحۂ قرطاس پہ لانا ہوتا ہے۔ اشاریہ ساز کا کام مفید اور بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

## اشاریہ نگار کی خصوصیات:

اشاریہ نگار میں درج ذیل چیدہ چیدہ خصوصیات کا ہونا ضروری ہے:

- چیزوں کی شناخت اور پرکھ رکھتا ہو۔
- چیزوں کو ترتیب دینے کا ذہن رکھتا ہو۔
- چیزوں کے انتخاب اور چناؤ کی اہلیت رکھتا ہو۔
- چیزوں کی درجہ بندی کرنا جانتا ہو۔
- اچھی معلومات کا حامل ہو۔
- وسیع المطالعہ ہونا چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کی استعداد رکھتا ہو۔ اس کا مطالعہ سرسری نہ ہو بلکہ مطالعہ میں گہرائی ہو۔

- زبان وادب کی تاریخ سے واقفیت رکھتا ہو۔
- اسے شعراء وادباء سے اچھی خاصی واقفیت ہوتا کہ اگر ایک مصنف کے دو مختلف ناموں سے کوئی چیز شائع ہوئی ہے تو اسے اس کی خبر ہو اور وہ اس کی وضاحت کرنے کے قابل ہو۔
- علاقائی زبانوں کی شدھ بدھ بھی رکھتا ہو۔
- اگر اردو میں کام کر رہا ہو تو اردو کے ساتھ ساتھ عربی فارسی، اور انگریزی کی سمجھ بوجھ بھی رکھتا ہو۔ اور اس کے ساتھ دیگر پاکستانی زبانوں سے بھی کسی تک آگاہ ہو۔
- تحقیقی مزاج رکھتا ہو۔
- تنقیدی شعور کا مالک ہو۔
- تحقیق اور تنقید کے نئے زاویوں سے باخبر ہو۔
- اشاریہ سازی کے وقت ایک ہی نشست میں زیادہ وقت کے لیے بیٹھ کر کام کر سکتا ہو۔ یکسوئی سے گھنٹوں ایک ہی کام کرنے میں بوجھل پن یا تھکاوٹ کے احساس سے عاری ہو۔
- اپنے کام کو زیادہ سے زیادہ وقت دے سکتا ہو۔ کام کرتے وقت دوسری مصروفیات رکاوٹ کا باعث نہ ہوں۔
- مزاج میں چڑچڑاپن نہ ہو، کیونکہ چڑچڑاپن اس کے کام کے معیار میں حائل ہو سکتا ہے۔
- محنت پسند اور مستقل مزاج ہو۔
- الجھے ہوئے ذہن کا مالک نہ ہو۔
- بے دلی نہ پائی جاتی ہو۔
- اپنے کام کو توقیر اور عظمت کا وسیلہ سمجھتا ہو۔
- ذوق، شوق اور لگن سے کام کرنا چاہتا ہو۔
- چیزیں سنبھال کر رکھنے کا عادی ہو۔

- کار آمد اور فالتو چیزوں میں فرق کر سکتا ہو۔
- جو کچھ پیش کر رہا ہے وہ چھان پھٹک کر پیش کرے۔
- اپنے موضوع سے لگاؤ رکھتا ہو۔
- ست مزاج نہ ہو۔
- جس شعبہ میں کام کر رہا ہو اس پر پوری دسترس رکھتا ہو۔
- اشاریہ سازی کے حوالے سے اپنے دائرہ کار کا انتخاب کر سکتا ہو۔
- بلند حوصلہ اور پر عزم ہو۔
- کسی بھی قسم کے تعصب سے پاک ہو۔
- ذاتی رجحانات ومیلانات کو اپنے کام پر غالب نہ آنے دے۔ بلکہ وہ تحقیقی رجحان رکھتا ہو۔ کسی کی مخالفت اور دشمنی میں حقائق کو توڑ موڑ کر پیش نہ کرے۔
- غیر جانبدار رہتے ہوئے حاصل کیے گئے مواد کو اشاریاتی ترتیب میں لانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔
- ضرورت پڑنے پر قوت فیصلہ کی مکمل صلاحیت رکھتا ہو۔
- مواد لینے اور نہ لینے کا فیصلہ کرتے وقت وسیع النظر ہو۔
- زبان پر کامل دسترس رکھتا ہو۔
- مختلف اشاریے اس کی نظر سے گزر چکے ہوں۔
- اشاریوں کی مختلف اقسام سے واقفیت رکھتا ہو۔
- اشاریہ سازی کی تکنیک کو بخوبی جانتا ہو۔
- اشاریہ، درجہ بندی، کتابیات، فہرست سازی اور کیٹلاگ سازی کے فرق سے اچھی طرح واقف ہو۔
- تحقیق وتدوین کے اصولوں سے باخبر ہو۔ اشاریہ نگاری کے اصول ضوابط سے آگاہ ہو۔

- اسے معلوم ہو کہ کتب، رسائل اور اخبارات کے اشاریے بنانے کی کیا کیا ضروریات ہیں۔
- اشاریہ سازی کے اصول اور قواعد وضوابط سے آگاہی رکھتا ہو۔
- اشاریہ سازی کے مقاصد کو جانتا ہو۔
- جس کا حافظہ اچھا ہو۔ نسیان کا مریض یا چیزوں کو جلد بھول جانے والا نہ ہو۔
- محققین اور قارئین کی ضرورت اور مسائل سے آشنا ہو۔
- یہ ایک اضافی خوبی ہوگی کہ کمپیوٹر میں مہارت رکھتا ہو۔

## اشاریہ نگار کی ذمہ داریاں:

اشاریہ سازی ایک ذمہ دارانہ کام ہے۔ جو شخص اشاریہ بنا رہا ہے، وہ اسے مذاق نہ سمجھے نہ اسے بنانے میں تساہل اور کوتاہی سے کام لے، حتی الامکان کوشش کرے کہ اشاریہ غلطیوں سے پاک ہو۔ کیونکہ اُس کی چھوٹی سی غلطی بھی محقق یا قاری کو پریشانی میں مبتلا کر سکتی ہے اور اُن کے وقت کا ضیاع بھی ہو سکتا ہے۔

۱۔ اشاریہ کی ترتیب وحدود کا تعین کرنا، تاکہ مقررہ وقت میں اشاریہ کو مکمل کیا جاسکے۔

۲۔ اشاریہ بناتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ جن رسائل وجرائد کا اشاریہ بنایا جارہا ہے ان کا تعلق ماضی سے ہے یا حال سے، اگر ماضی سے ہے تو کیا اسے مواد کی فراہمی کا یقین ہو گیا ہے؟

۳۔ مواد کی فراہمی کا طریقہ کار کیا ہوگا؟

۴۔ کون کون سے ذرائع عمل میں لائے جائیں گے؟ یہ اسے معلوم ہونا چاہیے۔

۵۔ اشاریہ کے انتخاب میں اسے اپنی میلان طبع اور مزاج کی ہم آہنگی کا خیال بھی رکھنا ہوگا کیونکہ اگر وہ کتاب یا رسائل جن کا وہ اشاریہ ترتیب دینے جارہا ہے اس کے مزاج اور مذاق کے مطابق نہیں تو اس کی دلچسپی میں کمی واقع ہونے کے امکانات کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اشاریہ اس کے مزاج کی کتب ورسائل کا ہوگا تو وہ مواد کے حصول، چھان بین،

کانٹ چھانٹ اور دیگر تمام مراحل خوشی خوشی سرانجام دے گا۔

۶۔ اشاریہ سازی اور مواد کی فراہمی میں پیش آنے والی مشکلات پر پہلے ہی سے غور وخوض کرلے تاکہ اشاریہ سازی کے عمل کے دوران میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

۷۔ توضیحی یا تنقیدی اشاریہ بناتے وقت تفصیل اور اختصار کے بارے میں پہلے سے سوچ لے تاکہ اشاریہ سازی کا کام ایک ترتیب اور منضبط انداز میں پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کوئی امر مانع نہ ہو۔

۸۔ اشاریہ کے لیے جمع کیے گئے مواد کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے۔

۹۔ مشاورت طلب امور میں مشاورت اور رہنمائی کے لیے اس شعبہ سے وابستہ مختلف اساتذہ، لوگوں یا کتب سے استفادے کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے۔اس حوالے سے پہلے جو کام ہو چکا ہے اسے بھی نظر میں رکھا جائے۔

۱۰۔ یک سو ہو کر کام کرے۔اس کی عدم دلچسپی اور عدم توجہی اس کے کام کے معیار پر مضر اثرات مرتب کرسکتی ہے۔

۱۱۔ مواد کی فراہمی کے لیے مختلف کتب خانوں کو ذہن میں رکھے جن تک رسائی ممکن ہو۔یہ کتب خانے سرکاری یا نجی یا شخصی ہو سکتے ہیں۔

۱۲۔ بیماری یا ذہنی انتشار کی حالت میں اشاریہ کا کام نہ کیا جائے اس سے غلطی کا امکان ہوسکتا ہے اور ترتیب کے خراب ہونے کا بھی۔

۱۳۔ اسے علم ہو کہ اس کے کام کو کل تاریخی دستاویز کا درجہ حاصل کرنا ہے اور سند کے طور پر کام آنا ہے۔لہٰذا وہ اپنے حتمی نتائج میں حد سے زیادہ محتاط ہو۔کیونکہ اس کے حقیقت پر مبنی اور درست نتائج ہی اسے بلند مقام دلانے کا باعث ہوں گے۔تحقیقی بددیانتی یا تساہل اسے ہمیشہ کے لیے بدنام اور غیر معتبر بھی بنا سکتے ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ اشاریہ نگار اپنی ترتیب اور حصول مواد میں بہت احتیاط سے کام لے اور کوشش کرے کہ کسی قسم کی

فروگزاشت یا غلطی باقی نہ رہ جائے۔

۱۴۔ بعض اوقات کمپوزنگ کی غلطی بھی حقائق کی صحت اور سند کو مجروح کرنے کا باعث بن سکتی ہے لہٰذا اشاریہ نگار کو چاہیے کہ وہ نہ صرف یہ کہ کسی اور سے پروف ریڈنگ کرائے بلکہ یہ ضروری ہے کہ حتمی پروف وہ خود پڑھے۔اس طرح اس کا کام بہت سی اغلاط سے محفوظ رہے گا۔

۱۵۔ اشاریہ مکمل ہونے کے بعد بھی وہ اطمینان کرلے کہ کہیں کوئی جھول تو نہیں رہ گیا۔

اگر اشاریہ ساز ذمہ داری سے کام نہیں لے گا تو اس میں اس کی شہرت خراب ہونے بھی خطرہ ہے کیونکہ ایک بار اگر کوئی کام غلط ہو جائے اور وہ شائع ہوکر ریکارڈ کا حصہ بن جائے تو اس کا ازالہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔اسی بنا پر اشاریہ نگار کے بارے میں آئندہ کے لیے غلط رائے بھی قائم کی جاسکتی ہے۔

## موادکی تلاش اور پیشکش:

ایک محقق اور ماہر فن ہونے کے حوالے سے اشاریہ نگار جانتا ہے کہ علم ایک سمندر ہے جس کی گہرائی میں جا کر اپنے کام کی چیزیں تلاش کرنا ایک دشوار اور محنت طلب کام ہے۔اس طرح کسی رسالے یا کتاب سے مطلوبہ مواد کو تلاش کر کے اس کا اشاریہ ترتیب دینا بھی ایک مشکل اور ماہرانہ کام ہے جسے ایک ماہرفن اشاریہ ساز ہی سرانجام دے سکتا ہے۔اب یہ اشاریہ ساز کی تحقیق وجستجو ہے کہ وہ کن کن زاویوں سے مطلوبہ مواد کو دیکھتا ہے اور اشاریے کی لڑی میں پروتا ہے۔ایک اچھے اشاریہ نگار کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ جس طرح ایک عالم اور محقق اپنے علمی اور تحقیقی نتائج کے جواہرات کو تحقیق کے دھاگے میں پرو کر پیش کرتا ہے اسی طرح اشاریہ نگار بھی کتب ورسائل وجرائد میں اپنے مطلب کی چیزیں چن کر اشاریہ کی مالا میں پروکر پیش کر دیتا ہے۔

اشاریہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام اندراجات پوری صحت اور سند کے ساتھ پیش کرے۔

فعالیت سے مواد کی فراہمی:

اشاریہ نگار پوری دلجمعی، محنت لگن اور سرگرمی کے ساتھ اشاریہ سے متعلق مواد اکٹھا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اکٹھا کیے گئے مواد کو تمام فنی حوالوں سے ترتیب دینے کی مہارت رکھتا ہو۔

مواد کا انتخاب:

اپنے موضوع سے متعلق مواد کو چھانٹی اور انتخاب کی صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو۔

منطقی ترتیب:

اشاریہ بناتے وقت الف بائی اور منطقی ترتیب میں سائنٹفک رویہ رکھتا ہو۔

وقت کی فراہمی:

اشاریہ نگاری کے لیے وقت کی فراہمی ایک اہم معاملہ ہے اگر اشاریہ نگار کے پاس وقت کی کمی ہوگی تو وہ اپنا کام مناسب اور مطلوبہ وقت میں مکمل نہیں کر پائے گا۔

موضوعاتی مطابقت:

اکٹھا کیا گیا اور ترتیب دیے گئے مواد میں موضوعاتی مطابقت ہونا ضروری ہے وگرنہ اشاریے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

موضوعات:

موضوعات بناتے وقت تمام کتاب یا مواد کو سامنے رکھا جائے کہ یہ کتاب کن موضوعات پر مشتمل ہے۔

اشاریہ بناتے وقت تمام پہلو سامنے رکھ کر موضوعات اخذ کیے جائیں۔

موزوں اور مناسب ترتیب:

موضوعات کو موزوں اور مناسب انداز میں ترتیب دیا جائے جس میں موضوعاتی ربط ضبط موجود ہو۔

نظر ثانی اور تصحیح و ترمیم:

اشاریہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اشاریہ کو مکمل کرنے کے بعد اسے بغور پڑھے اور پھر نظر ثانی کرے، تصحیح و ترمیم کر کے ممکنہ اغلاط اور نقائص کو درست کرے کیونکہ آخر تک غلطیوں کا احتمال رہتا ہے۔ جسے بار بار مطالعہ سے دور کیا جاسکتا ہے۔

اشاریے کی خصوصیات:

اشاریہ درج ذیل خصوصیات سے مزین ہونا چاہیے:

- اشاریہ الف بائی ترتیب کے ساتھ ہو۔
- اشاریہ اپنے موضوع کی مکمل نمائندگی کرتا ہو۔
- اشاریہ فوری معلومات کی فراہمی کا باعث ہو۔
- اشاریہ تمام مطلوبہ صفحات کو محیط ہو۔
- ہر اشاریہ مکمل حوالہ ہو۔
- اشاریہ میں جامعیت ہو۔
- اشاریہ ہر ممکن انداز موضوع، مقام، شخصیات وغیرہ کے حوالے سے ہو۔
- اشاریے میں کسی قسم کا جھول نہ ہو۔
- اشاریہ مبہم، پیچیدہ اور گنجلک نہ ہو۔
- اشاریہ مطلوبہ مواد تک فوری رسائی فراہم کرتا ہو۔

اشاریے میں اگر درج بالا صفات اور خصوصیات ہوں گی تو یہ اشاریہ دوسروں کے لیے نہایت کارآمد ثابت ہوگا اور حوالے کی ایک مستند دستاویز کہلائے گا۔

اشاریہ نگار کا اول و آخر مدعا محققین کی رہنمائی اور انھیں مواد کی فراہمی میں سہولت بہم پہنچانا ہوتا ہے۔

# اشاریہ سازی کے اصول

**اشاریے میں ناموں کا اندراج:**

اشاریہ سازی کا تعلق چونکہ مصنفین اور مضمون نگاروں کی تخلیقات اور تصنیفات کے اندراج سے ہوتا ہے اور بعض اوقات مصنفین کے نام کئی اجزا پر مشتمل ہوتے ہیں اور بعض اوقات، تخلص، خطاب، کنیت، علمیت، قومیت، خاندان، پیشہ بھی نام کا حصہ ہوتو پھر بحث یہ ہوتی ہے کہ نام کے یہ اجزاء اشاریے میں کس ترتیب سے درج کیے جائیں اور مختلف اندراجات میں مصنفین کے نام کی ترتیب مختلف ہو جائے تو اس سے اشاریے میں تکنیکی خرابی پیدا ہونے کا احتمال رہے گا۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل لکھتے ہیں:

> ''ترقی یافتہ علمی دنیا میں تحقیقی مقالہ لکھنے یا ''رسمیات تحقیق'' کو سائنٹی فک اور معیاری بنانے کا کام اور اس پر عمل کا آغاز اٹھارویں صدی میں شروع ہو چکا تھا۔ چناں چہ حواشی و کتابیات کے معیاری اصول اور اشاریہ سازی کا اہتمام مغربی زبانوں میں لکھی جانے والی کتابوں میں اسی عرصے میں نظر آنے لگا تھا۔ معاشرتی علوم اور ادبیات میں علمی نوعیت کی جدید رسمیات پر مبنی کتابیں اور تحقیقی مجلے اس وقت عام ہونے لگے تھے جب رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے خصوصاً تاریخ کے موضوعات پر اپنے مطالعات کو جدید اصولوں کے تحت شائع کرنے کا آغاز کیا اور یورپ کے دیگر ملکوں جیسے جرمنی، اٹلی، فرانس اور ہالینڈ کے تحقیقی اور اشاعتی اداروں نے بھی اس جانب پیش قدمی کی اور اسی زمانے میں خصوصاً تحقیق و ترتیب متن کی

بہترین کوششیں سامنے آنے لگیں۔"(۱)

پاکستانی ناموں کے مندرجات کی ترتیب کے دوران مغربی اصولوں کے مطابق معیار بندی میں اس لحاظ سے بھی دقت پیش آتی ہے کہ کسی کتاب کے مصنف کا نام غیر ضروری طور پر طویل ہے اور کسی مصنف کا نام مبہم حد تک مختصر۔ مصنف کے اصل نام کے ساتھ بعض اوقات احتراماً کئی کئی القابات درج ہوتے ہیں یا پھر مصنف یا مرتب کا نام ہی سرے سے درج نہیں ہوتا۔ ایک اور الجھن یہ ہے کہ مشرقی اور خاص طور پر پاکستانی ناموں میں خاندانی ناموں کی شمولیت ضروری نہیں ہوتی اور ان ناموں کی ترتیب ایسی ہوتی ہے کہ اگر انھیں کتابیات کے بین الاقوامی اصولوں کے مطابق توڑ کر لکھا جائے تو اکثر اوقات بہت عجیب وغریب بلکہ مضحکہ خیز صورت حال بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ (۲)

ایک اشاریہ ساز کو اشاریہ بنانے کے عمل میں شروع سے لے کر آخر تک اس حوالے سے مسائل کا سامنا رہتا ہے۔ اشاریہ ساز کو چاہیے وہ اس حوالے سے کسی ایک اصول کی پابندی کو اپنے پورے اشاریے میں یقینی بنائے عموماً بعض اوقات ایک ہی اشاریے میں ایک ہی نام کو مختلف موضوعات میں توڑ کر مختلف انداز میں درج کردیا جاتا ہے جس سے اشاریے کا حسن اور ترتیب مجروح ہوتی ہے۔

پاکستان اور ہندوستان میں مسلمانوں کے بیشتر نام محمد سے شروع ہوتے ہیں۔ بعض اشاریہ نگار نام کا اندراج کرتے وقت محمد سے اندراج کرتے ہیں اور بعض اشاریہ نگار محمد کو نام کے بعد میں لے جاتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی اشاریے میں ایسی خامیاں بھی نظر آتی ہیں کہ کہیں نام محمد سے درج کردیا جاتا ہے اور اسی اشاریے میں کسی دوسرے مقام پر محمد نام کے بعد میں لکھا جاتا ہے۔ اس طرح اشاریہ میں ایک عجیب سے بے اصولی نظر آتی ہے جس کی وجہ سے اشاریے کا استناد اور حسن مجروح ہوتا ہے۔

ڈاکٹر صابر کلوروی اپنے اشاریے میں ناموں کے اندراج کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''اشاریہ میں ان اشخاص کا ذکر کیا گیا ہے جن کا ذکر مکاتیب میں آیا ہے
''محمد'' سے شروع ہونے والے ناموں کا ذکر ''م'' کے تحت ہی کیا گیا ہے
تاہم دوسرے القابات مثلاً سید، خواجہ، مولوی، ڈاکٹر، چوہدری، قاضی،
پروفیسر، صاحبزادہ، سر، میاں، ملک، حکیم، نواب، مرزا وغیرہ کو نام کے
آخر میں لکھا گیا ہے اگر کہیں اس اصول کی پیروی نہیں کی جاسکی تو نام
دوسری ممکن جگہ پر بھی درج کر دیا گیا ہے۔ حسب ضرورت تقابلی حوالوں
cross references کا بندوبست بھی کیا گیا ہے۔''(۳)

اشاریہ سازی کے اصولوں کے مطابق کسی بھی اشاریے میں ناموں کو درج ذیل انداز سے درج کیا جاتا ہے۔

تخلص:

اگر کسی شخص کا تخلص نام سے زیادہ مشہور ہے تو اندراج تخلص کے حوالے سے کیا جائے اور نام کا باقی حصہ بعد میں لکھا جائے:

جگر مرادآبادی' سکندر علی

غالب' اسد اللہ خان

حالی' خواجہ الطاف حسین

امیر مینائی، امیر احمد

خاندانی نام:

کوئی مصنف جب اپنے نام کا آخری حصہ بالکل اسی طرح استعمال کرتا ہے جس طرح مغرب میں خاندانی نام استعمال کیا جاتا ہے تو اندراج نام کے اسی حصے میں ہوگا۔

رنگوں والا، ایم اے زبیری، حسین احمد (۴)

مرکب اور دو لفظی نام:

مرکب نام اور دو لفظی نام اسی طرح آئیں گے مثلاً
عبدالرحمن، عبدالواحد، محمد حسین۔

لقب، خطاب:

اعزازی خطاب میں اندراج نام کے ساتھ ہوگا، خطاب کے ساتھ نہیں
سر سید احمد خان کی جگہ احمد خان، سرسید
سر علامہ محمد اقبال محمد اقبال، سر علامہ
علامہ محمد اقبال اقبال، علامہ

ناموں کے اندراج کئی حوالوں سے کیے جاتے ہیں۔ بعض مغربی طرز پر آخری خاندانی نام کو لیتے ہیں۔ بعض تخلص کو بعض اس نام کو جو مشہور ہو۔ بعض ان ناموں کو جو محمد سے شروع ہوتے ہیں جوں کا توں لکھ دیتے ہیں بعض اس صورت حال میں نام کو توڑ کر محمد کو بعد میں لکھتے ہیں۔
محمد عبدالکریم کو عبدالکریم، محمد
محمد اشرف کو اشرف، محمد

ناموں میں درج ذیل القابات کو بعد میں لکھا جاتا ہے۔
مولوی، مولانا، الحاج، حاجی، حافظ، آقا، آغا، امیر سالار، حکیم، حضرت، حضور، جناب، مکرم، خلیفہ، خطیب، محترم، بابائے قوم، بابائے اردو، بابائے صحافت، میاں، مفتی، ملا، منشی، ڈپٹی، نواب، نواب زادہ، پیر، پیرزادہ، صاحب، صاحب زادہ، سردار، شمس العلماء، صوفی، قادری، چشتی، رئیس، رئیس زادہ، قاضی، قاری۔

اگر وہ لقب نام کا حصہ ہو تو پھر وہ پہلے آئے گا۔
آغا حشر کاشمیری، امیر مینائی۔

کنیت:

جو نام کنیت کی وجہ سے مشہور ہیں وہ کنیت ہی کے حوالے سے درج ہوں گے۔ اصل نام نہیں

لکھا جائے گا۔

ابو مسلم

ابن انشا

### قلمی نام اور تخلص:

اگر تخلص یا قلمی نام ہے (اور مرتب کے علم بھی ہے) تو ایسی صورت میں تخلص یا قلمی نام کو اولیت دی جائے۔ مثلاً اگر تخلص شروع میں ہے جیسے ساغر صدیقی، تو اندراج بھی اسی طرح ساغر صدیقی ہوگا۔ اگر تخلص درمیان میں ہے جیسے احمد ندیم قاسمی تو اندراج بھی ندیم قاسمی، احمد، اور اگر آخر میں ہے جیسے حفیظ تائب تو پھر اندراج بھی تخلص کی رعایت سے تائب، حفیظ ہوگا۔ (۵)

### قلمی نام کے حوالے سے:

ش عین: ش عین ہی لکھا جائے گا، اصل نام نہیں۔

عزیز الدین خاکی القادری کا اندراج خاکی القادری 'عزیز الدین، کیونکہ تخلص خاکی ہے۔

کچھ ناموں میں عبدل کو الگ نہیں کیا جا سکتا جیسے عبدالغنی، عبدالرزاق وغیرہ

محمد عبدالہادی القادری کو عبدالہادی قادری لکھا جائے گا کیونکہ ہادی تخلص ہے۔

جن ناموں کو توڑنے میں معنوی خرابی کا امکان ہو تو اِن کو جوں کا توں لکھا جائے گا۔ مثلاً غلام مصطفیٰ، غلام حسین، محمد بخش، احسان الٰہی، احمد بخش، اللہ دتہ۔

ابو، سید، شاہ، شیخ، میر، پیر زادہ، نوابزادہ، خواجہ، میاں، چودھری، راجا وغیرہ کو بعد میں لکھا جائے۔

ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی۔ شاہ محمد تبریزی۔ سید صبیح الحسن رحمانی کو بالترتیب کشفی 'سید ابوالخیر، ڈاکٹر،۔ تبریزی 'شاہ محمد اور صبیح رحمانی لکھا جائے گا۔

عبدالرحمٰن، اسحٰق، یٰسین، اسمٰعیل، وغیرہ کو کمپیوٹر کی خود کار ترتیب نہ بگڑنے کے لیے عبدالرحمان، اسحاق، یاسین، اسماعیل لکھا جائے۔ (۶)

میرے خیال میں محشر بدایونی کو محشر بدایونی ہی لکھا جائے۔ کیونکہ محشر کے نام سے مشہور ہیں اور یہی ان کا تخلص ہے۔

جبکہ محمد طاہر قریشی نے بدایونی، محشر لکھا ہے۔ (۷)

پروفیسر، ڈاکٹر، علامہ، مولانا، مولوی، قاضی، حکیم، حافظ، منشی، رئیس، سیٹھ، مفتی، قاری، جسٹس، بیرسٹر، نواب، پیر، صوفی، حاجی، الحاج، آغا، سر، پنڈت، فقیر، ماسٹر وغیرہ، تاہم اگر ان میں سے کوئی وجہ شہرت ہو یا نام کا جزو لاینفک بن جائے یا خود نام یا تخلص ہی ان پر مبنی ہو تو اس صورت میں انھیں نام میں شامل سمجھا جائے پھر جہاں مناسب ہو ان کا اندراج کیا جائے مثلاً حافظ لدھیانوی (حافظ تخلص)۔ (۶)

پاکستانی ناموں میں اتنا تنوع ہے کہ سب کے لیے یکساں اصول وضوابط مقرر نہیں کیے جاسکتے۔

اشاریہ سازی میں ناموں کا اندراج کرتے وقت درج ذیل باتوں اور اصولوں کو مدنظر رکھا جائے:

بعض القابات جو کہ نام کا حصہ بن جاتے ہیں اس قسم کے القابات کو نظر انداز کر دیا جائے جیسا کہ

بابائے اردو یا مولوی عبدالحق کے بجائے عبدالحق، مولوی

رئیس المتغزلین حسرت موہانی حسرت موہانی، رئیس المتغزلین

جو نام سے مشہور ہوں انھیں نام سے لکھا جائے

| | |
|---|---|
| مولانا شبلی نعمانی کے بجائے | شبلی نعمانی، مولانا |
| منشی پریم چند | پریم چند، منشی |
| آغا محمد سعید | محمد سعید، آغا |
| مفتی صدرالدین | صدرالدین، مفتی |

حکیم محمد سعید　　　　محمد سعید، حکیم

خلیفہ عبدالحکیم　　　　عبدالحکیم، خلیفہ

جو تخلص سے مشہور ہوں ان کا تخلص پہلے لکھا جائے

مولانا محمد حسین آزاد　　　　آزاد، مولانا محمد حسین

نواب علاء الدین علائی　　　　علائی، نواب علاء الدین

قاضی عبدالرحمن عابد　　　　قاضی عابد (قاضی عابد کے نام سے مشہور ہیں)

حافظ محمود شیرانی　　　　شیرانی، حافظ محمود (شیرانی کے نام سے معروف ہیں)

اسی طرح ن۔م۔راشد ہی لکھا جائے گا، راشد، ن۔م نہیں۔ن م راشد معروف ہے۔

اگر کسی مضمون نگار کا ایک ہی مضمون ایک سے زیادہ بار شائع ہوا ہے تو اشاریے میں اس کی ترتیب زمانی حوالے سے ہوگی۔

مصنفہ:

خواتین کے ناموں میں اگر بیگم، خاتون، خانم جیسے الفاظ اگر بنیادی جز بھی ہوں تو انھیں بعد میں ہی آنا ہے۔مثلاً قریشیہ خانم، افسری بیگم۔

خاتون مصنفہ غیر شادی شدہ مصنفہ خاتون کا اندراج اس کے ذاتی نام کے تحت ہوگا مثلاً جمیلہ خاتون۔

شادی شدہ مصنفہ کا اندراج پہلے ذاتی نام سے ہوگا۔باپ کا نام قوسین میں لکھا جائے۔مثلاً حجاب (اسماعیل) امتیاز علی

شہروں، صوبوں اور ملکوں کے نام کا اندراج:

حوالے میں عموماً شہر کا نام ہی کافی سمجھا جاتا ہے مگر جب کسی ایسے شہر کا ذکر ہو جو کہ دو ملکوں میں ایک ہی نام سے پکارا جاتا ہو تو ایسی صورت میں ملک یا صوبے کا نام لکھنا بھی زیادہ مناسب ہوگا۔مثلاً حیدرآباد

حیدرآباد (بھارت)

حیدرآباد (سندھ) پاکستان

حیدرآباد (تھل) پاکستان

اسی طرح فتح پور

فتح پور سیکری (بھارت)

فتح پور (لیہ) پاکستان

اسی طرح گجرات

گجرات (بھارت)

گجرات (پاکستان)

## مختلف ملکوں کے ناموں کے عناصر ترکیبی کا تقابلی مطالعہ:

| مصر | نام | فخرالدین | ابوعبداللہ | محمد | بن | عمر | ابن الحسن | الخطیب | الرازی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | عناصر ترکیبی: | خطاب/ لقب | کنیہ | اسم | | نسب | نسب | نسبہ/نسب | نسبہ |
| | | ناقابل حذف | | | | | (وراثت) | (پیشہ) | (مقام) |
| | | (۱) | (۲) | (۳) | | (۴) | (۵) | (۶) | (۷) |

○

| ایران | نام | آقائی/ آقا | سید | حسین | آقا | عرب باغی |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | عناصر ترکیبی: | خطاب | لقب | اسم | خطاب | نسبت |
| | | (قابل حذف) | | | (قابل حذف) | |
| | | (۱) | (۲) | (۳) | (۴) | (۵) |

| | نام | ابوالنجم | احمد | پسرغوث | پسراحمد | منوچہری و | مغانی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | عناصر ترکیبی: | کنیہ | اسم | نسب | نسب تسلسل | تخلص | نسب |
| | | | | | | | |
| | | (۱) | (۲) | (۳) | (۴) | (۵) | (۶) |

○

| ہندوستان | نام | نجم الدولہ | دبیرالملک | مرزا | اسداللہ | خان | غالب | دہلوی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| پاکستان | عناصر ترکیبی: | خطاب | خطاب | اعزازی لقب | اسم | نسبہ | تخلص | نسبت (مقام) |
| | | (قابل حذف) | (قابل حذف) | (ناقابل حذف) | | | | پیشہ |
| | | (۱) | (۲) | (۳) | (۴) | (۵) | (۶) | (۷) |

| | نام | سر | سید | احمد | خان |
|---|---|---|---|---|---|
| | عناصر ترکیبی | خطاب (سرکاری) | لقب نسبہ | اسم | نسبہ |
| | | شہرہ | | | |
| | | (۱) | (۲) | (۳) | (۴) |

(۷)

اصولوں سے انحراف:

۱۹۷۶ء میں سید سرفراز علی رضوی نے سہ ماہی ''اردو'' کا اشاریہ ترتیب دیا لیکن اس میں بھی کئی مقامات پر ناموں کے اندراج میں تضادات پائے گئے۔ مثلاً پیر سید حسام الدین راشدی کو راشدی، پیر حسام الدین (ص۴۲) درج کیا گیا لیکن ڈاکٹر رضی الدین صدیقی کو رضی الدین صدیقی، ڈاکٹر لکھ دیا گیا (ص۴۴)۔ اسی طرح محمد امین زبیری کو درست طور پر زبیری، محمد امین لکھا گیا ہے (ص۴۹) لیکن رئیس احمد جعفری، ضیاء الدین احمد برنی کو بغیر تبدیلی کے یونہی درج کر دیا گیا (ص۲۷)۔ ایسی مثالیں اور بھی ہیں نیز 'محمد' کے تحت اندراجات میں بھی دوہرے معیار سے کام لیا گیا ایک ہی جیسے ناموں میں کہیں 'محمد' کو تقدیم دی گئی تو کہیں تاخیر۔ (۸)

اختر النساء نے ۱۹۷۹ء میں ''پاکستان کتابیاتی اشاریہ'' مرتب کیا تو اس میں بھی کتابیات کے اصولوں یا اپنے ہی بنائے ہوئے اصولوں کی پاسداری نہیں کی جا سکی جیسے کہ دولفظی ناموں کو اکثر جگہ توڑا نہیں گیا مثلاً محمود فاروقی، رفیق احمد احمد توفیق، لیکن اسی قسم کے ناموں کو کہیں توڑ کر بھی لکھ دیا گیا ہے مثلاً علوی'نیر، صدیقی'ساغر۔ ہاشمی'ارشاد وغیرہ وغیرہ۔ اسی سال ۱۹۷۹ء میں ہی سہ ماہی ''فکر و نظر'' کا اشاریہ احمد خان نے مرتب کیا لیکن کسی ایک اصول کی پابندی اس میں بھی نہیں کی گئی۔ کہیں نام کے آخری جزو کو اولیت دی گئی ہے اور کہیں اس کے برعکس اندراج کر دیا گیا ہے۔ مثلاً اندراجات میں ترمذی'خالد محمود؛ بنوری'مولانا محمد یوسف، افغانی'شمس الحق جیسی مثالیں بھی ہیں (ص۹۹۔۱۰۳)۔ تو کہیں احمد زکی یمانی، احمد امین مصری اور رحیم بخش شاہین جیسی نظیریں بھی ہیں۔ پوری کتاب میں اس قسم کے تضادات کثرت سے ہیں۔ (۹)

''اردو میں اشاریہ نویسی کے آغاز پر تقریباً ایک صدی پوری ہونے والی ہے۔ اس مدت میں علوم و فنون کے مختلف دائروں میں پچاسوں اشاریے نظر سے گزرے اور اپنے کاموں میں ان سے استفادہ کیا۔ لیکن ہر مرتبہ محسوس کیا کہ اس کی تکوین میں کوئی خامی رہ گئی ہے، جو اس سے کامل استفادے میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے، کوئی ایسا اشاریہ نظر سے نہیں گزرا جو ہر پہلو سے جامع اور

مکمل ہو اور ہر سوال کا شافی جواب رکھتا ہو۔"(۱۰)

مصباح العثمان کی مرتبہ سہ ماہی "اردو" کے اشاریے کی جلد دوم ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی پچھلی فروگزاشتوں کے پیشِ نظر اس بار فطری طور پر بہتری کی امید تھی تاہم ناموں کے اندراج میں دوعملی کا مظاہرہ اس میں بھی موجود ہے۔ صرف چند مثالیں:

| | | |
|---|---|---|
| محمد اقبال جاوید کو | اقبال جاوید، محمد | ص ۳۴ |
| پروفیسر محمد اسلم کو | محمد اسلم، پروفیسر | ص ۱۰۱ |
| میاں محمد اسلم کو | محمد اسلم، میاں | ص ۱۰۱ |
| محمد اکرام چغتائی کو | اکرام چغتائی، محمد | ص ۳۸ |
| محمد اکرام چغتائی کو | محمد اکرام چغتائی | ص ۱۰۱ (۱۱) |

جن مضامین اور کتابوں کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو تو مصنف کی جگہ نامعلوم لکھا جائے۔

اگر کسی مضمون کو دو یا دو سے زیادہ مضمون نگاروں نے تحریر کیا ہے تو تین ناموں تک اندراج کیا جائے گا۔ اگر تین سے زیادہ ہوں گے تو تین نام لکھ کر آگے دیگر لکھ دیا جائے گا۔ ناموں کی ترتیب وہی ہوگی جو کہ مضمون کے عنوان کے ساتھ دی گئی ہے۔

اسی طرح اشاریہ بناتے وقت رسائل وجرائد اور مجموعہ مضامین میں شامل مضامین میں مصنف کا اندراج ہوگا۔

وہ مضامین جو کہ دوسری زبان سے اردو میں ترجمہ کیے گئے ہوں ان کا حوالہ مترجم کے نام سے آئے گا اور کتاب کے اصل نام کے ساتھ اس کے مصنف کا نام بھی دیا جائے گا۔ معین الدین عقیل نے اس کا حوالہ ایسے دیا ہے:

تنگ، داؤد۔ سی۔ ایم، ۱۹۵۸ء "اسلامی ثقافت چین میں"
ترجمہ از "Islamic Civilization In China"
مشمولہ "اسلام، صراطِ مستقیم" ترجمہ از "Islam the Straight path"

مترجم: غلام رسول مہر، موسسہ مطبوعات فرینکلن، لاہور اشاعت دوم ص ۴۸۵-۵۱۹۔ (۱۲)

اخبار یا روزنامے میں شائع شدہ مضامین کا حوالہ بھی کم و بیش اسی انداز میں رقم کیا جائے گا جس طرح جریدے میں شائع شدہ مضمون کے بارے میں بتایا گیا ہے یعنی مصنف یا کالم نگار کا نام، واوین میں مضمون کا عنوان، اخبار کا نام، صفحہ نمبر اور آخر میں کالم لکھ دیتے ہیں۔ مثلاً

عارب کیرانو، ٹھٹھہ میں سیلاب کی صورت حال، روزنامہ جنگ ۱۷ ستمبر ۱۹۸۷ء، صفحہ ۳، کالم ۷-۸

اگر مضمون کے مصنف یا کالم نگار کا نام نہیں ہے تو اس صورت میں واوین میں مضمون کا عنوان، سکتہ، اخبار کا نام خط کشیدہ، تاریخ اشاعت، سنہ اور صفحہ اور آخر میں کالم نمبر۔ (۱۳)

اشاریہ سازی کے اصول زیادہ تر انگریزی سے مستعار ہیں۔ کیونکہ اشاریہ سازی مغرب ہی سے آئی ہے اور اب کہیں جا کر یہ اردو میں مقبولیت حاصل کر کے ایک باقاعدہ فن کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔

## حوالہ جات


۱۔ معین الدین عقیل، ڈاکٹر، اردو تحقیق صورت حال اور تقاضے، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان ۲۰۰۸ء، ص ۳۹۵، ۳۹۶

۲۔ خالد اقبال یاسر: پیش لفظ، کتابیات اردو مطبوعات، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء، ص ۴

۳۔ پیش لفظ از صابر کلوروی مشمولہ اشاریہ مکاتیب اقبال، مرتبہ صابر کلوروی، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۴ء، ص س

۴۔ انیس خورشید، ڈاکٹر، اشاریہ سازی کے اصول مضمون مشمولہ فنی تدوین مرتبہ ڈاکٹر ایم ایس ناز، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ص ۳۷۸

۵۔ محمد طاہر قریشی، فہرست کتب خانہ نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۰۹ء، ص ۴

۶۔ ایضاً، ص ۷

۷۔ ایضاً، ص ۶

۸۔ ایضاً، ص ۷

۹۔ محمد عارف، تحقیقی مقالہ نگاری، ص ۴۸۹

۱۰۔ محمد طاہر قریشی، فہرست کتب خانہ نعت ریسرچ سنٹر، ص ۱۳

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۴

۱۲۔ مقدمہ از ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری، اشاریہ نعت رنگ شمارہ ۱ تا ۲۰ مرتبہ سہیل شفیق، نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۱۶

۱۳۔ محمد طاہر قریشی، فہرست کتب خانہ نعت ریسرچ سنٹر، ص ۱۴، ۱۵

۱۴۔ معین الدین عقیل، ڈاکٹر، اردو تحقیق صورت حال اور تقاضے، ص ۴۲۷

۱۵۔ عبدالقادر قاضی، پروفیسر، حوالہ جاتی اشارے اور اصول، مشمولہ اخبار اردو اسلام آباد، جنوری ۱۹۸۹ء، جلد ۶، شمارہ ۱، ص ۱۳

# رسائل وجرائد کی اشاریہ سازی

## روایت واہمیت

علمی وادبی یا تحقیقی وتنقیدی رسائل وجرائد اپنے موضوعات اور مشمولات کے حوالے سے اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جو کہ مقررہ مدت کے بعد شائع ہوتے ہیں: ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہانہ، دو ماہی، سہ ماہی، شش ماہی یا سالانہ۔ اگر رسائل وجرائد ادبی ہیں تو ان میں شاعری، مضامین، افسانے، ناول، ناولٹ، خودنوشت، رپورتاژ، خطوط، تبصرے اور دیگر متفرق تحریریں شائع ہوتی ہیں۔ رسالے کے حوالے سے ڈاکٹر ابواللیث صدیقی لکھتے ہیں:

> "(رسالہ) مضامین نظم ونثر کا وہ مجموعہ ہے جو کسی خاص وقت کی پابندی کے ساتھ متواتر شائع ہوتا رہتا ہے۔ جس میں مختلف شعراء اور مضمون نگاروں کی نگارشات شامل ہوتی ہیں۔"(۱)

رسالے کے مقابلے میں اخبارات میں بنیادی اہمیت خبروں کی ہوتی ہے۔ خبروں کے علاوہ اخبارات میں اداریے، فیچر، کالم، مضامین، شاعری، تبصرے، وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ اخبار اور رسالے میں بنیادی فرق تحریری مواد کے علاوہ اسلوب کی نوعیت کا بھی ہوتا ہے۔ اخباروں میں ہنگامی، فوری اور وقتی نوعیت کی خبریں موجود ہوتی ہیں، جن کی اہمیت وقتی اور جن کا تعلق لمحۂ موجود سے ہوتا ہے جبکہ رسائل کا مواد مستقل نوعیت کا حامل ہوتا ہے جو ماضی، حال اور مستقبل تینوں ادوار پر محیط ہوتا ہے۔ رسائل کا مواد عصرِ حاضر کا ترجمان ہوتا ہے، ماضی کا حصہ بن کر تاریخ کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور مستقبل کے لیے رجحانات سازی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔

اخبارات میں کالموں، اداریوں، مضامین، شاعری اور فیچر وغیرہ کے حوالے سے اشاریہ بنایا

جاتا ہے۔

برصغیر میں ادبی رسائل و جرائد کا آغاز انیسویں صدی میں ہوا۔ان رسائل وجرائد شروع میں مختلف خبریں شائع ہوا کرتی تھیں۔بعد میں خبروں کے ساتھ ساتھ ان میں علمی و ادبی مضامین کی اشاعت کا سلسلہ بھی شروع کر دیا گیا۔ان اخباروں میں خبری صحافت اور ادبی صحافت یکساں طور نظر آتی ہے، جو کہ ہماری ادبی تاریخ کی تدوین میں بھی ایک اہم حوالہ ہے۔ڈاکٹر مسکین علی حجازی لکھتے ہیں:

''۱۸۵۷ء سے پہلے اردو ادبی زبان تھی، جس میں شعری تخلیقات زیادہ تھیں اور نثری تخلیقات زیادہ تر ادبی نوعیت کی تھیں۔چناں چہ ۱۸۵۷ء سے پہلے کی اردو صحافت زبان اور اسلوب کے لحاظ سے ادب سے زیادہ مختلف نہیں تھی،خبروں تک میں زبان خالصتاً ادبی ہوتی تھی۔''(۲)

اردو زبان میں شائع ہونے والا پہلا ہفتہ وار اخبار ''جامِ جہاں نما'' کلکتہ سے شروع کیا گیا ''جامِ جہاں نما'' کی ابتدا اردو اخبار کے طور پر ہوئی تھی لیکن ۱۶ مئی ۱۸۲۲ء سے ''جامِ جہاں نما'' فارسی زبان میں شائع کرنا شروع کر دیا گیا۔(۳)

علم و ادب اور تحقیق و تنقید کے باب میں رسائل بنیادی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔بعض حالات میں رسائل کتب سے زیادہ اہمیت حاصل کر جاتے ہیں کیونکہ ان میں ادب و تنقید اور تحقیق میں ہونے والی پیش رفت سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔رسائل کے بعض خصوصی نمبروں میں کسی ایک ہی موضوع سے متعلق مختلف لوگوں کی تحریریں مل جاتی ہیں،اور مختلف آراء بھی۔پروفیسر عبدالقادر قاضی لکھتے ہیں:

''ایک تحقیق کار کا کام صرف کتابوں تک محدود نہیں ہوتا اس کو موضوع سے متعلق تازہ ترین اطلاعات حاصل کرنی ہوتی ہیں جو عام طور پر تازہ رسائل وجرائد سے حاصل ہوتی ہیں۔''(۴)

رسالے اور کتاب میں جہاں اور دوسرے بہت سے فرق ہوں گے وہاں ایک بڑا فرق یہ بھی ہے کہ کتاب تو دوبارہ شائع ہو جاتی ہے مگر رسالے عموماً دوبارہ شائع نہیں ہوتے۔ اس طرح کوئی رسالہ تین یا چار سو کی تعداد میں شائع ہوتا ہے تو وہ مختلف لائبریریوں، اداروں اور اشخاص میں تقسیم ہو کر چند ماہ کے اندر اندر ختم ہو جاتا ہے۔ چالیس پچاس سال یا اس کے بعد اس رسالے تک رسائی ممکن نہیں رہتی۔ بہت بھاگ دوڑ اور تلاش کے بعد اگر متعلقہ لائبریری تک پہنچ کر مطلوبہ شمارہ دستیاب بھی ہو جائے تو وہ اتنا شکستہ اور خستہ حال ہو چکا ہوتا ہے کہ اس کو پڑھنا اور اس کی فوٹو کاپی کرانے میں اس بات کا خطرہ رہتا ہے کہ کہیں یہ رسالہ پھٹ نہ جائے یا اس کے اوراق بوسیدہ ہو کر رسالے کی جلد سے باہر نکل کے ضائع نہ ہو جائیں اور اس وقت تو بہت زیادہ مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جب پرانے گرد و غبار میں اٹے رسائل کو کھنگالنے کے باوجود قارئین اور محققین ان رسائل میں سے اپنا مطلوبہ مواد بھی حاصل نہ کر سکیں۔

ایسی صورت حال میں رسائل کے اشاریوں کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ اشاریہ کے بارے میں ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان لکھتے ہیں:

> "یہ اصطلاح ادب اور سائنس کی دنیا میں نسبتاً ایک نئی اصطلاح ہے جو مغرب میں وارد ہوئی اور اس کا تصور بھی وہیں سے آیا۔ یہ اصطلاح مختلف علوم میں مختلف مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔ یہاں ان سب کا بیان مقصود نہیں۔ البتہ اردو کتابوں اور رسالوں کے حوالے سے بات کی جائے گی۔ اس حوالہ سے اشاریہ سے مراد کسی کتاب یا رسالہ وغیرہ میں شامل مواد کے اہم عنوانات، موضوعات، اہم الفاظ یا شخصیات کی ایک خاص ترتیب ہے جو اس مقصد کو پورا کرے جو اشاریہ ساز کے ذہن میں ہو۔"(۵)

رسائل کا اشاریہ دراصل رسائل میں موجود علمی و ادبی خزانے کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ رسائل

کے مواد اور متن کا ایک اشاراتی عکس اشاریے میں دیکھا جا سکتا ہے۔اشاریے کی مدد سے رسالے کے موضوع کے معیار، اسلوب اور لہجے کو بھی پرکھا جا سکتا ہے۔اشاریہ کسی رسالے کی ایک مکمل تصویر پیش کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اردو رسائل و جرائد کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں گزشتہ دور میں اُردو اخبارات ورسائل کی ایک طویل فہرست نظر آتی ہے۔ان رسائل و جرائد نے اردو میں نت نئے موضوعات، نظریات اور اسالیب کو راہ دی ہے۔ بہت سے رسائل کے صرف نام ہی موجود رہ گئے ہیں۔ رسائل اور ان کی مکمل فائلیں صفحۂ ہستی سے غائب ہو چکی ہیں۔ان رسائل کو اشاریہ کی مدد سے محفوظ کیا جا سکتا ہے مگر اردو میں رسائل کی اشاریہ سازی کا کام بہت تاخیر سے شروع ہوا جس کی بنیادی وجہ ہمارے ہاں تحقیقی مزاج کی کمی کے ساتھ ساتھ تحقیقی اور اشاریہ سازی جیسی مہارت کا نہ ہونا بھی تھی۔

اشاریہ سازی کا کام بھی دوسرے علوم وفنون کی طرح اُردو میں دوسرے ممالک سے آیا۔ علوم وفنون کی ترقی کے ساتھ ساتھ اشاریہ سازی کو بھی اہمیت اور استناد ملا۔ تحقیق کے ساتھ ساتھ اشاریہ سازی کے رجحان کو فروغ حاصل ہوا۔ڈاکٹر فرزانہ خلیل لکھتی ہیں:

> "اگر چہ انڈیکس لاطینی زبان کے لفظ انڈیکیٹر سے ماخوذ ہے، لیکن اشاریہ سازی کے فن کا آغاز انگلستان میں اور اس کی آبیاری امریکہ میں ہوئی۔ اس فن کی داغ بیل ڈالنے والوں میں فریڈرک پولی اور ڈبلیو ولسن کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے۔"(۶)

دوسرے علوم کی نسبت یورپ میں اشاریہ سازی اور فہرست سازی کا کام بہت دیر سے شروع ہوا۔اس حوالے سے "لندن سکول آف اورینٹل اینڈ افریکن اسٹڈیز" کے لائبریرین ایک انگریز مستشرق جے ڈی پیرسن (J.D.Pearson) نے دنیا میں سب سے پہلے اس کی اہمیت و ضرورت کو محسوس کیا۔انھوں نے اسلامی لٹریچر کے حوالے سے شائع ہونے والے یورپی زبان

کے مواد کے اشاریے (Index Islamicus) کے حوالے سے کام کیا۔ان کے بعد ایرج افشار نے ایران میں ''فہرست مقالات فارسی'' تیار کی۔لندن میں ۱۸۷۷ء میں سائنسی علوم کی اشاریہ سازی کے لیے ''انڈیکس سوسائٹی'' قائم ہوئی تو اس نے کئی مفید تحقیقی کام سرانجام دیے۔اس کے بعد لندن لائبریری، برٹش میوزیم اور لائبریری آف کانگریس میں بھی فہرست سازی اور اشاریہ سازی کے حوالے سے جدید بنیادوں پر کام ہوا۔سائنسی رسائل کی سائنسی طریق کار پر اشاریہ سازی کے لیے دی برٹش ایسوی ایشن آف سپیشل لائبریریز اینڈ انفارمیشن بیورو نے اشاریہ سازی کے ماہرین کا ایک مشترکہ پینل بنایا تھا۔(۷)

اردو میں بھی اشاریہ سازی کا عمل بہت تاخیر سے شروع ہوا اور اسے ایک کم درجے کی تحقیق سمجھا جاتا رہا۔بہت سے لوگ ابھی تک اشاریہ سازی کو ایک سہل، آسان، کلرکانہ یا بہی کھاتہ لکھنے کا کام سمجھتے ہیں۔اردو میں اشاریہ سے متعلق کتابوں کی اشاعت کے آغاز کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا، یہی وجہ ہے کہ اردو میں اس حوالے سے ایک بہت بڑے خلا کا احساس ہوتا ہے۔کتابی شکل میں شائع ہونے والے اشاریوں کی روایت کے حوالے سے ڈاکٹر جمیل اختر لکھتے ہیں:

> ''اردو کے شائع شدہ اشاریے جو کتابی شکل میں دستیاب ہیں ان کی عمر چودہ پندرہ سال سے زیادہ نہیں۔''(۸)

رسائل کا اشاریہ کتب کے اشاریے کی طرح سیدھا سادہ نہیں ہوتا بلکہ رسالے کے متنوع مواد اور متنوع اصناف کی وجہ سے ان کا اشاریہ بھی متنوع جہات کا حامل ہوتا ہے۔بہت کم رسائل ایسے ہیں جو صرف ادب کی کسی ایک جہت کا احاطہ کرتے ہیں۔

عموماً زیادہ تر رسائل کا مطالعہ کیا جائے تو وہ درج ذیل عنوانات کے تحت علمی و ادبی خزانے کے امین ہوتے ہیں۔

۱۔ اداریہ
۲۔ حمد

۳۔ نعت

۴۔ مضامین

۵۔ مقالات

۶۔ غزل

۷۔ نظم

۸۔ دیگر شعری اصناف بھی ہو سکتی ہیں مثلاً قطعہ، رباعی، مرثیہ، سانیٹ وغیرہ

۹۔ افسانہ (ناولٹ، ڈراما وغیرہ بھی ہو سکتے ہیں)

۱۰۔ کتابوں پر تبصرے

۱۱۔ قارئین کے خطوط

۱۲۔ تراجم

ہم کسی بھی رسالے کا اشاریہ جو کہ درج بالا عنوانات پر مشتمل ہو، درج بالا عنوانات کے تحت ہی ترتیب دے سکتے ہیں۔

رسائل کے اشاریوں کی طرف توجہ نہ ہونے کے باعث بہت کم رسائل کے اشاریے بنائے گئے ہیں۔ اس طرح جس رسالے کا اشاریہ بنا ہوا نہ ہو تو اس کے پڑھنے والوں اور اس کا مطالعہ کرنے والوں کی وجہ سے یہ رسالہ اچھی حالت میں کم ہی ملتا ہے۔ کیونکہ رسائل میں عموماً کاغذ بھی اتنا عمدہ استعمال نہیں کیا جاتا۔ اس کے علاوہ عموماً وہ رسائل جن کا فائل کسی جلد بندی کی شکل میں نہیں ہوتا زیادہ ناگفتہ بہ حالت میں ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر جمیل اختر لکھتے ہیں:

> ''تحقیق میں مواد کی فراہمی کا ایک بڑا اور اہم ذریعہ رسائل ہیں لیکن کسی ایک لائبریری میں رسائل کا مکمل فائل بھی دستیاب نہیں ہے اور نہ کسی لائبریری نے اس کا کوئی خاص اہتمام ہی کیا ہے۔ ایسی صورت میں محقق کی دشواریوں کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو اس صورت حال سے

دوچار ہوئے ہیں یا جنھیں تحقیقی کام کے سلسلے میں اس سے واسطہ پڑتا ہے۔"(۹)

موجودہ دور علمی وفنی ترقی کا دور ہے جس میں لوگوں کے پاس وقت بہت کم ہے۔ پہلے کی نسبت علوم وفنون میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا ہے۔ روزانہ ہزاروں کتابیں اور متنوع رسائل وجرائد شائع ہورہے ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ کسی ایک رسالے کی مکمل فائل کا مطالعہ کرانا بھی ممکن نہیں رہا۔ علوم وفنون کے اس پھیلاؤ کی وجہ سے رسائل وجرائد کے اشاریے اہمیت اختیار کرگئے ہیں۔ شاہد حنیف لکھتے ہیں:

"موجودہ دور جس کو سائنسی دور بھی کہا جاتا ہے جہاں ہر چیز نے ترقی کی بہت سی منزلیں طے کرلی ہیں وہاں طباعت کی تیز ترین سہولتیں فراہم ہونے کی وجہ سے ہر موضوع پر اس قدر لٹریچر شائع ہورہا ہے کہ سب کا احاطہ کرنا نہایت مشکل ہوگیا ہے۔ ان حالات میں کتابوں یا رسائل کے بحرِ ذخار میں خاص موضوع تک رسائی اس سے بھی زیادہ مشکل امر ہے۔ کتابوں اور رسائل کے اشاریے اسی مشکل کو حل کرنے کے لیے تیار کیے جاتے ہیں۔ اشاریے کی حیثیت ایک منظم رہنما کی ہے جس کی مدد سے ہم نہایت قلیل وقت میں اپنے مطلوبہ موضوع تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔"(۱۰)

رسائل چونکہ مفید علمی وادبی اور تحقیقی وتنقیدی مواد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ بہت سے ایسے لکھاری، نقاد، محقق اور شاعر جن کا علمی وادبی اثاثہ کتابی شکل میں سامنے نہیں آتا۔ ان کے مضامین اور شاعری ان رسائل کے صفحات میں محفوظ مل جاتے ہیں۔

"کسی بھی تحقیقی اور علمی جریدے کا اشاریہ جہاں ایک سطح پر تخلیقی، تنقیدی، تحقیقی اور تاریخی خدمات کے ریکارڈ کو منظرِ عام پر لانے میں ممد ثابت ہوتا

ہے، وہاں آنے والے کل کے اعتبار سے تحقیقی رویوں کو مزید بہتر خطوط پر استوار کرنے کے ضمن میں مہمیز کا کام بھی کرتا ہے۔''(۱۱)

رسائل ہماری علمی و ادبی روایت کی امانتداری کا فریضہ بھی سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اور یہ عصری تقاضوں اور روحِ عصر سے بھی روشناس کرانے کا وسیلہ بھی ثابت ہوتے ہیں۔ رسائل کی ان تمام خصوصیات اور اہمیت کے پیش نظر ان کے مندرجات: مضامین و مقالات، شاعری، اداریوں اور دیگر متفرق تحریروں کا اشاریہ بنانا محققین کی سمت نمائی کے لیے ایک اہم سنگ میل ثابت ہوسکتا ہے۔ بقول ڈاکٹر جمیل اختر:

> ''رسائل کے اشاریے کی اہمیت محقق کے لیے یوں بھی ہے کہ رسائل کے اندر ایک ہی موضوع پر متنوع مضامین مل جاتے ہیں۔ بسا اوقات ایک مضمون سے جتنی معلومات حاصل ہوجاتی ہیں وہ کبھی کبھی پوری کتاب سے بھی فراہم نہیں ہوتی۔''(۱۲)

ہمارے یہاں تحقیق کی سست روی کی ایک بڑی وجہ مواد کی عدم فراہمی بھی رہی ہے۔ کتب و رسائل اور مطلوبہ موضوعات کے حوالے سے مواد کا نہ ملنا محققین اور خصوصاً تحقیق میں نوآردوں کے لیے حوصلہ شکنی کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ اگر کسی لائبریری میں مواد دستیاب بھی ہو تو یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ موجود نہیں ہوتا کہ

کس قسم کا مواد دستیاب ہے؟

کہاں سے ملے گا؟

متعلقہ موضوع کے حوالے سے کن کن رسائل میں مضامین و مقالات شائع ہوچکے ہیں؟

اس کا ایک اہم وسیلہ صرف اور صرف رسائل کا اشاریہ ہی ہوسکتا ہے جو ہمیں درست سمت میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اگر تمام رسائل کے اشاریے بن جائیں تو یہ رسائل اور ان میں موجود علمی و ادبی اور تحقیقی و تنقیدی خزانہ محفوظ ہوسکتا ہے جب کسی رسالے کا اشاریہ بن جائے گا تو اس

ے قاری اور محقق صرف اور صرف مطلوبہ رسالے کے شمارے کا مطالعہ کرے گا۔اس طرح نہ صرف یہ کہ پڑھنے والوں کا وقت بچے گا بلکہ وہ کم وقت میں اپنے مطلوبہ ہدف تک پہنچ کر مطلوبہ مواد حاصل کرلے گا تو اس سے نہ صرف پڑھنے والے کو سکون اور مسرت بھی ملے گی۔اور وہ خستہ حال، پرانے اور گرد میں اٹے وقت کی دھول میں دبے بہت سے پرانے اور شکستہ رسائل کی ورق گردانی سے بھی محفوظ رہے گا۔

''ادبی رسائل کے اشاریہ اس غرض سے مرتب کیے گئے ہیں اور کیے جارہے ہیں کہ وہ تحقیق کرنے والوں کی ضرورتوں کو بآسانی پورا کرسکیں۔ رسائل کے اندر ایک ہی موضوع پر ایک خاص دور میں متعدد مضامین بیک وقت مل جاتے ہیں۔اس طرح ان ذخیروں سے اتنی معلومات فراہم ہوجاتی ہیں جو اکثر کتابوں سے بھی فراہم نہیں ہوسکتیں۔یہی وجہ ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں متعدد رسالوں کے اشاریے مرتب ہوچکے ہیں۔''(۱۳)

مثال کے طور پر ۱۹۴۶ء سے ۲۰۰۴ء تک افکار کے ۶۰۰ سے زائد خاص وعام شمارے شائع ہوچکے ہیں۔البتہ تو ان تمام رسائل تک رسائی ہی ایک مشکل کام ہے۔افکار کی زیادہ تر فائلیں غالب لائبریری کراچی میں محفوظ ہیں، جو شام میں صرف تین گھنٹے کے لیے کھلتی ہے۔اگر کسی کو افکار کے حوالے سے کوئی تحقیقی کام کرنا ہے تو ان تمام رسائل کو کھنگالنا ہوگا۔مہینوں غالب لائبریری کے چکر لگانے ہوں گے اور ان رسائل کو تلاش کرکے اپنا مطلوبہ مواد ڈھونڈنا ہوگا۔ان میں سے بہت سے رسالے خستہ حال بھی ہیں اور گردوغبار کی وجہ سے الرجی، نزلہ، زکام جیسے مہلک امراض میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی۔

اگر ان شماروں کا اشاریہ بن جائے اور کوئی ادارہ اس اشاریے کو کتابی شکل میں شائع بھی کردے تو اس علمی وادبی خزانے کی کلید صرف چند سو روپوں میں ہر طلبگار کے ہاتھ آسکتی ہے اور

اس کلید کی مدد سے اپنے مطلوبہ مواد کی تلاش بہت آسانی سے اور کم وقت میں کی جاسکتی ہے۔اس سارے عمل سے ایک تو اشاریہ سازی اور تحقیق کے شعبے کو فروغ ملے گا دوسرا قارئین اور کتاب دوست لوگوں کو ایک عمدہ تحقیقی کتاب مل جائے گی۔تیسرا وقت کی بچت لازمی ہوگی۔چوتھا یہ شمارے بھی بار بار کھلنے اور دیکھے جانے کے عمل کے نتیجے میں پیدا ہونے والی شکستگی سے محفوظ ہوجائیں گے۔

رسائل سے استفادہ کرنے والے قارئین اور محققین اس بات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں کہ یہ رسائل ان کے تحقیقی کام کے لیے تازہ بہ تازہ مواد کی فراہمی کا باعث بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ان قدیم وجدید رسائل میں عام طور پر قیمتی اور تاریخی اہمیت کے قابل چیزیں دستیاب ہوجاتی ہیں۔رسالہ اس مختصر کتاب کو کہتے ہیں جو مختلف قسم کے مضامین،مقالوں،افسانوں،انشائیوں، غزلوں اور نظموں کی دیگر اصناف کے منتخب نمونوں پر مشتمل ہوتی ہے۔اسی طرح جہاں تک جرائد کا تعلق ہے بعض اوقات روزنامہ اور سہ روزہ اشاعت کے حامل جریدوں میں بھی فکری اور تحقیقی تحریریں شائع ہوتی ہیں لیکن ہفتہ وار یا پندرہ روزہ جریدوں میں اکثر ایسی تحریریں مل جاتی ہیں جو معیاری ہوتی ہیں۔ان رسائل وجرائد کی اہمیت اپنی جگہ تسلیم شدہ ہے۔ (۱۴)

رسائل کی اشاریہ سازی کا عمل انجام دینے کے لیے کتابوں کی اشاریہ سازی کی طرح بقول ڈاکٹر جمیل اختر: بنیادی اصول تو وہی رہیں گے صرف ترتیب عنوانات میں تھوڑی سی تبدیلی کرنی پڑے گی۔تب یہ مکمل طور پر سائنٹفک اور تحقیقی نقطۂ نگاہ سے بھی مفید ہوں گے یہ ترتیب درج ذیل تین طریقوں سے عمل میں آسکتی ہے:

۱۔ بہ لحاظ عنوان

۲۔ بہ لحاظ موضوع

۳۔ بہ لحاظ مصنف

اور ان تین طریقوں میں حروف تہجی کی ترتیب (Alphabetical order) کا خاص

خیال رکھنا ہوگا تبھی یہ مکمل سائنٹفک ہو سکے گا۔ (۱۵)

کتب اور رسائل کے علاوہ اخبارات کا اشاریہ بھی بنیادی معلومات اور حصول مواد کے لیے ایک اہم ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اخبارات کا اشاریہ شخصی کے علاوہ موضوعاتی بھی بنایا جا سکتا ہے دونوں اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں۔ ایک کتاب کے آخر میں جو ناموں یا مقامات کے حوالے سے اشاریہ دیا جاتا ہے اس قسم کا اشاریہ اخبارات کے لیے زیادہ مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ کتاب تو مختلف لائبریریوں سے بآسانی مل جاتی ہے جب کہ اخبارات تمام لائبریریوں پر دستیاب نہیں ہوتے۔ بہت کم لائبریریاں ایسی ہیں جہاں مختلف اخبارات کی مکمل فائلیں دستیاب ہوتی ہوں۔ اخبارات کو اس کے سائز اور حجم کی وجہ سے فائلوں کی شکل میں محفوظ رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ بہت سے اخبارات دیکھنے اور پڑھنے میں شکست و ریخت کا شکار ہونا شروع ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کا کاغذ اتنا عمدہ نہیں ہوتا۔ مگر یہ اخبارات ایک مفید حوالہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جن کو نظر انداز کرنا بہت سے حقائق سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہوگا۔

> ''تاریخی دستاویزات کے حوالے سے اخبارات کی اہمیت کسی طویل بحث وتمحیص کی محتاج نہیں۔ تاریخ وثقافت کے بعض پہلوانہی کے مطالعے سے واضح ہوتے ہیں۔ مگر ان سے استفادہ جب ہی بہتر طور پر ممکن ہے کہ ان کے اشاریے مرتب ہو کر شائع ہوں۔ اشاریے کا مقصد کسی دستاویز کے مندرجات کو آشکار کرنا اور قاری کو ایک طائرانہ نظر میں وہ سب کچھ مہیا کرنا ہے کہ جس کی اسے جستجو ہو اور اسے اپنے مطلب کے مواد کی تلاش کے کام آسانی ہو۔ بکھری ہوئی معلومات کی طرف راہنمائی کے لیے اشاریے مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔'' (۱۶)

تحریکِ پاکستان میں اخبارات کے کردار سے کون واقف نہیں۔ آزادی کے حوالے سے کئی اخبارات نے تحریک پاکستان کے دوران برصغیر کے مسلمانوں کی ذہن سازی کا فریضہ سرانجام

دیا۔ اس حوالے سے 'زمیندار'، 'کامریڈ'، 'الہلال'، 'ہمدرد'، 'انقلاب' اور 'نوائے وقت' وغیرہ جیسے اخبارات کے فعال کردار سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

تحریکِ پاکستان کے حوالے سے جدوجہد کی ایک داستان ان اخبارات کے سینوں میں محفوظ ہے۔ نہ صرف برصغیر کے لوگوں کے حالات وواقعات بلکہ پوری دنیا میں پل پل بدلتے منظر نامے، سیاسی وسماجی اونچ نیچ، معاشی ومعاشرتی تغیرات بھی ان اخبارات کی تحریروں میں دیکھے جا سکتے ہیں اور موجودہ عہد کے تناظر میں ان کا تجزیاتی مطالعہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ بقول سرفراز حسین مرزا:

> ''دستاویزات کی اہمیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ بالخصوص ایسی دستاویزات جو قوموں کی تاریخ پر روشنی ڈالتی ہوں۔'' (۱۷)

اپنی افادیت اور اہمیت کے حوالے سے ان اخبارات کی حیثیت دستاویزات کی سی ہے۔ یہ اخبارات اپنے عہد کی تاریخ کی عکاسی کرتے ہیں۔

## اردو میں رسائل کی اشاریہ سازی کا آغاز:

اردو میں اشاریہ سازی کا آغاز بہت دیر سے ہوا۔ شروع میں فہرست سازی کا رواج ہوا اور بعد میں اشاریہ سازی کی روایت سامنے آئی۔ ابوسلمان شاہجہان پوری کے بقول اُردو میں پہلا جریدہ ''الہلال'' کلکتہ تھا جس نے اردو میں اشاریہ نویسی کی روایت کا آغاز کیا۔ الہلال ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء میں جاری ہوا۔ دسمبر میں جب اس کی پہلی جلد مکمل ہوئی تو ۸ جنوری ۱۹۱۳ء سے اس کی دوسری جلد کا آغاز ہوا اسی میں پہلی جلد کے مضامین کا اشاریہ بھی شامل تھا۔ الہلال کی یہ روش اس کے پہلے دور (۱۹۱۲۔۱۹۱۳ء) میں جاری رہی۔ اشاریہ سازی کا طریقہ مولانا ابوالکلام آزاد نے مصر وشام کے عربی جرائد سے سیکھا ہوگا جو اُن کے پیشِ نظر رہتے تھے۔ (۱۸)

الہلال کا انڈیکس دو حصوں میں تقسیم ہوتا تھا۔ فہرست مضامین اور فہرست تصاویر۔ فہرست مضامین کو دو حصوں نثر ونظم کے عنوانات کے حوالے سے تقسیم کیا گیا ہوتا تھا۔

ابو سلمان شاہجہان پوری لکھتے ہیں:

''ان دونوں حصوں میں ان کے عنوانات بہ ترتیب حروف تہجی مضامین، نثر و نظم کو الگ الگ مرتب کیا گیا ہے اور تصاویر کی فہرست میں ہر تصویر کی تعارفی تحریر (کیپشن) کو تصویر کا حوالہ قرار دیا ہے۔اُردو میں انڈیکس سازی کا یہ سادہ اور ابتدائی طریقہ تھا جو آگے چل کر ایک بڑی علمی روایت کا موجب ہوا۔''(۱۹)

جولائی ۱۹۱۶ء میں ''معارف'' اعظم گڑھ سے جاری ہوا تو اس کے مشمولات کی فہرست پہلے سال بہ سال پھر جلد کا دورانیہ ششماہی ہونے کے بعد ششماہی فہرست بہ لحاظ موضوعات مرتب کی جاتی تھی اور اس روایت کو تادیر قائم رکھا۔معارف کی اس روایت کا اثر دوسرے رسائل پر بھی ہوا۔ ماہنامہ ''برہان'' جو کہ ندوۃ المصنفین دہلی کا ترجمان تھا اپنے آغاز ہی سے اس روایت پر قائم رہا۔اس کے علاوہ کچھ رسائل نے اپنی تاریخ کے خاص دور کے ''مدتی اشاریے'' بھی مرتب کیے۔اس ضمن میں خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ نے اپنے سو شماروں کا ایک انڈیکس مرتب کیا۔اسی قسم کا انڈیکس بناتے ہوئے ترجمان القرآن' لاہور، فکر و نظر' اسلام آباد، نقوش' لاہور، آج کل' دہلی کے اشاریے مرتب کیے گئے۔(۲۰)

اول اول صحیفہ کے شمارہ ا تا ۳۸ کے حوالے سے ملک احمد نواز کا مرتب کردہ مصنف وار اشاریہ اپریل ۱۹۶۷ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا، اس کے بعد ملک احمد نواز کا ہی مرتب کردہ اشاریہ جنوری ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا جو کہ شمارہ ۳۹ تا ۵۳ تک کا احاطہ کرتا تھا۔اکتوبر ۱۹۹۹ء میں ڈاکٹر نثار فیضی نے ۱۹۵۷ء سے ۱۹۹۰ء تک کی موضوعاتی فہرست مرتب کی تھی۔یہ اقبال سے متعلق مصنف وار اشاریہ تھا۔اسی ضمن میں اقبال اکادمی پاکستان کے زیر اہتمام شائع کیے جانے والے مجلے اقبالیات (اردو) کی جلد نمبر ۴۸، شمارہ ۳، مطبوعہ جولائی۔ستمبر ۲۰۰۷ء میں سہ ماہی 'صحیفہ' میں اقبالیاتی ادب کے عنوان سے محمد اصغر کا مرتب کردہ اشاریہ بھی قابلِ ذکر ہے۔(۲۱)

صحیفہ کا پچاس سالہ اشاریہ صحیفہ کے ۱۸۹ شماروں کا احاطہ کرتا ہے۔ اسے کتابی شکل میں مجلس ترقی ادب لاہور نے ۲۰۰۸ء میں شائع کیا ہے۔ یہ اشاریہ تین حوالوں سے بنایا گیا ہے۔ ایک شمارہ وار، دوسرا موضوع وار اور تیسرے مصنف وار۔

ابوسلمان شاہجہان پوری نے مولانا محمد علی جوہر کے انقلابی اخبار 'ہمدرد' دہلی، 'کامریڈ' کے کچھ شماروں کا اشاریہ ''مولانا محمد علی جوہر اور ان کی صحافت'' (۱۹۸۳ء کراچی) کے آخر میں شامل کر دیے،، مولانا ابوالکلام آزاد کی زیر ادارت شائع ہونے والے اخبار ''لسان الصدق'' کلکتہ کا مکمل اشاریہ، ''الندوہ'' لکھنو میں شائع ہونے والے مولانا ابوالکلام آزاد کے تمام مضامین کا اشاریہ، ''البلاغ'' کلکتہ کے مضامین کا اشاریہ، تحریک خلافت کے ترجمان ''پیغام'' کلکتہ کا اشاریہ، ''الجامعہ'' کلکتہ کے مضامین کا اشاریہ، ''الہلال'' کلکتہ کا اشاریہ بھی ابوسلمان شاہجہان پوری نے مرتب کر کے ''مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافت'' میں شامل کیے۔ (۲۲)

۱۹۷۶ء میں سید سرفراز علی رضوی نے سہ ماہی ''اردو'' کا اشاریہ ترتیب دیا۔ ۱۹۷۹ء میں ہی سہ ماہی ''فکر و نظر'' کا اشاریہ احمد خان نے مرتب کیا۔ مصباح العثمان کی مرتبہ سہ ماہی ''اردو'' کے اشاریے کی جلد دوم ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئی۔

نقوش لاہور کے شمارہ ادب عالیہ نمبر ۱۹۶۰ء میں اس کے دس سالہ شماروں کے مشمولات کی فہرست شائع کی گئی۔ اس میں عنوان اور لکھنے والے کا نام ہے مگر باقی ضروری حصے موجود نہیں، یعنی صفحہ نمبر نہیں دیے گئے۔ اسی طرح شمارہ ا سے شمارہ ۱۰۸ تک مضامین کا اشاریہ ملک احمد نواز نے ترتیب دیا۔ جو کہ اپریل مئی ۱۹۶۸ء میں نقوش میں شائع ہوا۔ شمارہ ۱۳۰ رسول نمبر تھا یہ تیرہ جلدوں میں دسمبر ۱۹۸۲ء سے جنوری ۱۹۸۵ء تک شائع ہوا۔ اس کی بارہ جلدوں کا اشاریہ سید جمیل احمد رضوی نے ترتیب دیا۔ اشاریہ نقوش کے عنوان سے سید جمیل احمد رضوی نے نقوش کے ۱۳۳ شماروں کا اشاریہ ترتیب دیا ہے۔ جو کہ نقوش محمد طفیل نمبر جلد دوم، شمارہ ۱۳۵ جولائی ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ یہ دو حصوں پر مبنی ہے پہلے حصے میں مقالات، نظمیں، غزلیں، افسانے، ڈرامے، خاکے،

طنز و مزاح سمپوزیم متفرقات جبکہ دوسرے حصے میں دینی، ادبی مقالات اور مضامین، منظومات کے عنوان سے حمد و نعت، نظمیں غزلیں، شخصیات (بشمول آپ بیتی)، مکاتیب، افسانے، ڈرامے (بشمول ناولٹ)، خاکے، سمپوزیم رپورتاژ، سفرنامہ، انٹرویو، متفرقات شامل ہیں۔ (۲۳)

ڈاکٹر امتیاز ندیم نے ماہنامہ مخزن (۱۹۰۱ء) کی مکمل اشاریہ سازی کی ہے۔ اس مقالے پر انھیں بنارس یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض ہوئی۔ اس مقالے کے دوسرے باب میں نثری مضامین کی اشاریہ سازی کی گئی ہے۔ باب سوم میں شعری حصے کی اشاریہ سازی ہے اور باب چہارم میں اشاریہ تصویر پیش کیا گیا ہے۔ اس طرح مصنف نے مخزن کے ۳۲۰ میں سے دستیاب ہونے والے ۳۰۶ شماروں کا اشاریہ پیش کیا ہے۔ (۲۴)

ماہنامہ معارف نے ''ماہنامہ معارف کے اشاریے'' کے عنوان سے اپریل مئی ۱۹۹۹ء میں جمشید ندوی (ریسرچ اسکالر عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) کے مرتب کردہ اشاریے کا ایک حصہ شائع کیا۔ (۲۵) عطا خورشید اور صابرہ بیگم نے ماہنامہ 'معارف' اور سہ ماہی 'تحریر' کے اشاریے ترتیب دیے۔ پروفیسر نثار احمد فاروقی نے غالب کا اشاریہ ترتیب دیا جو رسالہ برہان اور سہ ماہی ''تحریر'' میں تین یا چار قسطوں میں شائع ہوا۔ معین الرحمٰن اور ابنِ قیصر نے بھی غالب کے اشاریے تیار کیے اس میں شک نہیں کہ جمیل اختر کا کام کافی وسیع اور وقیع ہے انھوں نے رسالہ ''آج کل'' کا اشاریہ 'آج کل' کے آغاز سے ۱۹۸۶ء تک تقریباً چھ سو شماروں کا احاطہ کیا اور یہ کتاب اردو اکادمی دلی سے شائع ہوئی۔ یہ کام یقیناً اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام الدین اور نجم الحسن انجم ادیب کے ترتیب دیے ہوئے غالب کے اشاریے چار قسطوں میں ''ہماری زبان'' میں شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ سید مسعود حسن کی نئی تحقیق کے مطابق جو تفصیلات انھوں نے اپنے مضمون ''اردو رسائل کے اشاریے'' کے عنوان کے تحت ماہنامہ اردو بک ریویو دہلی جولائی۔ اگست کے شمارہ ۳۳۔۴۳ صفحہ ۳۵ تا ۴۰ میں پیش کی ہیں، وہ خاصی امید افزا ہیں۔ انھوں نے اشاریے کی اکیس کتابوں کی نشاندہی کی ہے۔ اس کے علاوہ جو اشاریے شائع ہو چکے ہیں اور جو کسی وجہ سے شائع نہیں ہو سکے

ان سب کی تعداد تقریباً ۹۰ بتائی گئی ہے۔ (۲۶)

شمیم جہاں کا اشاریۂ غالب ''اردو ادب'' اور ''ہماری زبان'' سے ترتیب دیا گیا ہے۔
''اردو'' اور ''اردو ادب'' ۱۹۲۱ء سے ۱۹۹۷ء تک ہماری زبان ۱۹۳۹ء سے ۱۹۹۷ء تک جتنے فائل انجمن کی لائبریری میں موجود تھے اس مواد میں سے یہ اشاریہ ترتیب دیا گیا۔ (۲۷)

ڈاکٹر فرزانہ خلیل کے مرتب کردہ اشاریے میں رسالہ جامعہ میں جتنے مضامین شائع ہوئے ہیں ان مضامین کو موضوعات کے تحت تقسیم کیا گیا ہے اور پھر حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ یہ اشاریہ دس موضوعات میں تقسیم ہے:

۱۔ شذرات ۲۔ سیاست
۳۔ تعلیم ۴۔ تہذیب
۵۔ تاریخ ۶۔ شخصیات
۷۔ مذہب ۸۔ معاشیات
۹۔ ادب کی مختلف اصناف ۱۰۔ متفرقات

کتابوں کے آخر میں جو اشاریے شامل کیے جاتے ہیں وہ تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ ناموں کے اشاریے، یعنی کسی شخص کا نام کتاب میں کہاں کہاں اور کتنی بار آیا ہے۔

۲۔ کتب حوالہ جات، جس کے ساتھ مخطوطہ، مطبوعہ صورت کی بھی نشاندہی کر دی جاتی ہے، اگر کوئی نایاب نسخہ ہے تو اس کی نشاندہی اور کہاں موجود ہے یہ بھی وضاحت کر دی جاتی ہے۔ کہ کس کتب خانے میں کس نمبر کے تحت موجود ہے۔

۳۔ کسی کتاب میں موجود اصطلاحات و مخصوص الفاظ کا اشاریہ، اس میں اصطلاحات کے معانی بھی دیے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ اصطلاح یا لفظ کون سے صفحہ پر موجود ہے۔ (۲۸)

شہاب الدین انصاری نے بھی اشاریہ رسالہ جامعہ ترتیب دیا۔ جو ۱۹۲۳ء تا ۱۹۴۷ء اور ۱۹۶۰ء تا ۲۰۰۸ء تک کے شماروں کا ہے جسے مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی نے شائع کیا۔

راقم الحروف (محمد اشرف کمال) نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے لیے مجلہ افکار کراچی کے خصوصی شماروں میں شائع ہونے والے مضامین کا اشاریہ تیار کیا۔ان خصوصی نمبروں میں یک موضوعی نمبر، شخصیات نمبر اور اصناف ادب نمبر شامل ہیں۔یہ اشاریہ انجمن ترقی اردو سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہونے والے مقالے میں شائع ہوا۔ (۲۹) اسی طرح ''اخبار اردو'' اسلام آباد کے بیس سال مکمل ہونے پر اس کا بیس سالہ اشاریہ راقم الحروف نے بنایا جو کہ ''اخبار اردو'' جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۰۱ء کے شمارے میں شائع ہوا۔اسی طرح اخبار اردو کے پچیس سال مکمل ہونے پر راقم الحروف نے اخبار اردو اسلام آباد کا پچیس سالہ شماریاتی اشاریہ بنایا جو کہ دسمبر ۲۰۰۶ء کے شمارے میں شائع ہوا۔راقم الحروف کا مرتب کردہ اخبار اردو کا تیس سالہ اشاریہ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد سے ۲۰۱۰ء میں کتابی شکل میں شائع ہوا۔ (۳۰)

اسی طرح راقم الحروف نے بریڈفورڈ سے شائع ہونے والے مخزن کے سات شماروں کے مضامین کا اشاریہ تیار کیا جو کہ شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیر پور سندھ کے تحقیقی مجلہ الماس میں ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔پھر مخزن کے ۹ شماروں کے مضامین کا اشاریہ بریڈفورڈ سے شائع ہونے والے مجلہ مخزن ۱۰ میں ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا۔

پروفیسر ڈاکٹر انیس خورشید نے قائداعظم کے بارے میں کتب اور اخبارات وجرائد میں شامل ہونے والے انگریزی اردو مضامین کا توضیحی اشاریہ اُردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں مرتب کیا جو کتابی شکل میں بھی شائع ہوئے۔رسائل کے حوالے سے ماہنامہ فکر ونظر اسلام آباد، ماہنامہ ضیائے حرم لاہور کے اشاریے اہم ہیں۔ڈاکٹر محمد سہیل شفیق کے مرتب کردہ اشاریے ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ بھی اہم ہے۔ (۳۱)

''جہان حمد'' کے شمارہ ۱ تا ۱۹ کا اشاریہ ''اشاریہ جہان حمد'' کے نام سے ڈاکٹر محمد سہیل شفیق نے مرتب کیا۔یہ اشاریہ ۳۵۱ صفحات پر مشتمل ہے۔مقالات ومضامین کے دو اشاریے ہیں ایک عنوانات اور دوسرا مصنفین یا مرتبین کے حوالے سے نقد ونظر کے عنوان سے تبصرہ شدہ کتب کے

اشاریے تین ہیں۔ایک بلحاظ کتب ،دوسرا مصنفین /مولفین /مرتبین اور تیسرا تبصرہ نگاروں کے حوالے سے۔حمد ومناجات اور نعتوں کے مطلعوں کے حوالے سے اشاریہ موجود ہے،اس کے علاوہ حمدیہ ونعتیہ اشعار، رباعیات، قطعات، منظومات، نذرانۂ عقیدت، انٹرویو، خطوط، پیغامات، سروے، رپورٹوں اور متفرقات کا اشاریہ شامل کیا گیا ہے۔ناموں کے اندراج میں کہیں نام کے آخری حصے کو اور کہیں تخلص کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔جیسے نسیم سحر کی جگہ سحر‘نسیم۔تنویر پھول کو پھول‘ تنویر، حفیظ تائب کو تائب‘ حفیظ۔آغا حشر کاشمیری کو حشر کاشمیری‘ آغا۔محمد ممتاز راشد کو راشد‘ محمد ممتاز۔حمیرا راحت کو راحت‘ حمیرا۔ریحانہ روحی کو روحی‘ ریحانہ۔شہزاد زیدی کو زیدی‘ شہزاد۔

اشاریہ اُردو جرائد کے نام سے ایچ ای سی کے مصدقہ رسائل کے مضامین کا اشاریہ دو جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔یہ اشاریہ ڈاکٹر نجیبہ عارف نے ترتیب دیا ہے۔ان کے ساتھ شیراز افضل داد، بی بی امینہ اور نعیمہ بی بی نے بھی اس اشاریے کی ترتیب میں معاونت کی ہے۔ اسے مرکزِ اشاریہ شعبۂ اُردو بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد نے شائع کیا ہے۔

## اخبارات کے اشاریوں کی اہمیت:

قیام پاکستان کے بعد کئی اخبارات سامنے آئے۔جن میں نوائے وقت، جنگ، امروز، مشرق، وفاق، مرکز، خبریں، ایکسپریس، ڈان ،پاکستان ٹائمز، دی نیشن، جناح، پاکستان، اوصاف، دنیا اور دیگر بہت سے اخبارات شامل ہیں۔ان اخبارات میں پاکستان کی عہد بہ عہد سیاسی وسماجی، معاشی ومعاشرتی، علمی وادبی اور صحافتی سرگرمیوں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔اخبارات نہ صرف یہ کہ تازہ خبروں کو ہم تک پہنچانے کا ایک اہم ذریعہ ہوتے ہیں بلکہ اخبارات زندگی کے دوسرے مختلف شعبوں کے حوالے سے بھی معلومات اور تازہ صورتحال ہم تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اخبارات کچھ عرصہ گزرنے کے بعد نہ صرف تاریخ نویسی کے لیے بنیادی ماخذ کا درجہ حاصل

کر لیتے ہیں بلکہ خود تاریخ کا ایک حصہ بن جاتے ہیں۔ (۳۲)

ان اخبارات میں نہ صرف قومی بلکہ بین الاقوامی نوعیت اور اہمیت کی حامل تحریروں اور حقائق کا ریکارڈ محفوظ ہے۔ چونکہ بیشتر اخبارات میں استعمال ہونے والا کاغذ اتنا عمدہ نہیں ہوتا اس لیے وقت گزرنے کے ساتھ ان اخبارات کا کاغذ خستہ، بوسیدہ اور شکستہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اب اگر کسی موضوع سے متعلق ان تمام اخبارات کی چھان پھٹک کی جائے تو اس سے نہ صرف یہ کہ بہت زیادہ وقت ضائع ہوگا بلکہ یہ بھی ہے کہ پرانے اور بوسیدہ اخبارات کے پھٹنے یا خراب ہونے کے خدشے کو بھی رد نہیں کیا جا سکتا۔

ان اخبارات کی دستاویزی حیثیت کے پیش نظر یہ ضروری ہوگا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب ہو جہاں سے ہمیں ان اخبارات کے مشمولات اور مندرجات کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ کون سی چیز یا کون سا مواد کس اخبار کے کس صفحہ پر موجود ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ بجائے اس کے کہ کئی سال کی فائل کا مطالعہ و مشاہدہ کیا جائے ہم مطلوبہ اخبار تک ہماری رسائی ہو جائے اور ہم اپنا مطلوبہ مضمون یا مواد بآسانی بغیر کسی وقت اور دقت کے حاصل کر سکیں۔ اس مقصد کے لیے صرف اخبارات کے اشاریے ہی ہماری مدد کر سکتے ہیں۔

اخبارات کے اشاریے مختلف موضوعات کے حوالے سے ہو سکتے ہیں۔

اداریہ:

کسی بھی اخبار میں اداریے کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ اداریہ اخبار کی پالیسی کا ترجمان ہوتا ہے اور اس میں تازہ مسائل اور وقت اور حالات کے تقاضوں کے حوالے سے بات کی جاتی ہے۔

مضامین:

سیاسی، ادبی، مزاحیہ، مذہبی، حالات حاضرہ، معلوماتی کالم، تعارفی کالم، خبری کالم، ادبی

کالم، سیاسی کالم ،مذہبی کالم، سائنسی کالم، معلوماتی کالم، تعلیمی کالم ،فکاہیہ کالم،فیچر، متفرق موضوعات،تبصرے، اشتہارات، مذاکرے، سیمینار، رپورتاژ، سفر نامہ، اشعار، افسانہ،کہانی، غزل،نظم، اشخاص، مقامات۔

مندرجہ بالاعنوانات کے تحت اخباری اشاریہ قارئین اور محققین کے لیے ایک مفید اور معلوماتی چیز بن جائے گا۔جس کی مدد سے انھیں اپنے مطلوبہ مواد اور حقائق کی تلاش میں آسانی ہوگی اور یوں وہ بہت ہی کم وقت میں اپنے کام کو آگے بڑھانے میں کامیاب ہوسکیں گے۔ اخبارات کے حوالے سے اشاریہ سازی کے میدان میں ابھی بہت گنجائش ہے اس حوالے سے ابھی بہت سا کام ہونا باقی ہے۔

اخبارات کے حوالے سے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ بہت سے اردو ادب کی نامور شخصیات اخبارات کے ساتھ وابستہ رہی ہیں۔ بہت سی ادبی شخصیات کے مستقل کالم بھی اخبارات کی زینت بنتے رہے ہیں۔اردو ادب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ان اخبارات کے صفحات میں محفوظ ہوکر اردو کی ادبی وصحافتی تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔چونکہ یہ اخبارات تمام لائبریریوں میں موجود نہیں ہوتے اس لیے پرانے اخبارات کو دیکھنے اور ان سے استفادہ کرنے میں دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ان اخبارات تک قارئین یا محققین کی پہنچ ہو بھی جائے تو مطلوبہ مواد کے بارے میں آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے مطلوبہ اخبار تک رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ یہ اشاریے اسی ضرورت اور کمی کو پورا کرنے کے لیے ترتیب دیے جانے بہت ضروری ہیں اور صحیح معنوں میں اردو ادب وصحافت کی ایک بڑی خدمت ہوگی۔

رسائل وجرائد کی اشاریہ سازی کے وقت سب سے پہلے تو عمومی درجہ بندی کی جائے۔ جیسے شاعری، نثر۔ پھر اس کے بعد شاعری کے ضمن میں حمد، نعت، غزل، نظم، قصیدہ، رباعی، قطعہ وغیرہ کے حوالے سے موضوعات ترتیب دیے جائیں۔ پھر اس کے بعد مزید درجہ بندی ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ نظم کے ضمن میں نظم معریٰ، آزاد نظم، نثری نظم، سانیٹ، ہائیکو، وغیرہ

اسی طرح نثر میں تخلیقی اور غیر تخلیقی نثر۔ سفر نامہ، ناول، خود نوشت، طنز و مزاح، افسانہ، انشائیہ مضامین، پھر اس کی مزید تقسیم جیسے مضامین کے حوالے سے علمی، ادبی، تحقیقی، تنقیدی، سائنسی اور دیگر مضامین اسی طرح طنز و مزاح میں پیروڈی، لطیفے، کارٹون، تحریف نگاری، ظرافت۔

رسائل و جرائد کا اشاریہ چونکہ مضمون، شعر یا مطلوبہ مواد، اس کے مصنف، جلد نمبر، شمارہ نمبر، مہینہ اور سن اشاعت، مقام اشاعت، صفحہ نمبر کا متقاضی ہوتا ہے اسی وجہ سے اشاریہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام اندراجات پوری صحت اور درستی کے ساتھ درج کرے۔ اندراجات درج کرتے وقت وہ کسی بھی قسم کے تعصب سے کام نہ لے۔ ذاتی پسند یا ناپسند کو اشاریہ سازی کے عمل پر اثر انداز نہ ہونے دے۔

کسی رسالے یا اخبار کے مشمولات کا جائزہ لینے سے پہلے ممکنہ موضوعات کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ کسی بھی مضمون کا موضوع لکھنے سے پہلے اس مضمون کو غور سے پڑھا جائے اس کی فہرست دیکھی جائے کہ وہاں موضوع کیا لکھا ہے۔ موضوعات ترتیب دینا ایک اہم کام ہوتا ہے۔ اشاریہ نگار کو موضوعات کی ترتیب اور موضوعات کی درجہ بندی میں انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا سی سستی اور غفلت پورے اشاریے کو مجروح کر سکتی ہے۔ ایک مضمون کو اپنی جگہ سے غلط جگہ پہنچانے کی غلطی ہو سکتی ہے۔ رسائل کو کئی اقسام: ادبی رسائل، تحقیقی رسائل، تنقیدی رسائل، اسلامی رسائل، دینی رسائل، سائنسی رسائل، علمی رسائل، فکشن رسائل، تاریخی رسائل، فلمی رسائل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

رسائل اور اخبارات میں مضامین اور اداریے کی حد تک تو کچھ نہ کچھ مماثلت پائی جاتی ہے بعض رسائل میں ایک صفحہ ادبی خبروں کے لیے بھی مختص کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اخبارات میں کتابوں پر تبصرے اور ادبی مضامین، شاعری وغیرہ بھی شامل کی جاتی ہے۔

اخبارات میں بنیادی مواد خبریں ہوتی ہیں جن کا تعلق لمحۂ موجود سے ہوتا ہے اور اگلے روز وہ خبریں پرانی ہو کر تاریخ کا حصہ بن جاتی ہیں اور ان کی جگہ نئی خبریں لے لیتی ہیں۔ اسی طرح اخبار

میں زیادہ تر کالم بھی حالات حاضرہ سے تعلق رکھتے ہیں کچھ کالم اور مضامین ادبی وتاریخی اور معلوماتی نوعیت کے ہوتے ہیں جو بعد میں بھی حوالے کے طور پر استعمال میں آتے ہیں۔ اخبارات سے کسی بھی ملک وقوم کی بدلتی ہوئی سیاسی، معاشرتی اور معاشی اتار چڑھاؤ اور ثقافتی رویوں کی عکاسی ہوتی ہے۔ اخبارات میں ہم کسی دور کی مکمل تصویر کو دیکھ سکتے ہیں اور اس دور کے عصری مسائل، رویوں، مزاج اور رجحانات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اخبارات کے مقابلے میں ادبی رسائل ادب کی تاریخ بیان کرتے ہیں۔ دینی رسائل اپنے اندر دینی مسائل اور ان کے بارے میں معلومات لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ سائنسی اور معلوماتی رسائل مختلف انکشافات اور ایجادات کے بارے میں آگہی دے رہے ہوتے ہیں۔ چونکہ رسائل اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک عالمانہ اور ادیبانہ بحث لیے ہوتے ہیں اس لیے ہر رسالہ اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

اخبارات ورسائل کا اشاریہ صرف مضامین اور مشمولات کی فہرست کا بھی ہوسکتا ہے اور توضیحی اور تنقیدی بھی۔ توضیحی اشاریے میں کالم، مضمون، مقالے، اداریے اور فیچر کا خلاصہ بھی دیا جاسکتا ہے اور تنقیدی اشاریے میں متن پر تنقید وتبصرہ بھی ہوسکتا ہے۔

آج جب کہ انسان پہلے کی نسبت بہت زیادہ مصروف ہوگیا ہے۔ زندگی کی متنوع مصروفیات نے انسان کو اس طرح الجھا کر رکھ دیا ہے کہ اس کے پاس سب کچھ ہے مگر وقت نہیں ہے۔ صورت حال بعض اوقات ایسی بھی ہوجاتی ہے کہ نہ صرف دوسروں بلکہ اپنوں اور بالخصوص اپنی ذات کے لیے بھی انسان کے پاس وقت نہیں ہوتا موجودہ دور اور ان حالات میں وقت کی بچت ایک اہم اور ضروری تقاضا ہے۔ جہاں تک تحقیق اور مطالعہ کا تعلق ہے تو اس ضمن میں اشاریہ سازی وقت کی بچت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ کسی محقق یا قاری کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ اپنے موضوع کے حوالے سے سینکڑوں ایسی کتب اور رسائل کا مطالعہ کرے جن کے بارے میں اس بات کا احتمال بھی ہو کہ مطالعہ کے بعد بھی ان میں سے شاید اسے اپنے مطلب کا سامان میسر نہ

آسکے۔

رسائل کی اشاریہ سازی کے لیے پہلے کئی قسم کے کارڈ حروف تہجی کے حوالے سے تیار کیے جاتے تھے پھران کارڈوں کو سنبھال سنبھال کر رکھنا پڑتا تھا۔ان میں سے کچھ کارڈوں کے گم یا ضائع ہونے کے امکان کو بھی رد نہیں کیا جاسکتا تھا اور پھران کی تحریر بھی بعض اوقات کاغذ پرانا ہونے کی وجہ سے سمجھ نہیں آتی تھی مگر اب کمپیوٹر نے یہ مشکل بھی آسان کر دی ہے۔اب ایک ہی فائل کو مختلف انداز میں مختلف آرڈر کے تحت مختلف انداز سے اپنی مرضی کے مطابق تبدیل کیا جاسکتا ہے یا ترتیب دیا جاسکتا ہے۔

ایک محقق اور ماہر فن ہونے کے ناطے سے اشاریہ ساز جانتا ہے کہ رسائل اپنے موضوع اور اہمیت کے اعتبار سے علم کے ایک سمندر کی حیثیت رکھتے ہیں جس کی گہرائی میں جا کر اپنے کام کی چیزیں تلاش کرنا ایک دشوار اور محنت طلب کام ہے اسی طرح کسی رسائل اور اخبارات سے مطلوبہ مواد کو تلاش کر کے اس کا اشاریہ ترتیب دینا بھی ایک مشکل اور ماہرانہ کام ہے جسے ایک ماہر فن اشاریہ ساز ہی سرانجام دے سکتا ہے ۔اب یہ اشاریہ ساز کی تحقیق وجستجو ہے کہ وہ رسائل اور اخبارات میں بکھرے ہوئے مواد کو کن کن زاویوں سے دیکھتا ہے اور کس انداز سے اشاریے کی لڑی میں پروتا ہے ۔ایک اچھے اشاریہ ساز کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ جس طرح ایک عالم اور محقق اپنے علمی اور تحقیقی نتائج کے جواہرات کو تحقیق کے دھاگے میں پرو کر پیش کرتا ہے اسی طرح اشاریہ نگار بھی کتب اور رسائل وجرائد میں سے زائد کو چھوڑ کر اپنے مطلب کی چیزیں چُن کر اشاریہ کی مالا تیار کرتا ہے۔

## رسائل وجرائد کے چند اشاریے:

اردو رسائل وجرائد کی اشاریہ سازی کے ضمن میں بہت سا کام ہو چکا ہے۔چند ایک اشاریے درج ذیل ہیں:

- اشاریہ اوراق۔جنوری ۱۹۶۶ء،مرتبہ انور سدید

- اشاریہ برہان (جون تا اگست ۱۹۶۶ء)
- اشاریہ معارف، برہان نومبر ۱۹۶۶ء
- ماہ نو کراچی، استقلال نمبر (۶۸۔۴۸) اگست ۱۹۶۹ء
- اشاریہ اردو (مصنف وار) سید سرفراز علی رضوی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۷۶ء
- اشاریہ رسالہ نقوش (مصنف وار) ملک احمد نواز، نقوش خطوط نمبر، اپریل مئی ۱۹۶۷ء
- اشاریہ تاریخ و سیاست، ابوسلمان شاہجہانپوری، اگست ۱۹۷۵ء قومی زبان کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان
- وضاحتی کتابیات، گوپی چند نارنگ، مظفر حنفی، ترقی اردو بورڈ نئی دہلی، ۱۹۷۸ء
- فکر و نظر (تفصیلی اشاریہ)، احمد خان، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد۔ ۱۹۷۹ء
- اشاریہ راوی، بدر منیر، خواجہ خورشید احمد، منیب بک ڈپو، لاہور، ۱۹۷۹ء
- اشاریہ ماہنامہ ترجمان القرآن، حکیم نعیم الدین زبیری، ادارہ معارف اسلامی، کراچی، ۱۹۸۵ء
- اشاریہ نقوش، جمیل احمد رضوی، نقوش لاہور، محمد طفیل نمبر جلد دوم، جولائی ۱۹۸۷ء
- سیارہ لاہور، شمارہ نمبر جنوری ۱۹۸۸ء (شمارہ ۱ تا ۲۵)
- اشاریہ آج کل (دہلی)، مرتبہ جمیل اختر، دہلی اردو اکیڈمی دہلی، ۱۹۸۸ء
- نائیلہ انجم، رسالہ نقوش میں ذخیرۂ غالبیات، لاہور الفیصل، ۱۹۸۹ء
- سب رس کراچی، اشاریہ نمبر (۸۹۔۷۷) جون تا ستمبر ۱۹۹۰ء
- اشاریہ ایوان اردو، دہلی، مئی ۱۹۸۷ء تا اپریل ۱۹۹۲ء) فاروق انصاری، شاہین ایڈور ٹائزرس، دہلی، ۱۹۹۳ء
- اشاریہ رسالہ جامعہ، مرتبہ شہاب الدین انصاری، ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ۱۹۹۴ء
- نوائے ادب (لاہور)، "صحیفہ" (لاہور)، "شاعر" (بمبئی)، "ہماری زبان" (پٹنہ)

''نگار'' (کراچی) کے اشاریے مرتب ہو چکے ہیں۔

- اشاریہ ترجمان القرآن، ادارہ معارف اسلامی لاہور
- اشاریہ ماہنامہ ہمایوں (۱۹۲۲ء تا ۱۹۵۸ء)، نسرین اختر، اورینٹل کالج میگزین، شمارہ مسلسل ۲۳۳، ۲۳۴، صفحات ۱۔۱۷۴
- مجلہ عثمانیہ، حیدر آباد پاکستان
- محمد اظہر سعید، ششماہی البرہ عالمی جلد ۱ تا ۹، پہلی قسط ستمبر اکتوبر، اردو بک ریویو، دہلی ص ۱۷۔۱۹
- محمد اظہر سعید، ششماہی البرہ عالمی، دوسری قسط، نومبر دسمبر، ص ۴۵، ۴۸
- اشاریہ نیا دور ۱۹۵۵ء تا ۱۹۹۳ء مرتبہ ڈاکٹر جمیل جالبی، بزم تخلیق ادب کراچی سے شائع ہوا۔
- رسالہ نیا دور کی ادبی خدمات مع توضیحی اشاریہ، از غفور احمد، ڈاکٹر معین الدین عقیل
- ماہنامہ سب رس: حیدر آباد۔ توضیحی اشاریہ اور تنقیدی جائزہ (۱۹۳۷ء۔۱۹۷۰ء)، از غلام مصطفےٰ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد
- دس سالہ اشاریہ، پندرہ روزہ الحسن، شاہ محمد غوث اکیڈمی، پشاور
- اشاریہ مقالات صحیفہ، ۳۸ شماروں کا مصنف وار اشاریہ
- اشاریہ ضیائے حرم، پیرزادہ عابد حسین شاہ، ابتدائی بیس سال کا مفصل اشاریہ۔
- جاوید خان آفریدی، جریدہ کی ادبی خدمات مع اشاریہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۰۰ء
- رسالہ غالب کی ادبی خدمات مع اشاریہ (۱۹۷۵ء۔۱۹۹۵ء)، از ساجدہ پروین، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۰۱ء
- اشاریہ اخبار اردو (۱۹۸۱ء تا جون ۲۰۰۱ء)، محمد اشرف کمال، ماہنامہ اخبار اردو اسلام آباد، جولائی اگست ستمبر ۲۰۰۱ء، ص ۶۶۔۹۶

- اشاریہ ماہنامہ تدبر، لاہور، مرتبہ مولانا امین احسن اصلاحی، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۰ء، (شمارہ ۶۱ تا ۷۰) مشمولہ اردو بک ریویو نئی دہلی، مارچ اپریل ۲۰۰۱ء، ص ۵۴
- اشاریہ سہ ماہی بحث نظر، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۰ء، (شمارہ ۶۱ تا ۷۰) مشمولہ اردو بک ریویو نئی دہلی، مارچ اپریل ۲۰۰۱ء، ص ۵۶
- اشاریہ نعت رنگ، شمارہ ۱ تا ۲۰، مرتبہ محمد سہیل، کراچی، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۰۹ء شفیق
- اشاریہ رسالہ نیا دور لکھنؤ ۱۹۵۵ء تا ۲۰۰۱ء، اطہر مسعود خان
- اشاریۂ اردو۔۔(جلد دوم)، مصباح العثمان، انجمن ترقی اردو پاکستان ۲۰۰۲ء
- مجلّہ عثمانیہ حیدر آباد دکن کی ادبی خدمات اور توضیحی اشاریہ، مقالہ ایم فل، طارق محمود، نگران ڈاکٹر روبینہ ترین، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، ۲۰۰۳ء
- موضوعاتی اشاریہ ششماہی السیرۃ عالمی اور نعت رنگ، سیرت اکادمی بلوچستان ۲۰۰۳
- فکر و نظر اسلام آباد، سب رس کراچی، ماہ نو کراچی، کتاب نما دہلی کے اشاریے بھی ترتیب پا چکے ہیں۔ وضاحتی کتابیات کے حوالے سے بھی بہت سا کام ہوا۔
- اشاریہ ماہنامہ الرحیم، سفیر اختر، دارالمعارف، جون ۲۰۰۴ء
- محمد عارف اقبال، موضوعاتی اشاریہ ماہنامہ یوجنا اردو، دہلی، یکم جنوری تا ۳۱ دسمبر ۲۰۰۴ء، اردو بک ریویو، شمارہ مئی جون ۲۰۰۵ء، ص ۲۱
- اشاریہ ماہنامہ ندائے حق، سفیر اختر، مشمولہ سہ ماہی نقطہ نظر، اپریل۔ستمبر ۲۰۰۵ء
- موضوعاتی فہرست، اشاریہ اردو بک ریویو، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۴ء، جلد ۹، اردو بک ریویو جنوری فروری ۲۰۰۵ء، شمارہ ۱۱۱، ۱۱۲
- محمد عارف خان، ہفت روزہ ہماری زبان، یکم جنوری تا ۲۸ دسمبر ۲۰۰۴، اردو بک ریویو، مارچ اپریل ۲۰۰۵ء، ص ۲۷، ۲۹
- سعید اختر اعظمی، اشاریہ اردو بک ریویو، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۵ء، جلد ۱۰، اردو بک ریویو، جنوری فروری ۲۰۰۶ء، شمارہ ۱۲۳، ۱۲۴، ص ۱۹، ۳۰۔

- اشاریہ کتب، مشمولہ، انجمن ترقی اردو کی مطبوعات۔ توضیحی کتابیات، محمد اشرف کمال، انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی ۲۰۰۶ء
- اخبار اردو اسلام آباد کے پچیس سال، شماریاتی جائزہ محمد اشرف کمال، ماہنامہ اخبار اردو اسلام آباد، دسمبر ۲۰۰۶ء، ص ۵۹۔۱۰۱
- محمد عارف اقبال، موضوعاتی اشاریہ، ماہنامہ یوجنا جنوری تا دسمبر ۲۰۰۶ء
- موضوعاتی اشاریہ اردو بک ریویو، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۶ء، اردو بک ریویو جنوری فروری ۲۰۰۷ء، شمارہ ۱۳۵، ۱۳۶، ص ۱۷ تا ۲۵
- تازہ رسائل و جرائد کا موضوعاتی اشاریہ، مشمولہ اردو بک ریویو، اکتوبر نومبر دسمبر ۲۰۰۷ء، ص ۲۱
- مجلّہ افکار کے خاص شماروں کے مضامین کا اشاریہ، محمد اشرف کمال، مشمولہ اردو ادب کے عصری رجحانات کے فروغ میں مجلّہ افکار کراچی کا کردار، انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی، ۲۰۰۸ء۔ صفحات ۵۴۷۔۵۷۶
- اشاریہ نوادر، شمارہ ۱ تا ۲۰، ڈاکٹر عطاء الرحمٰن میو، مشمولہ، نوادر شمارہ ۴، ۲۰۰۹ء، ص ۲۰۵
- اشاریہ مضامین مخزن (بریڈفورڈ) شمارہ ۱ تا ۷، ڈاکٹر محمد اشرف کمال
"الماس"، تحقیقی مجلّہ شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیر پور، شمارہ ۱۱، ۲۰۰۹ء، ص ۳۱۶۔۳۳۰
- اشاریہ اخبار اردو (تیس سالہ) محمد اشرف کمال، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۲۰۱۰ء
- اشاریہ مضامین مخزن ۱ تا ۹، ڈاکٹر محمد اشرف کمال، مشمولہ "مخزن 10" بریڈفورڈ (یوکے)، ۲۰۱۱ء، ۸۷۔۹۹
- اشاریہ افکار معلم، لاہور، ماہنامہ، پروفیسر ظفر حجازی، جنوری تا دسمبر ۲۰۱۱ء، مشمولہ ماہنامہ افکار معلم، فروری ۲۰۱۲ء، ص ۷۳
- اشاریہ اردو بک ریویو جنوری تا دسمبر ۲۰۱۲ء مرتبہ سعید اختر اعظمی، اردو بک ریویو، جنوری تا مارچ ۲۰۱۳ء، ص ۱۷ تا ۲۵

- اشاریہ ماہ نامہ الحق، محمد شاہد حنیف، اکوڑہ خٹک، موتمر دار المصنفین دار العلوم حقانیہ
- اشاریہ اردو بک ریویو، جنوری تا دسمبر ۲۰۱۳ء، سعید اختر اعظمی، مشمولہ اردو بک ریویو شمارہ جنوری فروری مارچ ۲۰۱۴ء، ص ۶۷
- سہ ماہی اچھا چرداہا، دی پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ۔ ملتان
- فکر و تحقیق دہلی، نے شمارہ اپریل تا جون ۲۰۱۴ء میں اردو اشاریوں پر ایک گوشہ شائع کیا۔ (۳۳)

## اخبارات کے اشاریے:

- روزنامہ پیسہ اخبار اور تحریک آزادی: توضیحی اشاریہ (۱۹۰۷ء۔۱۹۴۷ء) از احمد سعید۔ اسے مغربی پاکستان اردو اکیڈمی نے ۲۰۰۳ء میں شائع کیا ہے۔ اس اشاریے میں صرف تحریک آزادی سے متعلق خبروں اور تحریروں کو شامل کیا گیا ہے۔
- روزنامہ زمین دار اور تحریک آزادی، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء۔ یہ بہ اعتبار موضوع اور توضیحی اشاریہ ہے۔ یہ کسی روزنامے کا پہلا توضیحی اشاریہ ہے۔ یہ ترتیب کے حوالے سے ایک معیاری اشاریہ ہے۔ روزناموں کے حوالے سے دوسرا اشاریہ نوائے وقت کا ہے جو کہ سرفراز حسین نے ترتیب دیا ہے۔ (۳۴)
- اشاریہ نوائے وقت (۱۹۴۴۔۴۷ء) سرفراز حسین، پاکستان اسٹڈی سنٹر پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔ (۳۵)
- اشاریہ جات ہمدرد و کامریڈ، مشمولہ مولانا محمد علی اور ان کی صحافت، ادارہ تصنیف و تحقیق پاکستان، دسمبر ۱۹۸۳ء
- ۱۹۷۸ء میں سرفراز حسین مرزا نے روزنامہ ٹریبیون کا بھی موضوعاتی اشاریہ مرتب کیا تھا جو سنٹر برائے ساؤتھ ایشین سٹڈیز نے ۱۹۸۲ء میں شائع کیا تھا۔ (۳۶)

نوائے وقت کا کا اشاریہ محض ایک ''انڈیکس'' یا ''نیوز ریل'' نہیں بلکہ یہ سیاسیات ہند اور تحریک پاکستان کی ایک حوالہ جاتی دستاویز ہے جو مسلمانان جنوبی ایشیا کی جدوجہد آزادی کی

تفصیلات کا احاطہ کرتی دکھائی دیتی ہے۔دستاویزات کی اہمیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔ بالخصوص ایسی دستاویزات جو قوموں کی تاریخ پر روشنی ڈالتی ہوں۔یہ دستاویز بھی اسی زمرے میں آتی ہے کہ یہ ہندی مسلمانوں کی تحریک آزادی کی ایک منہ بولتی تصویر ہے۔ (۳۷)

یہ اپنی نوعیت کی پہلی حوالہ جاتی کتاب ہے جو تحقیق کے سنگلاخ میدان میں سرگرداں افراد کے لیے خاص طور پر دلچسپی اور کشش کا باعث ہوسکتی ہے۔نیز یہ کتاب ان دانشوروں اور محققین کے لیے، جو تحریک پاکستان کے مختلف موضوعات پر تحقیق کررہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں، ایک اہم بنیادی ماخذ ثابت ہوگی۔نوائے وقت کی خبروں کے ذخیرے کو علیحدہ علیحدہ سرخیوں کے ساتھ مختلف حصوں میں اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ ہر قاری اپنی پسند کے عنوان کے تحت دیے گئے مندرجات کو بآسانی تلاش کرسکے کہ جن کی ترتیب مختلف موضوعات کے اعتبار سے تاریخ وار رکھی گئی ہے۔" (۳۸)

ضرورت اس بات کی ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کے اشاریے کی طرح دوسرے اہم اخبارات کا اشاریہ بھی مرتب کیا جائے اور خاص طور پر اُن اخبارات کا جنھوں نے ملک عزیز پاکستان میں مختلف تحاریک اور ادب کے حوالے سے خصوصی ایڈیشن ، اداریے، کالم ،فیچر اور مضامین شائع کیے ہیں۔

## پاکستانی یونیورسٹیوں میں مرتب کیے جانے والے اشاریے:

پاکستان کی یونیورسٹیوں میں ترتیب دیے جانے والے اشاریے درج ذیل ہیں:

- اورینٹل کالج میگزین (۸۵۔۶۵) (وضاحتی اشاریہ) مرتبہ سنجیدہ احمد، ۱۹۸۹ء
- راوی (قیام پاکستان تک) (توضیحی اشاریہ) مرتبہ بدر منیر الدین، ۱۹۸۷ء
- راوی (قیام پاکستان تک) (توضیحی اشاریہ) مرتبہ خواجہ خورشید احمد، ۱۹۸۷ء
- رسالہ اردوئے معلیٰ
- اشاریہ اردو (۸۸۔۶۶)

- اوراق (۷۵۔۶۶) (توضیحی اشاریہ)
- سیارہ (۷۲۔۶۲) وضاحتی، مرتبہ رضیہ سلطانہ، ۱۹۸۷ء
- رسالہ جامعہ دہلی (۴۷۔۳۷) تلخیص، پروین اختر، ۱۹۶۵ء
- سہ ماہی اقبال، وضاحتی، زریں اختر زیدی، ۱۹۸۷ء
- رسالہ ہندوستانی، وضاحتی، طاہر انور ملک، ۱۹۶۵ء
- صحیفہ (۴۰۔۲۱) وضاحتی، سلمٰی حمید، ۱۹۷۳ء،
- صحیفہ (۶۰۔۴۱) وضاحتی، شاہدہ نسیم، ۱۹۷۳ء
- برہان، وضاحتی، محمد امین سرور ۱۹۶۵
- برہان، وضاحتی، جاوید احمد خان، ۱۹۶۶ء،
- معارف، وضاحتی، فریدہ لطیف، ۱۹۶۵ء
- مجلّہ اقبال (۸۹۔۴۷) وضاحتی، خیر النساء، ۱۹۸۹ء
- نیا دور، (۱ تا ۷۵) وضاحتی، ادیب زہرا کاظمی
- رسالہ خیال، وضاحتی، زاہدہ نزہت، ۱۹۶۷ء
- صدق جدید لکھنؤ (۶۰۔۵۰)، وضاحتی اشاریہ، فردوس اختر
- ہمایوں (۵۷۔۲۲)، وضاحتی اشاریہ، شائستہ عظمت، ۱۹۶۵ء
- ادبی دنیا لاہور، (۶۷۔۲۹)، وضاحتی اشاریہ، رشیدہ خاتون، نسرین ۱۹۶۸
- اردوئے معلّٰی علی گڑھ، (تلخیص فہرست مضامین)، افروز مہر، ۱۹۷۰ء
- مجلّہ اقبال ریویو (۶۷۔۶۰) وضاحتی اشاریہ، ناہید طلعت
- نقوش (۷۱۔۴۸) وضاحتی اشاریہ، امتیاز بی بی
- سویرا، وضاحتی اشاریہ، دل شاد بانو، ۱۹۷۱ء
- نقوش میں ذخیرۂ اقبالیات، وضاحتی اشاریہ، زاہدہ تبسم، ۱۹۸۷ء
- اقبال ریویو، (۸۶۔۷۶) شکیلہ علوی، ۱۹۸۷ء

- معارف (۶۶۔۱۹۱۶ء) وضاحتی اشاریہ، شمیم اختر، یاسمین اختر، ۱۹۶۶ء
- سہ ماہی اقبال (۷۴۔۶۸) وضاحتی اشاریہ، منیر برلاس
- اورینٹل کالج میگزین (۶۴۔۴۵)
- انیسویں صدی کے ادبی رسائل
- پاکستانی رسائل بہ سلسلہ غالب صدی
- قومی زبان کراچی ۲۰۰۷ کے شماروں کے مضامین کا توضیحی اشاریہ، حمیرا ذوالفقار، زیرِ نگرانی ڈاکٹر محمد اشرف کمال، جی سی یونیورسٹی فیصل، آباد، ۲۰۰۹ء
- اکیسویں صدی میں قومی زبان کے بابائے اردو نمبروں کے مضامین کا توضیحی اشاریہ (۲۰۰۰ء۔۲۰۱۰ء)، مقالہ ایم اے اردو، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد، ۲۰۱۰
- اکیسویں صدی میں ماہ نو کے خاص شماروں کا توضیحی اشاریہ (۲۰۰۰ء۔۲۰۱۰ء)، نعیمہ، مقالہ ایم اے اردو، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد، ۲۰۱۰ء
- رسالہ افسر کی وضاحتی کتابیات اور علمی و ادبی خدمات، دولت خاتون، جامعہ عثمانیہ
- جریدہ کی ادبی خدمات مع اشاریہ، جاوید خان آفریدی، ۱۹۹۹ء، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔
- رسالہ نیا دور کی ادبی خدمات مع توضیحی اشاریہ، غفور احمد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔ (۳۹)
- اخبار اردو اسلام آباد (جزوی)، قومی زبان کراچی (جزوی)، بیاض لاہور، روشنی فیصل آباد کے اشاریے اور توضیحی اشاریے بھی بنائے جا چکے ہیں۔
- اشاریہ ماہنامہ ساحل، لندن ۲۰۰۶ء تا ۲۰۱۷ء، اختر عباس، مقالہ ایم فل، قرطبہ یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان۔ ۲۰۱۸ء

درج بالا رسائل و جرائد کے اشاریوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُردو میں رسائل کے حوالے سے اشاریہ سازی کی روایت مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار ہو رہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت کا کوئی تحقیقی ادارہ یا اردو کے حوالے سے کوئی ترقیاتی ادارہ رسائل و جرائد کے ترتیب دیے گئے اشاریوں کو نہ صرف یہ کہ کتابی شکل میں شائع کرنے کا اہتمام کرے بلکہ انٹرنیٹ پر بھی ان رسائل کے مطالعے و مشاہدے کی سہولت فراہم کی جائے۔

رسائل و جرائد کے اشاریوں کے حوالے سے باقاعدہ ایک ویب سائٹ قائم کی جائے جہاں اس قسم کے تمام اشاریے دستیاب ہوں، چاہے وہ اردو رسائل کے ہوں چاہے دوسری زبانوں کے رسائل کے۔

ساتھ ہی ان تمام رسائل کی سی ڈی تیار کر لی جائے تا کہ محققین اور قارئین اپنی مرضی اور موضوع کے مطابق ان سے استفادہ کر سکیں۔

## حوالہ جات


۱۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، اردو کی ادبی تاریخ کا خاکہ، کراچی، اُردو اکیڈمی سندھ، ص ۱۲۶

۲۔ مسکین علی حجازی، ڈاکٹر، پاکستان و ہند میں مسلم صحافت کی مختصر ترین تاریخ، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء، ص ۱۷۔

۳۔ انور سدید، ڈاکٹر، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ، اسلام آباد، اکادمی ادبیات، ۱۹۹۲ء، ص ۲۳۔

۴۔ عبدالقادر قاضی، پروفیسر، حوالہ جاتی اشارے اور اصول، مشمولہ اخبار اردو اسلام آباد، جنوری ۱۹۸۹ء، جلد ۶، شمارہ ۱، ص ۱۲

۵۔ الٰہی بخش اختر اعوان، ڈاکٹر، اشاریہ مشمولہ مضمون اشاریہ مضامین مخزن (ڈاکٹر محمد اشرف کمال) مشمولہ مخزن ۱۰، بریڈفورڈ برطانیہ، ۲۰۱۱ء، ص ۲۰۰

۶۔ فرزانہ خلیل، ڈاکٹر، جامعہ (علی گڑھ) کا تنقیدی اشاریہ ۱۹۲۳ء تا ۱۹۴۷ء، دہلی، تخلیق کار پبلشرز، ۲۰۰۴ء، ص ۱۵

۷۔ جمیل اختر، ڈاکٹر، اردو میں رسائل کی اشاریہ سازی، مشمولہ اخبار اردو، دسمبر ۱۹۹۸ء، ص ۱۹

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً، ص ۱۸

۱۰۔ محمد شاہد حنیف، عرض مرتب، مشمولہ صحیفہ پچاس سالہ اشاریہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۸ء، ص ۵۹

۱۱۔ ادارہ (مجلس ترقی ادب)، جمع متکلم، مشمولہ صحیفہ پچاس سالہ اشاریہ، ص ۷

۱۲۔ جمیل اختر، ڈاکٹر، اردو میں رسائل کی اشاریہ سازی، ص ۱۹

۱۳۔ فرزانہ خلیل، ڈاکٹر، جامعہ (علی گڑھ) کا تنقیدی اشاریہ ۱۹۲۳ء تا ۱۹۴۷ء، ص ۱۵، ۱۶

۱۴۔ سلطان محمود رانا، فن تحقیق مبادیات اصول اور تقاضے، لاہور، بک ٹاک، ۲۰۰۹ء، ص ۲۶

۱۵۔ عطش درانی، ڈاکٹر، جدید رسمیات تحقیق، لاہور، اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۵ء، ص ۴۳۵

۱۶۔ پیش لفظ، نوائے وقت، ص الف

۱۷۔ دیباچہ از سرفراز حسین مرزا مشمولہ اشاریہ نوائے وقت، ص الف

۱۸۔ مقدمہ از ابوسلمان شاہجہان پوری، مشمولہ اشاریہ نعت رنگ شمارہ ۱ تا ۲۰، مرتبہ محمد سہیل شفیق، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۰۹ء، ص ۱۱

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۱، ۱۲

۲۱۔ ادارہ (مجلس ترقی ادب)، جمع متکلم، مشمولہ صحیفہ پچاس سالہ اشاریہ، ص ۸

۲۲۔ مقدمہ از ابوسلمان شاہجہان پوری، مشمولہ اشاریہ نعت رنگ، ص ۱۳، ۱۴

۲۳۔ جمیل احمد رضوی، سید، تعارف اشاریہ نقوش، مشمولہ نقوش لاہور، محمد طفیل نمبر جلد دوم، شمارہ ۱۳۵، جولائی ۱۹۸۷ء، ص ۴۰۴

۲۴۔ امتیاز ندیم، ڈاکٹر، ماہنامہ مخزن: اشاریہ اور ادبی خدمات، مشمولہ دوماہی گلبن، لکھنؤ، جنوری تا اپریل ۲۰۰۸ء، ص ۱۲۰

۲۵۔ مقدمہ از نگار سجاد ظہیر مشمولہ نوے سالہ اشاریہ اعظم گڑھ جولائی ۱۹۱۶ء تا ۲۰۰۵ء مرتبہ محمد سہیل شفیق، کراچی، قرطاس، ۲۰۰۶ء، ص ۱۷

۲۶۔ مقدمہ از شمیم جہاں، مشمولہ اشاریہ غالب، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۹۸ء، ص ۱۴

۲۷۔ ایضاً

۲۸۔ فرزانہ خلیل ڈاکٹر، رسالہ جامعہ کا تنقیدی اشاریہ، ص ۱۵

۲۹۔ محمد اشرف کمال ڈاکٹر، اردو ادب کے عصری رجحانات کے فروغ میں مجلّہ افکار کراچی کا کردار، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۰۸ء

۳۰۔ محمد اشرف کمال ڈاکٹر، اشاریہ اخبار اردو، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۰ء

۳۱۔ خواجہ رضی حیدر، مشمولہ اشاریہ جہان حمد، مرتبہ ڈاکٹر سہیل شفیق، جہان حمد پبلیکیشنز، کراچی، ۲۰۱۳ء، فلیپ

۳۲۔ احمد سعید (مرتب)، روزنامہ پیسہ اخبار اور تحریک آزادی۔ توضیحی اشاریہ ۱۹۰۷ء تا ۱۹۴۷ء، لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۲۰۰۳ء، ص ا

۳۳۔ محمد احمد سبزواری: مبصر، مشمولہ قومی زبان کراچی، اکتوبر ۲۰۱۳ء، ص ۴۷

۳۴۔ جمیل اختر ڈاکٹر، اردو میں رسائل کی اشاریہ سازی، ص ۲۰

۳۵۔ ایضاً

۳۶۔ نوائے وقت کے اشاریے، پیش لفظ از سرفراز حسین مرزا، ص د

۳۷۔ ایضاً پیش لفظ از سرفراز حسین مرزا، ص الف

۳۸۔ ایضاً، ص ب

۳۹۔ رفیع الدین ہاشمی، جامعات میں اردو تحقیق، اسلام آباد، ہائر ایجوکیشن کمیشن، ۲۰۰۸ء، ص ۲۹۔۳۱

# تحقیق اور اشاریے کا تعلق

تحقیق کی مختلف تعریفوں سے پتہ چلتا ہے کہ تحقیق، تنظیم و ترتیب، ربط، لائحہ عمل، مطالعے کے ایک خاص طریقے کو کہتے ہیں۔ اس میں ناواقفیت سے واقفیت کی طرف سفر طے کیا جاتا ہے۔ اس میں مسائل کے تعین اور مفاہیم ومعانی تک رسائی کے لیے طریق کار کا تعین عمل میں لایا جاتا ہے۔ حقائق تک پہنچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور تمام تر تحقیقی مراحل میں سائنسی طریقے کو اپنایا جاتا ہے۔ تحقیق کا عمل سائنس کا عمل میں ہوتا ہے جس میں ابہام اور غیر مستند نتائج سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ غور سے اور گرد ہٹا کر سے چیزوں کو دیکھنے اور پرکھنے کا نام تحقیق ہے۔

تحقیق کا تعلق ماضی سے ہے۔ مختلف چیزوں کو کھوجنا ان کی اصل کے بارے میں دریافت کرنا اور نئے نئے انکشافات تحقیق کی عملداری میں آتے ہیں۔

بقول ڈاکٹر جمیل جالبی:

"حقیقت اور سچائی کی تلاش تحقیق کا کام ہے۔" (۱)

تحقیق مختلف مفروضات کی مدد سے مسائل کو سمجھنے اور ان کا حل پیش کرنے کا نام ہے۔ تحقیق کسی بھی مسئلے کے اندر تک جا کر اس کو کھوجنا اور اس میں سے حقائق وانکشافات اخذ کرنے کا ایک سائنسی طریقہ ہے۔ تحقیق کے حوالے سے عبدالحمید خان عباسی لکھتے ہیں:

"اصطلاح میں تحقیق کے معنی ہیں کسی تعلیمی مسئلہ (موضوع) کے بارے میں ایسے اسلوب سے کھوج لگانا کہ اس کی اصلی شکل خواہ معلوم ہو یا غیر معلوم، اس طرح نمایاں ہو جائے کہ کسی قسم کا ابہام نہ رہے۔" (۲)

اس تلاش میں اشاریہ ایک زینے کا کام دیتا ہے۔ جس کی مدد سے ہم اپنی منزل تک بآسانی

پہنچ سکتے ہیں۔

تحقیق اور اشاریہ کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ تحقیق اشاریہ سازی میں شروع سے لے کر آخر تک اشاریہ ساز کی معاونت کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اشاریہ بنانے کے لیے موضوعات کا انتخاب مواد کی تلاش وترتیب ان تمام کاموں میں تحقیق کے بغیر اشاریہ سازی ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح تحقیق کے میدان میں بھی اشاریہ ممدومعاون ثابت ہوتا ہے۔

ایک محقق کو اپنے تحقیقی کام میں اشاریے کے بغیر آگے بڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ کسی بھی موضوع پر تحقیق اور مواد کی تلاش میں اشاریہ بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ ہم جس موضوع کے حوالے سے تحقیق کر رہے ہیں اگر اس موضوع کے متعلق کسی قسم کا اشاریہ دستیاب ہو جائے تو مواد کی تلاش اور فراہمی میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔

اشاریہ خالصتاً تحقیقی نوعیت کا حامل ہوتا ہے۔ مطالعے کے حوالے سے یہ ہمیشہ معلومات افزا اور مفید ثابت ہوتا ہے۔ اس کی افادیت اس حوالے سے بھی مقدم ہے کہ یہ آج کے دور میں جب کہ وقت ہی سب کچھ ہے اور انسان کے پاس اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے وقت کی کمی ہے، کم وقت میں زیادہ معلومات فراہم کرنے کا وسیلہ بنتا ہے۔

اشاریہ نہ صرف عام قاری بلکہ ایک محقق کے لیے بھی مفید ہوتا ہے۔ یہ کسی بھی قسم اور نوعیت کے مطالعے کے لیے مواد کی تلاش اور دستیابی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ اشاریہ کے حوالے سے عبدالحمید خان عباسی لکھتے ہیں:

> ''موجودہ دور میں اشاریہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور یہ ہے بھی حقیقت میں نہایت مفید اور کام کی چیز۔ اس سے عام قاری کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اور تحقیق کرنے والے کو بھی، خصوصاً نئے محقق کو۔'' (۳)

جب کوئی ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھنے لگے تو سب سے پہلے احسن یہ ہوتا ہے کہ اُس حوالے سے مواد کا اشاریہ بنالیا جائے۔ اگر کسی افسانہ نگار پر کام ہے تو اس کے افسانوں

کا اشاریہ، کسی شاعر کے حوالے سے کام ہے تو اس کی نظموں، غزلوں اور دیگر اصناف کا اشاریہ، اسی طرح کسی رسالے کے حوالے سے تحقیقی کام کیا جارہا ہے تو اس رسالے کے مواد کا موضوعات کے حوالے سے اشاریہ تحقیقی مقالے کی تکمیل میں معاون ومد ثابت ہوگا۔ مقالہ مکمل کیے جانے کے بعد یہ اشاریے ضمیمے کے طور پر مقالہ کا حصہ بن جائیں گے۔

بقول ڈاکٹر گیان چند: تحقیقی کتاب کے آخر میں اشاریہ ضروری ہے۔" (۴)

اگر کتاب کے آخر میں اشاریہ نہیں ہوگا تو اس کتاب کے قاری کے لیے اس کتاب کے تمام مشمولات اور اس میں جن اشخاص، مقامات، یا جن اصطلاحات کا ذکر کیا گیا ہے ان سے آگاہی پوری کتاب پڑھے بغیر ممکن نہیں ہوگی۔ اسی لیے بعض محقق اشاریے کو تحقیقی مقالے یا کسی کتاب کا لازمی جزو قرار دیتے ہیں۔ بقول مصباح رضوی:

> "اشاریہ ایک طرح سے تحقیقی مقالے کا آخری باب ہوتا ہے کہ جس کی موجودگی میں تحقیقی کتاب یا مقالے کی اہمیت اور افادیت بڑھ جاتی ہے جبکہ اشاریہ نہ ہونے کی صورت میں مقالہ نامکمل سا رہتا ہے۔" (۵)

اشاریہ سازی ایک خالصتاً تحقیقی کام ہے۔ تحقیق کی طرح اشاریہ میں بھی حقائق اور سچائی کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ ماضی کی گرد میں اٹی ہوئی اور چھپی ہوئی چیزوں کو سامنے لانے کے لیے ان کا اشاریہ مرتب کیا جاتا ہے۔ اشاریہ تحقیقی کاموں اور مطالعہ میں معاونت کا کام بھی سرانجام دیتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اشاریہ سازی تحقیق کے لیے دستیاب مواد کی تلاش میں رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اشاریہ سازی تحقیق کے لیے دستیاب مواد کی تلاش میں رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ ایک محقق اشاریے کی مدد سے کم سے کم وقت میں اپنے مطلوبہ مواد تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے یا اسے یہ ضرور معلوم ہوجاتا ہے کہ مطلوبہ کتاب یا رسالے میں اس کے موضوع تحقیق سے متعلق کچھ مواد ہے یا نہیں۔ اشاریہ معلوماتی اور مطالعاتی رہنمائی کے طور پر ایک محقق کی انگلی پکڑ کر اس کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ فراہمی مواد کے

حوالے سے اسے درست سمت میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

"موجودہ دور میں اشاریہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے، اور یہ ہے بھی حقیقتاً نہایت مفید اور کام کی چیز۔ اس سے قاری کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اور تحقیق کرنے والے کو بھی، خصوصاً نئے محقق کو۔ اس کے ذریعہ اس کی رہنمائی بھی ہوتی ہے اور وقت بھی بچتا ہے۔ اس لیے اشاریہ محنت اور دلچسپی سے تیار کرنا چاہیے اور جتنے اہم موضوع کتاب میں ہوں سب کا اشاریہ بنانا چاہیے۔"(٦)

تحقیق کی طرح اشاریہ ایک متحرک فن اور علم ہے اور یہ ایک معلومات کا خزانہ لیے ہوتا ہے۔ جس طرح تحقیق انسانی زندگی کے ماضی سے تعلق رکھتی ہے اسی طرح اشاریہ بھی گزرے ہوئے کل تک ہونے والے کام کا خزینہ دار ہوتا ہے۔ جب تک تحقیقی سرگرمیاں جاری رہیں گی اشاریہ سازی کا عمل بھی جاری رہے گا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تحقیق میں اشاریہ سازی کی اہمیت دوچند ہوئی ہے۔ تحقیق کی بدولت ہم بے شمار حقائق اور انکشافات سے روشناس ہوتے ہیں۔ تحقیق نے کائنات اور انسان کے حوالے سے بے شمار سوالات کا جواب دیا ہے۔ اور مخفی اسرار سے پردہ اٹھایا ہے۔ تحقیق روز افزوں علم و آگہی کے چراغ روشن کرنے میں لگی ہوئی ہے اور اشاریہ اس عمل میں ایک مؤثر معاون کی طرح شریک کار نظر آتا ہے۔

تحقیقی مقالات میں کتابیات کے بعد اشاریہ دیا جاتا ہے۔ اشاریہ تحقیقی مقالے کے لازمی جزو تو نہیں لیکن مقالے کو زیادہ تحقیقی، معلومات افزا اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لیے کارآمد بنانے کے لیے اشاریے کا ہونا ایک اچھا امر ہے۔ اشاریہ کسی بھی مقالے کے متن کی کلید کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک سائنسی انداز میں مقالے میں موجود چیزوں، حقائق اور معلومات تک رسائل فراہم کرتا ہے۔

ہمارے یہاں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو تحقیق کو کم درجے کی چیز سمجھتے ہیں اور رونا تو اس

بات کا ہے کہ سائنس سے تعلق رکھنے والے محققین اردو تحقیق کے معیار سے مطمئن نہیں ہوتے اور وہ اُردو میں پیش کی جانے والی تحقیق کو بھی سائنس کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ایسا کرتے ہوئے وہ بھول جاتے ہیں کہ لٹریچر اور سائنس کے اپنے اپنے میدان ہیں اور اپنے اپنے قواعد وضوابط اور طریق تحقیق۔

تحقیق کے ضمن میں جب اشاریہ سازی کی بات کی جاتی ہے تو دوسرے لوگوں کی طرح بہت سے اردو محققین بھی اسے کم درجے کی تحقیق گردانتے ہیں۔نہ صرف سائنس بلکہ اردو تحقیق کے تعلق رکھنے والے کئی لوگ اردو اشاریہ سازی کے کام کا مذاق اڑاتے ہیں ان کے خیال میں یہ کام تحقیقی نوعیت اور معیار کا نہیں ہے۔مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بہت سی ایسی تحریریں جو تاریخ کے اوراق میں دفن ہو چکی تھیں وہ اشاریہ سازی ہی کے بدولت سامنے آئی ہیں۔

کسی بھی موضوع پر کام کرتے ہوئے اس موضوع کے حوالے سے ترتیب دیے گئے اشاریے سے بے تعلقی اور بے خبری کی وجہ سے ہماری تحقیق نامکمل اور ادھوری رہنے کا احتمال رہے گا۔اشاریہ ہمارے موضوع تحقیق سے متعلق اب تک کیے گئے تمام کام کا احاطہ کرتا ہے اور اس حوالے سے قارئین و محققین کو مکمل خبر اور معلومات بہم پہنچاتا ہے۔

تحقیق کی طرح اشاریہ بھی صرف اپنے دور کی ضرورت کو ہی پوری نہیں کرتا بلکہ یہ آنے والے زمانوں اور آنے والی نسلوں کو بھی تحقیقی خزانے کی کنجیاں پیش کرتا ہے۔اس طرح اشاریہ ایک صدقہ جاریہ کا کام دیتا ہے۔اشاریہ ایک رہنما اور معلومات افزا دستاویز کی شکل میں محققین اور قارئین کے مطالعے کو مہمیز کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اشاریہ کے لیے ضروری ہے کہ ہمیشہ اصل ماخذ سے رجوع کیا جائے۔خاص کر رسائل اور اخبارات کے مشمولات کا اشاریہ بناتے وقت صرف فہرست کو مدنظر رکھنے کے بجائے دونوں یعنی فہرست اور مضمون کے اصل متن اور اس پر عنوان کو سامنے رکھا جائے۔اس سے غلطی کی گنجائش کم سے کم ہو جائے گی۔

اشاریہ تحقیق کو درست سمت اور صحیح رہنمائی فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ زیرِ تحقیق موضوع پر کس حد تک کام کی گنجائش موجود ہے اور کن کن زاویوں سے کام ہو چکا ہے۔متعلقہ موضوع کے حوالے سے بنائے گئے اشاریے محقق کو تکرار سے بچانے کا کام سرانجام دیتے ہیں اور اس کی درست سمت میں رہنمائی بھی کرتے ہیں کہ محقق کو اپنی تحقیق کن خطوط پر کرنی چاہیے۔وہ کون کون سے موضوعات ہیں جن کو محقق نے اپنی تحقیق کا حصہ بنانا ہے۔ڈاکٹر فرزانہ خلیل لکھتی ہیں:

> ''اشاریہ کسی بھی موضوع، مضمون یا تخلیق کے وسیع ذخائر کا اشاریہ ہوتا ہے اسی طرح زبان وادب سے متعلق اشاریہ کے ذریعہ یہ اندازہ لگانا آسان ہو جاتا ہے کہ کسی زبان کے ادبی سرمایہ کی نوعیت کیا ہے۔دنیا کی تمام ترقی یافتہ زبانوں میں اشاریہ سازی کی روایت رہی ہے تاکہ تحقیق کار کم وقت میں اس سے مطلوبہ معلومات حاصل کر سکیں۔''(۷)

اشاریہ غلط فہمیوں، بے بنیاد نتائج من گھڑت اور بے سروپا مواد سے نجات دلانے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔اشاریوں کی مدد سے محققین فوری طور پر اپنے مطلب اور موضوع سے متعلقہ کتب اور مواد تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ نہ صرف زائد محنت (بعض اوقات بے کار محنت) سے بچ جاتے ہیں بلکہ اس کوفت سے بھی محفوظ رہتے ہیں جو انھیں پرانی کتابوں اور رسالوں کے کھنگالنے سے ہوتی تھی۔اشاریہ سازی تحقیق میں نامعلوم سے معلوم کی طرف سفر کو ممکن اور آسان بناتی ہے۔اشاریے کی مدد سے ہمیں اپنے موضوع سے مطابقت رکھنے والا اتنا مواد حاصل ہو سکتا ہے جو کہ ہماری تحقیقی ضروریات کو پورا کر سکے۔

تحقیق کے مدارج میں ایک اہم درجہ اشاریہ سازی کا ہے۔محقق کو جاننا چاہیے کہ اسے کن چیزوں کا اشاریہ بنانا چاہیے، کس طرح کا اشاریہ بنانا چاہیے، کن چیزوں کا اشاریہ بنانا چاہیے۔کسی تحقیقی مقالے میں اشاریہ بھی اپنی جگہ اتنی ہی اہمیت کا حامل ہوتا ہے جتنا کہ حوالہ جات، حواشی،

کتابیات یا دوسرے تحقیقی مدارج۔ اشاریہ بھی ڈاکٹر جمیل جالبی محقق کے مختلف بنیادی کاموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''تیسرا کام یہ ہے کہ وہ علم کی ان شاخوں کو اپنی صلاحیت اور علم سے سیراب کرے جنھیں جدید اصطلاحوں میں کتابیات (Bibliography)، تاریخ وار سلسلۂ واقعات یعنی تقویم (Chronology)، ابجدی اشاریہ (Concordance) اور لفظ شماری کہا جاتا ہے۔''(۸)

اشاریہ معلوم حقائق کی تلاش میں محققین کی رہنمائی کرتا ہے۔

اشاریہ بناتے وقت ماہر اشاریہ سازوں کے ترتیب دیے ہوئے مختلف قسم کے اشاریے سامنے رکھے جائیں۔ ایک اچھے اشاریہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے سے بنائے گئے اشاریوں میں رہ جانے والی اغلاط اور خامیوں پر نظر رکھے اور ان اغلاط کو اپنے اشاریے میں نہ آنے دیں۔

تلاش تحقیق میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے اور اشاریہ کا تعلق ہی تلاش سے ہے۔ قاری یا محقق کو جب بھی کسی مضمون یا کتاب کی ضرورت ہوگی تو سب سے پہلے یہ معلومات لیتا ہے کہ اس کے مطلوبہ مواد کے بارے میں درست معلومات کے لیے کوئی اشاریہ مرتب ہوا ہے یا نہیں۔ اپنے مواد سے مطابق اشاریہ ملنے کے بعد پھر مطلوبہ چیز کی تلاش شروع ہوتی ہے۔ اشاریہ اگر صحیح سمت میں بنا ہوا ہو تو قاری یا محقق کو اپنی تلاش میں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

اشاریہ ساز کا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ اشاریہ کی ترتیب وتدوین اس انداز میں کرے کہ تلاش کرنے والا فوری اپنے مطلب کے مواد تک پہنچ جائے اور یہ کسی اشاریہ ساز کی ماہرانہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ بہت کم وقت میں محقق اور قاری کو اس کے مطلوبہ مقام تک پہنچا دے۔

تحقیق میں حوالہ جاتی کتب اور رسائل کی بنیادی اہمیت ہوتی ہے۔ اردو میں حوالہ جاتی کتابوں کی بہت کمی ہے۔ آج جب کہ علوم وفنون کا دائرہ بہت بڑی حد تک وسعت اختیار کر گیا ہے

اردو زبان میں حوالے کی کتابوں کی کمی کو شدت کے ساتھ محسوس کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر ایک محقق یا طالب علم جو اپنے مقصد یا کیریئر کے لیے تگ و دو کر رہا ہوتا ہے جب اسے اپنے مواد سے متعلق حوالے کی کتابیں دستیاب نہ ہوں اور کتابوں کے جنگل میں بھٹک کر بھی اسے اپنے موضوع سے متعلق کتابوں کا سراغ نہ ملے تو وہ یا تو اپنے موضوع کو بدلنے کے بارے میں غور و فکر کرے گا یا کام کو تشنہ اور ادھورا ہی چھوڑ دے گا۔

تحقیق اور اشاریہ سازی کی جہاں تک باہمی ربط و ضبط اور اشتراکات کی بات ہے اشاریے کے بغیر تحقیق ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اسی طرح اشاریہ سازی کے تمام مراحل تحقیقی اور سائنسی تکنیکی عمل لیے ہوتے ہیں جس میں نتائج مبالغہ آرائی کے بجائے حقائق اور سچائی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اشاریہ تحقیق کی طرح ایک ثمر آور کام ہے۔ جس کے ثمرات آنے والے زمانوں تک کو محیط ہوتے ہیں۔ اشاریہ ایک تحقیقی دستاویز ہوتا ہے جس میں ماضی کے ادبی خزانوں کی کنجیاں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ پہلے اشاریہ کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی تھی مگر اب علوم و فنون میں وسعت اور جدید طباعتی سہولتوں کی وجہ سے کتب و رسائل کی بڑھتی ہوئی تعداد اس بات کی متقاضی ہے کہ تمام حوالہ جاتی اور اہم کتب کے مشمولات کا اشاریہ تیار کر لیا جائے تاکہ تحقیق و تدریس کے مختلف مراحل کو طے کرنے میں آسانی پیدا ہو جائے۔

تحقیق نئی معلومات جمع کرنے یا موجودہ معلومات کو خاص اور نئے مقصد کے لیے استعمال کرنے کی ایک شعوری کوشش ہے۔(۹) تحقیق علمی، تعلیمی، تدریسی اور ادبی مسائل سائنسی انداز میں حل کرنے کی کوشش کا نام ہے۔ تحقیق میں ذاتیات، تعصبات، نظریات اور مبالغے سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ تحقیق کے بغیر کسی بھی میدان میں ترقی کا سوچنا محال ہے۔ موجودہ دور میں کمپیوٹر، سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی تحقیق میں ترقی کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئی۔ بقول ڈاکٹر اسلم ادیب:

"ہر تحقیق میں ایک منطقی اور سائنسی طریقہ تحقیق ہونا ضروری ہے لیکن ہر تحقیق اپنے لیے ایک الگ طریقہ تحقیق مانگتی ہے جو سائنسی طریقہ تحقیق کی

حدود میں رہتا ہے لیکن قدرے مختلف بھی ہوتا ہے۔"(۱۰)

اسی طرح اشاریہ بھی معلومات کی جمع آوری ہے جو ایک خاص مقصد اور اپنا مخصوص دائرۂ کار رکھتی ہے۔

اشاریہ قارئین اور محققین کو حوالہ جاتی فہرست فراہم کرتا ہے۔مطالعہ اور تحقیق کے لیے مطلوبہ مواد تک رسائی بہم پہنچاتا ہے اشاریہ مطلوبہ مواد تک رہنمائی فراہم کر کے مطالعہ اور تحقیق کے ذوق وشوق کو بڑھانے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے جب محقق کو یہ بات معلوم ہو کہ اس کے مطلوبہ موضوع تک مختلف اشاریوں کی مدد سے رسائی حاصل ہوسکتی ہے تو وہ ضرور اشاریوں سے استفادہ کرے گا۔

تحقیقی منصوبے کی طرح اشاریہ بنانے کے لیے بھی منصوبہ بندی کرنا پڑتی ہے پہلے تحقیقی خاکے کی طرح اشاریے کا خاکہ تیار کرنا۔اس کے دائرہ کار اور طریقہ کار کا انتخاب کرنا اور پھر خاکے کے مطابق طے کیے گئے طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے مرحلہ وار کام کرنا ہوتا ہے۔اشاریے کا خاکہ بھی تحقیقی منصوبے کی طرح ایک قسم کا تحقیقی نقشہ ہوتا ہے جتنا اس پر ایک ترتیب وانضباط سے کام کیا جائے گا اتنا ہی یہ بہتر اور معیاری ہوگا۔

ماہرین تحقیق نے دو اصطلاحات Limitation اور Delimitation استعمال کی ہیں۔Limitation سے مراد وہ مجبوریاں ہیں جو محقق کو موضوع کو محدود کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔یعنی بعض دفعہ وقت کی کمی کی وجہ سے محقق صحیح نمونہ منتخب نہیں کرسکتا یا مالی مجبوریوں کی وجہ سے تحقیق کا دامن وسیع نہیں ہونے دیتا اور اسی طرح وہ مسائل جو محقق کو مجبور کردیتے ہیں کہ وہ مسئلے کا انتخاب اپنے وسائل کی حدود میں رہ کر کرے۔اس کے برعکس Delimitation سے مراد وہ حدود وقیود ہیں جو محقق اپنے موضوع یا مسئلے کے لیے خود متعین کرتا ہے۔محقق یہ حد بندی تحقیق کی گہرائی۔سمت کا تعین۔قطعی اور تھوڑے مگر ٹھوس نتائج حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے۔(۱۱)اسی طرح اشاریہ نگار بھی اپنے موضوع کا انتخاب کرتے ہوئے اپنے وسائل کو سامنے رکھ کر ایک جامع

اور مختصر اشاریہ بنانے کی کوشش میں اپنے کام کی تحدید کرتا ہے۔ وہ اپنی صلاحیتوں اور وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے جمع شدہ مواد کے عنوانات اور موضوعات کو ترتیب دے کر اشاریہ سازی کا کام مرحلہ وار مکمل کرتا چلا جاتا ہے۔ اگر وہ اس کام کی تحدید نہ کرے یا اپنے جمع شدہ مواد کو ترتیب وتہذیب اور تزئین کے لیے کسی ایک سمت، کلیے اور ضابطے کی پابندی نہ کرے تو اس سے اس کا کام اور کام کی رفتار اور معیار متاثر ہونے کا اندشہ موجود رہے گا۔

ایک محقق کی طرح جو کہ اپنی تحقیق کے لیے ایک شیڈول اور وقت کا تعین کرتا ہے اشاریہ ساز کو بھی اپنے اشاریے کی تکمیل کے لیے شیڈول ترتیب دینا ہوتا ہے۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ وہ بروقت اپنا کام مکمل کر لیتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اسے اپنے کام کی رفتار کے بارے میں معلوم ہوتا رہتا ہے اور وہ اس شیدول پر عمل کرتے ہوئے اپنے کام کو کئی مراحل میں تقسیم کر سکتا ہے۔ اشاریہ ساز شیڈول کے اندر رہتے ہوئے وقت، رفتار صلاحیتوں، اور کام کو اپنی سہولت کے مطابق فائدہ مند بنا سکتا ہے۔ بہر حال اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اشاریہ کو زیادہ طویل نہ بنایا جائے۔ بلکہ اشاریہ کی ضخامت اور طوالت قاری اور محقق کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک حد کے اندر رکھی جائے جو کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ مند ہو۔

## حوالہ جات


۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، ادبی تحقیق، لاہور مجلس ترقی ادب، ص ۱۱

۲۔ عبدالحمید خان عباسی (مرتب)، اصول تحقیق، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۳ء، ص ۷٦

۳۔ ایضاً ص ۲۱۴

۴۔ گیان چند ڈاکٹر، مشمولہ تحقیق شناسی، رفاقت علی شاہد، القمر انٹرپرائزز، لاہور ۲۰۰۳ء، ص ۱۸۱
۵۔ مصباح رضوی، اردو تحقیقی کتب میں اشاریہ سازی، مشمولہ مخزن لاہور، شمارہ ۷، قائد اعظم لائبریری لاہور، ص ۹۳
۶۔ عبدالرزاق قریشی: مبادیات تحقیق لاہور، خان بک کمپنی، س ن، ص ۷۱
۷۔ فرزانہ خلیل ڈاکٹر، رسالہ جامعہ کا تنقیدی اشاریہ۔ ۱۹۲۳ء تا ۱۹۴۷ء، دہلی، تخلیق کار پبلشرز، س ن، ص ۱۰۹
۸۔ جمیل جالبی ڈاکٹر، ادبی تحقیق، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۴ء، ص ۱۸
۹۔ اسلم ادیب ڈاکٹر، تحقیق کی بنیادیں، لاہور، بیکن بکس، بار دوم ۲۰۰۴ء، ص ۲۵
۱۰۔ ایضاً ص ۴۹
۱۱۔ ایضاً ص ۸۲

# اشاریے

اشاریے اور تلخیصات کے حوالے سے چند اہم امریکی اور انگریزی اشاریے یہ ہیں:

## ا۔ ریڈرز گائیڈ ٹو پیریاڈیکل لٹریچر:

(Readers' Guid to Periodical Literatur)

یہ نیویارک سے شائع ہوتا ہے۔

یہ اشاریہ تین صورتوں میں ہے۔ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۶۵ء تک شائع ہونے والی تحریروں کو دو دو سال کا مواد لے کر ایک جلد میں شائع کیا گیا ہے۔ اس عرصہ سے پہلے شائع ہونے والے مواد کو تین اور پانچ سال کے عرصہ میں شائع ہونے والے مواد کے ساتھ ایک جلد میں اکٹھا گیا ہے۔ دوسری صورت میں سالانہ یکجا جلدیں ہیں جنھیں ۲۵ جلد (مارچ ۱۹۵۶ء۔ فروری ۱۹۶۶ء) سے شروع کیا گیا۔ تیسری صورت میں دو ماہی شمارے، مارچ اکتوبر دسمبر میں اور ماہانہ شمارے جنوری فروری اپریل جون جولائی اگست ستمبر اور نومبر میں شائع ہوتے ہیں۔

یہ پہلی بار ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ابتدا میں یہ ایک چھوٹی سی لائبریری کے لیے انڈکس کا کام کرتا تھا اور اس کے ہر شمارے میں پندرہ رسائل کا انڈکس ہوتا تھا۔ پھر اس کا مجموعی اشاریہ شائع کیا گیا جس میں ۱۸۹۶ء سے ۱۹۰۳ء تک کا اشاریہ شامل تھا۔

اس میں سائنس اور آرٹس سبھی موضوعات پر اہم اشاریاتی امتزاج ملتا ہے۔ آج کل اس میں ۱۷۴ رسائل کا اشاریہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ قارئین کو ضرورت کو پورا کرتا ہے اس سے رسائل وجرائد کے انتخاب میں بھی ملتی ہے۔[1] اس میں لغاتی کیٹلاگ کی ترتیب سے مقالات کا اشاریہ دیا جاتا ہے۔ موضوعی عنوانات کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ اس سے رسائل اور اس کے مواد کے انتخاب میں

مدد ملتی ہے۔

۲۔ انڈکس اسلامکس:(Index Islamicus) ۱۹۶۰ء۔۱۹۵۵ء

اس اشاریہ کو جے ڈی پیرسن ( J.D Pearson ) نے مرتب کیا، جولیا ایف آسٹن نے ان کی معاونت کی۔ یہ یونیورسٹی آف لندن سکول آف اورینٹل اینڈ افریکن سٹڈیز لائبریری سے شائع ہوا۔ اس کی مقبولیت کی وجہ سے لندن سے Mansell نے اسے دوبارہ شائع کیا۔ اس میں اسلام اور مسلمانوں سے متعلق مختلف موضوعات پر مختلف رسائل میں شائع ہونے والے مضامین ومقالات کا انڈکس پیش کیا گیا ہے۔ یہ ۱۹۰۶ء سے ۱۹۵۵ء تک اسلام سے متعلق شائع ہونے والے رسائل وجرائد اور دوسری مجموعی اشاعتوں میں شائع ہونے والے مقالات کا اشاریہ ہے۔ جس میں ۲۶۰۰۰ سے زائد مقالات شامل ہیں۔ اندراجات کو درجہ بندی کے حوالے سے مرتب کیا گیا ہے اور پھر مصنف کے نام سے اشاریہ بھی دیا گیا ہے۔ اسے ۱۹۵۸ء میں شائع کیا گیا۔ اس اشاریہ کے بعد پانچ پانچ سالوں کے بعد اس کے سپلیمنٹ شائع ہوئے۔ اس اشاریہ کی ترتیب وتدوین میں ۱۳۰۰ رسائل وجرائد کو کھنگالا جاتا ہے۔ اس میں موضوعات اور مصنفین کے حوالے سے اشاریے بھی شامل کیے جاتے ہیں۔

۳۔ دی کیومولیٹوبک انڈکس:

(The Cumulative book index(C.B.I)

یہ ایچ ڈبلیو ولسن نے مرتب کی جو ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی۔ کتابوں کا یہ اشاریہ پہلے مختلف وقفوں سے شائع ہوتا رہا ہے مگر اب باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ اسے ماہانہ، سہ ماہی ششماہی اور سالانہ بنیادوں پر شائع کیا جاتا ہے۔

Facts on fil: world news digest with index میں تمام دنیا میں ہونے والے مختلف واقعات کے حوالے سے اشاریہ دیا جاتا ہے۔ اسے پانچ سال کے بعد اکٹھا کیا

جاتا ہے۔ مختلف ممالک کے تحت اندراجات پیش کیے جاتے ہیں۔

Keesing's Contemporary Archives میں اہم عالمی واقعات کی ہفتہ وار انڈیکس پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں اندراجات کو دور، جغرافیہ، اور عنوانات کے تحت شامل کیا جاتا ہے۔ موضوع اور نقشہ جات دونوں حوالے سے مواد دیا جاتا ہے۔ ہر شمارے کے آخر میں اشاریہ بھی دیا جاتا ہے۔

Familiar quotation مشہور شخصیات کے اقوال کا انڈیکس ہے جسے Bartlett نے مرتب کیا اور یہ پہلی بار ۱۸۲۵ء میں شائع ہوا۔ اس کا پندرہواں ایڈیشن ۱۲۵ سالہ ایڈیشن تھا۔ برٹ لٹ (Bartlett) ایک ذہین انسان تھا جو اپنی یادداشت اور ذہانت کی وجہ سے مشہور ہوا۔ وہ مختلف عالم و فاضل اشخاص کے اقوال اور تقاریر کو اپنی نوٹ بک پر محفوظ کرتا رہا۔ یہ کتاب سن وار مرتب کی گئی ہے۔

The home book of quotation پچاس ہزار سے زائد موضوعات کا اشاریہ ہے۔ جس میں منتخب اقوال اور ضرب الامثال موجود ہیں۔ اس میں مصنفی اشاریہ بھی دیا گیا ہے جس میں مصنف کی پیدائش اور موت کے متعلق معلومات ہیں۔

''پاکستان پریس انڈیکس'' میں پاکستان میں شائع ہونے والے اخبارات کی خبروں کا ماہانہ انڈیکس بنایا جاتا ہے۔ اس میں مختلف اخبارات کے مضامین کا خلاصہ بھی دیا جاتا ہے۔ یہ ۱۹۶۶ء میں شروع کیا گیا۔ اسے Stevenson, Buston Egbert نے مرتب کیا۔ یہ موضوع کے حوالے سے ترتیب دیا گیا ہے۔

The Oxford dictionary of quotations کا پہلا ایڈیشن ۱۹۴۱ء میں شائع ہوا۔ اس میں ۱۷۵۰۰ اقوال ہیں جو کہ ۲۵۰۰ مصنفین کے ناموں کے تحت حروف تہجی کی ترتیب سے دیا گیا ہے۔ اسے Angela Partington نے مرتب کیا۔

''المعجم المفہرس الالفاظ القرآن الکریم'' عربی زبان میں ایک جامع اور مکمل انڈیکس ہے۔

قرآن پاک کے الفاظ پر مشتمل اشاریہ ہے جسے محمد فواد عبدالباقی نے ۱۹۳۸ء میں ترتیب دیا۔ اس میں قرآن کریم کے ہر لفظ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ پتہ چلتا ہے کون سا لفظ کس سورۃ اور کس آیت میں آیا ہے۔

''المعجم المفہرس الالفاظ الحدیث النبوی'' ۳۳ سال میں سات جلدوں میں مکمل ہوا۔ یہ احادیث میں موجود الفاظ کا اشاریہ ہے۔ پہلی جلد ۱۹۳۶ء، دوسری ۱۹۴۳ء میں، تیسری ۱۹۵۵ء میں، چوتھی ۱۹۶۲ء میں، پانچویں ۱۹۶۳ء میں، چھٹی ۱۹۶۵ء میں اور ساتویں جلد ۱۹۶۹ء میں شائع ہوئی۔ (۲)

یہ اشاریہ الفاظ کے بارے میں مکمل معلومات دیتا ہے کہ کون سا لفظ کس حدیث میں ہے۔

## اقبال کے حوالے سے اشاریے:

اقبال اور اقبالیات کے حوالے سے بہت سا کام ہو چکا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس تمام کام کو جو کہ مختلف صورتوں میں بکھرا پڑا ہے اشاریوں کی صورت میں یکجا کر لیا جائے۔ اس ضرورت کے پیش نظر آج تک بہت سے اشاریے ترتیب دیے جا چکے ہیں۔

قارئینِ اقبال اور محققینِ اقبال کی سہولت کے لیے ضروری ہے کہ اقبال کے اشعار کے حوالے سے کوئی جامع اشاریہ ترتیب دیا جائے تا کہ اقبال کے شائقین اور قارئین کو ان کے اشعار کے حوالے ایک ہی جگہ دستیاب ہو جائیں۔

اس حوالے سے منصور بی اے کا مرتب کردہ اشاریہ ''انڈیکس مجموعی کلام اقبال'' قومی کتب خانہ لاہور کی جانب سے ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا۔ اس اشاریہ میں ۴۰۴ مختلف مسائل کے حوالہ جات ہیں۔ اس اشاریہ میں کوشش کی گئی کہ اگر لفظ ''خودی'' علامہ اقبال کے کلام میں ۲۲۶ مرتبہ استعمال ہوا ہے تو اتنے ہی حوالے درج کر دیے جائیں۔ (۳)

اسی طرح کلیاتِ اقبال (فارسی) کی اشاعت اول فروری ۱۹۷۳ء اور اشاعت ہائے مابعد کے آخر میں ایک اشاریہ دیا گیا ہے جو کہ ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ اشاریہ تین ابواب میں

تقسیم ہے:

(ا) شخصیات

(ب) اماکن

(ج) موضوع

اس اشاریے میں مرتب محمد حنیف شاہد ایم اے نے ۲۵۵ شخصیات، ۱۳۲ اماکن اور ۱۴۷ موضوعات کے حوالے دیے ہیں۔ موضوعات میں مختلف کتابوں کے نام بھی شامل ہیں۔ جن کی تعداد ۳۴ ہے۔

اسی طرح ''کلیاتِ اقبال'' اردو کی اشاعت اول (فروری ۱۹۷۳ء) اور اشاعت ہائے مابعد کے آخر میں بھی ایک اشاریہ دیا گیا ہے جو ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ اشاریہ بھی محمد حنیف شاہد نے مرتب کیا ہے۔ اس اشاریے میں ۱۸۷ شخصیات ۱۱۰، اماکن ، ۱۱۸ موضوعات کے حوالے دیے گئے ہیں۔ موضوعات کے تحت کتابوں کے حوالے بھی موجود ہیں جن کی تعداد ۱۷ ہے۔

اقبال کی نظموں، غزلوں، قرآنی حوالوں، تلمیحات یا مخصوص تراکیب کے حوالے سے کئی اشاریے اور فرہنگ مرتب ہو چکے ہیں۔ اقبالیات کے حوالے سے جن کی بہت اہمیت ہے۔

کلیدِ اقبال ''کلیات اقبال اردو مطبوعہ شیخ غلام اینڈ سنز لاہور کی اشاعت اول فروری ۱۹۷۳ء اور اشاعت ہائے مابعد کا اشاریہ ہے۔

طاہر حمید تنولی کی مرتب کردہ کتاب ''جوئے رواں'' اقبال کی اردو شاعری کا اشاریہ ہے جس کی مدد سے اقبال کے کسی بھی شعر تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔ اس اشاریے کی افادیت مسلم ہے۔ اس قسم کے اشاریوں کی مدد سے فنی اور علمی نوعیت کی تحقیقی ضرورتیں بغیر کسی دقت اور مشقت کے پوری ہو جاتی ہیں۔ اس حوالے سے طاہر حمید تنولی لکھتے ہیں:

''شعری اور نثری تصانیف کے اشاریے اس سلسلے میں کلیدی معاونت فراہم کرتے ہیں۔ اقبال کے اردو اور فارسی کلام کے مختلف اشاریے

مرتب اور شائع ہو چکے ہیں۔تاہم اردو کلام کے شائع ہونے والے اشاریوں میں کسی نہ کسی طرح کے سقم موجود تھے یعنی یا تو وہ اشاریے پورے کلام اقبال کا احاطہ نہیں کرتے یا ان میں اتنے اغلاط اور تسامحات تھے کہ ان پر اعتماد کے ساتھ انحصار نہیں کیا جاسکتا تھا،سو ضروری تھا کہ ان اشاریوں کی اصلاح کی جائے مگر اشاریہ سازی جیسے علمی کام کرنے والوں سے یہ امر مخفی نہ ہوگا کہ کسی اشاریے کے اغلاط و تسامحات کو دور کرنے سے زیادہ آسان نیا اشاریہ مرتب کرنا ہے۔"(۴)

اس اشاریے میں کلیات اقبال (اردو)،شیخ غلام علی اینڈ سنز اور اقبال اکادمی پاکستان کے شائع شدہ نسخوں کے صفحات نمبر درج کیے گئے ہیں۔قدیم کے علاوہ بقیہ اشاعتوں کی ہر کتاب کا صفحہ نمبر دینے کی بجائے کلیات کے مسلسل صفحہ نمبر دیے گئے ہیں تا کہ قاری بآسانی کلیات سے مطلوبہ شعر تلاش کر سکے۔مثلاً

| مصرع | کتاب | قدیم | غ ع | اکادمی |
|---|---|---|---|---|
| اس میں پیری کی کرامت ہے نہ میری کا ہے زور | ضربِ کلیم | ۱۴۵ | ۶۰۵ | ۶۵۵ |
| اس میں کیا شک ہے کہ محکم ہے یہ ابلیسی نظام | ارمغانِ حجاز | ۲۱۵ | ۶۴۸ | ۷۰۲ |
| اس میں مزا نہیں تپش و انتظار کا | بالِ جبریل | ۱۲ | ۳۰۱ | ۳۴۹ |
| اس میں وہ کیف غم نہیں مجھ کو تو خامہ ساز دے | بانگِ درا | ۱۱۸ | ۱۱۳ | ۱۳۹ |

(۵)

صابر کلوروی کے ترتیب دیے گئے "اشاریہ مکاتیب اقبال" میں درج ذیل حوالوں سے اشاریہ بنایا گیا ہے:

فہرست

اشخاص

کتب، رسائل، اخبارات

اقبال کی تصانیف، مضامین

لیکچر، منظومات اور موجودہ تصانیف

ضمیمہ

مشترک خطوط

غلط اور بلا تاریخ خطوط کی صحیح تاریخ

سنہ وار خطوط، تعداد

سنہ وار خطوط، زمانی ترتیب

مکتوب الیہم (۶)

اشاریہ مکاتیب اقبال (مجموعوں کی زمانی ترتیب اور مختصرات)

نمبر شمار، نام مجموعہ، مرتب، سنہ اشاعت، تعداد خطوط، مختصرات (ص ج)

سنہ وار خطوط کا جامع اشاریہ:

کالم

۱۔ تاریخ

۲۔ مہینہ

۳۔ سنہ عیسوی

۴۔ مقام (جس جگہ سے لیا گیا)

۵۔ مکتوب الیہ

۶۔ کس مجموعے کے کس صفحہ پر موجود ہے۔

۷۔ مذکورہ مجموعے کے علاوہ اور کس مجموعے میں شائع ہوا۔

۸۔ انگریزی میں لکھا گیا یا اردو ترجمہ ہے، عکس مجموعے میں موجود ہے یا نہیں۔ اگر موجود

ہے تو اس کے سامنے صرف ''عکس'' لکھ دیا گیا ہے۔

۹۔ حواشی: کیا خط کا عکس اور کسی جگہ بھی شائع ہوا۔

اغلاط سنین اور دیگر تفصیلات

نوٹ کالم ۸ میں ''ع'' کا مخفف اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس خط کا عکس علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے گوشۂ اقبال میں موجود ہے۔ان خطوط کا اصل علامہ اقبال اکیڈمی میں موجود ہے۔(۷)

## اشاریہ مکاتیب اقبال:

(مجموعوں کی زمانی ترتیب اور مختصرات)

یہ اشاریہ مکاتیب اقبال کے درج ذیل مجموعوں پر مشتمل ہے اشاریے میں مکاتیب کے ان مجموعوں کا نام درج کرنے کے بجائے مخصوص علامت استعمال کی گئی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔اس علامت کے بعد کا عدد متعلقہ مجموعے کے صفحہ کو ظاہر کرتا ہے۔

مثلاً: صحیفہ ۱۷۵ کا مطلب یہ ہے کہ زیر نظر حوالہ صحیفہ اقبال نمبر ۷۳ کے صفحہ ۱۷۵ پر موجود ہے ڈار۲۰، Letters & writers Iqbal کے صفحہ ۲۰ کو ظاہر کرتا ہے۔

| نمبر شمار | نام مجموعہ | مرتب | سنہ اشاعت | تعداد خطوط | مختصرات |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | شاد اقبال | ڈاکٹر محی الدین قادری | ۱۹۴۲ | ۴۹ | شاد |
| ۲ | نوادر اقبال وصحیفہ اقبال نمبر ۱۹۷۳ | عبداللہ قریشی | ۱۹۷۳ | ۵۰ | صحیفہ |
| ۳ | خطوط اقبال بنام جناح (اردو) | ترجمہ حمید اللہ ہاشمی | ۱۹۴۳ | ۱۳ | جناح |
| ۴ | اقبالنامہ، جلد اول | شیخ عطاء اللہ | ۱۹۴۴ | ۲۶۱ | عطا اول |
| ۵ | اقبال از عطیہ بیگم (اردو ترجمہ) | عبدالعزیز خالد | ۱۹۴۷ | ۱۰ | عطیہ |
| ۶ | اقبال نامہ جلد دوم | شیخ عطاء اللہ | ۱۹۵۱ | ۱۲۷ | عطا دوم |
| ۷ | مکاتیب اقبال بنام خان محمد نیاز الدین | بزم اقبال | ۱۹۵۴ | ۷۹ | نیاز |

| ۸ | مکاتیب اقبال بنام نذیر نیازی | نذیر نیازی | ۱۹۵۷ | ۱۷۹ | نیازی |
|---|---|---|---|---|---|
| ۹ | انوار اقبال | بشیر احمد ڈار | ۱۹۶۷ | ۱۸۱ | انوار |
| ۱۰ | Letters & writings of Iqbal | بی اے ڈار | ۱۹۶۷ | ۱۹ | ڈار |
| ۱۱ | مکاتیب اقبال بنام گرامی | عبداللہ قریشی | ۱۹۶۹ | ۹۰ | گرامی |
| ۱۲ | خطوط اقبال | رفیع الدین ہاشمی | ۱۹۷۶ | ۱۱۰ | خطوط |
| ۱۳ | Letters of Iqbal | بشیر احمد ڈار | ۱۹۷۸ | ۱۵ | Letters |

دیگر رموز و اختصارات

ا۔ یہ خط انگریزی میں لکھا گیا۔

ت۔ یہ اردو ترجمہ ہے۔

ل۔ لاہور

ہ۔ اس خط کی تاریخ راقم نے متعین کی [اشاریہ ک]

ہہ۔ اس بلا تاریخ خط کی تاریخ مجموعے کے مرتب نے خود دریافت کی [اشاریہ ۱۱]

ف۔ فارسی

ع۔ عکس محفوظ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

اصل محفوظ اقبال اکیڈمی لاہور (۸)

مثلاً

| تاریخ | مہینہ | سال | مقام | مکتوب الیہ | کہاں شائع ہوا | مزید کس مجموعے میں چھپا | انگریزی یا اردو ترجمہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۸ | فروری | ۱۸۹۹ | ل | مولانا احسن مارہروی | عطا اول، ۳ | | |
| ۶ | جون | ۱۹۰۰ | - | رجسٹرار چیف کورٹ ؟ | ڈار، ۳۹ | ۸۲'LETTS | ناکمل ا۔ |

عکس پاکستان ٹائمز ۲۱۔اپریل ۱۹۵۵ء
محمد یونس حسرت کی مرتب کردہ کلید اقبال اقبال کے پیام کو عام کرنے اور اقبال کی تفہیم کے لیے مرتب کی ہے۔اس اشاریے میں مرتب نے مرتب نے اشاریے کو مفید بنانے کے لیے صفحے کے نیچے سطور کا حوالہ بھی درج کیا ہے۔اور بعض مسائل کو پوری طرح ذہن نشین کرانے کے لیے ان کے مترادفات اور متضاد مضامین کو بھی ان کے تحت لکھ دیا ہے اس طرح یہ اشاریہ تقابلی حوالے کی چیز بن گیا ہے۔ (۹)

مصرع وار اشاریہ کلام اقبال، یاسمین رفیق، اقبال اکادمی پاکستان ۲۰۰۲ء

تنقید اقبال کے اہم تصورات کا توضیحی اشاریہ، اردو کتب، شگفتہ ناز ۱۹۸۴ء

[ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ کتابیات از ڈاکٹر عبد عزیز ساحر، ص ۲۵]

کلام اقبال کے تراجم کا توضیحی اشاریہ، شازیہ ظہیر خواجہ ۱۹۹۱ء

[ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ کتابیات از ڈاکٹر عبد عزیز ساحر، ص ۲۶]

اشاریہ تنقید اقبال بحوالہ رسائل، سید نجف علی شاہ (مقالہ ایم اے) ۱۹۹۳ء

[ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ کتابیات از ڈاکٹر عبد عزیز ساحر، ص ۲۶]

اشاریہ تنقید اقبال بحوالہ کتب، قمر عباس (مقالہ ایم اے) ۱۹۹۳ء

[ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ کتابیات از ڈاکٹر عبد عزیز ساحر، ص ۲۶]

اشاریہ کلیات اقبال اردو، یاسمین رفیق

[ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ کتابیات از ڈاکٹر عبد عزیز ساحر، ص ۲۶]

باقیات اقبال (عبدالواحد معینی، عبداللہ قریشی) کا توضیحی اشاریہ۔ شازیہ ظفر

[ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ کتابیات از ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر، ص ۲۶]

اشاریہ کلیات باقیات، شعر اقبال، سمیرا نسرین، اقبال اکادمی لاہور

اکتوبر ۱۹۹۹ء میں ڈاکٹر نثار فیضی نے ۱۹۵۷ء سے ۱۹۹۰ء تک کی موضوعاتی فہرست مرتب

کی تھی۔ یہ اقبال سے متعلق مصنف وار اشاریہ تھا۔ اسی ضمن میں اقبال اکادمی پاکستان کے زیر اہتمام شائع کیے جانے والے مجلے اقبالیات (اردو) کی جلد نمبر ۴۸، شمارہ ۳ مطبوعہ جولائی۔ ستمبر ۲۰۰۷ء میں سہ ماہی 'صحیفہ' میں اقبالیاتی ادب کے عنوان سے محمد اصغر کا مرتب کردہ اشاریہ بھی قابل ذکر ہے۔

اختر النساء کا مرتب کردہ ''اشاریہ اقبالیات (اردو، انگریزی، فارسی، عربی، ترکی) اقبال اکادمی پاکستان سے جولائی ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔

افضل حق قریشی کا اشاریہ 'اقبال ریویو' شمارہ ۱ تا ۲۳ تک کا اشاریہ ہے۔ جولائی ۱۹۸۳

محمد سہیل عمر، مختار احمد، کا ''اشاریہ اقبالیات'' جولائی ۱۹۸۳ء تا جولائی ۱۹۸۶ء تک کے شماروں کا اشاریہ ہے۔

## غالب کے حوالے سے اشاریے:

ہما نسیم اخلاق ''اشاریہ خطوط غالب'' (شعبہ اردو گورنمنٹ کالج لاہور، ۱۹۹۲ء)

یہ اشاریہ درج عنوانات پر مشتمل ہے۔

اشاریہ خطوط غالب (ابواب/عنوانات)

۹۔ محلے، مطابع، ادارے، علاقے، عمارتیں ۱۳۹ (۱۰)

- اسلوب احمد انصاری، نقش ہائے رنگ رنگ (مطالعات غالب)، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ۱۹۹۸ء
- ساجدہ پروین (مرتب) اشاریہ خطوط غالب، جلد دوم، شعبہ اردو گورنمنٹ کالج لاہور ۱۹۹۲ء (ایم اے کا مقالہ)
- سجاد احمد لاڑ، غالبیات (توضیحی وتشریح کتابیات، راجن پور، فہیم اکیڈمی، ۱۹۹۰ء،
- شمیم جہاں، اشاریہ غالب، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۹۸ء
- فاروق انصاری، توضیحی اشاریہ غالب نامہ، نئی دہلی، غالب انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۹۵ء
- فرحت فاطمہ، محمد یعقوب، رشید حسن خان، (مرتبین)، اشاریہ کلام غالب، شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی کی مطبوعات، ۱۹۷۰ء
- معین الرحمن، غالب پیائی، لاہور، الوقار پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء
- معین الرحمٰن سید، اشاریۂ غالب، مطبوعات مجلس یادگار غالب، ۱۹۶۹ء

یہ اشاریہ ۴، ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب: تصانیف غالب (۱)

دوسرا باب: تصانیف غالب (۲)

تیسرا باب: متفرقات غالب

چوتھا باب: تراجم غالب

شمیم جہاں، اشاریہ غالب، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو، ۱۹۹۸ء

پروفیسر نثار احمد فاروقی نے غالب کا اشاریہ ترتیب دیا جو رسالہ برہان اور سہ ماہی تحریر میں تین یا چار قسطوں میں شائع ہوا۔ معین الرحمن اور ابن قیصر نے بھی غالب کے اشاریے تیار کیے۔

اسلام الدین اور نجم الحسن انجم ادیب کے ترتیب دیے ہوئے غالب کے اشاریے چار

قسطوں میں ''ہماری زبان'' میں شائع ہوئے۔ شمیم جہاں کا اشاریۂ غالب ''اردو ادب'' اور ''ہماری زبان'' سے ترتیب دیا گیا ہے۔ ''اردو'' اور ''اردو ادب'' ۱۹۲۱ء سے ۱۹۹۷ء تک ہماری زبان ۱۹۳۹ء سے ۱۹۹۷ء تک جتنے فائل انجمن کی لائبریری میں موجود تھے اس مواد میں سے یہ اشاریہ ترتیب دیا گیا۔

اردو کلام غالب کا اشاریہ (الف ممدوہ)، سیدہ نغمہ واسطی۔

یہ غالب کے کُل کلام اردو کا اشاریہ نہیں لیکن غالب کے اردو کلام کے معتد بہ حصے کا ضرور احاطہ کرتا ہے۔ غالب کا دیوان پہلی بار ۱۸۴۱ء میں شائع ہوا اور غالب کی زندگی میں یہ پانچ بار شائع ہوا۔

اردو کلامِ غالب کا ابجدی اشاریہ، مشمولہ نقوش غالب، مرتبہ سید معین الرحمٰن الوقار پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۵ء۔

اشاریہ خطوط غالب (مولانا غلام رسول مہر) ساجدہ پروین ۱۹۸۷ء

نائیلہ انجم، رسالۂ نقوش میں ذخیرۂ غالبیات، لاہور الفیصل، ۱۹۸۹ء

## دیگر شخصی اشاریے:

- اشاریہ قائداعظم نیشنل بک فاؤنڈیشن سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا۔ پروفیسر احمد سعید نے مرتب کیا۔ اس میں قائداعظم پر مضامین، قائداعظم اور سیاسی شخصیات، قائداعظم اور ہندوستانی سیاست کے حوالے سے اشاریہ بنایا گیا۔
- خواجہ رضی حیدر نے قائداعظم کے ۷۲ سال، ۱۸۷۶ء۔۱۹۴۸ء تک کا اشاریہ درج ذیل موضوعات اور عنوانات کے تحت بنایا ہے۔

اشاریہ

| | |
|---|---|
| اخبارات ورسائل وکتب | ۴۵۲ |
| ادارے | ۴۵۳ |

(۱۱)

- میر، سودا اور درد، مرتبہ سعادت نظیر، ۱۹۷۳ء
- اشاریہ شبلی و حالی، مسرت افزا، ۱۹۷۳ء۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل نے 'اشاریہ کلام فیض' مرتب کیا جسے ادارۂ یادگارِ غالب کراچی نے شائع کیا۔ یہ ۱۹۷۷ء تک کے فیض کے پانچ مجموعہ ہائے کلام پر مشتمل ہے۔ یہ اشاریہ چھ ابواب میں تقسیم ہے جس میں کلام فیض سے متعلق معلومات کا اشاریہ پیش کیا گیا ہے۔ (۱۲)

''اک ذرا فیض تک'' اشاریہ کلامِ فیض و متعلقات، ڈاکٹر محمد آصف اعوان کا مرتب کردہ اشاریہ ہے جسے پورب اکادمی اسلام آباد نے ۲۰۱۲ء میں شائع کیا ہے۔ اس اشاریے میں فیض احمد فیض کے نسخہ ہائے وفا کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ یہ اشاریہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ اشاریہ متعلقاتِ کلامِ فیض اور دوسرا حصہ اشاریہ کلام فیض کے عنوان سے ہے۔ پہلے حصہ میں فیض کے شعری مجموعوں کے نام اور اشاعت اول، شعری مجموعوں کے انتسابات، شعری مجموعوں کی فہارس، شعری مجموعوں پر فیض کے دیباچے، شعری مجموعوں پر دیگر افراد کے دیباچے، منظومات کا صنف وار گوشوارہ، معنون کردہ منظومات، ناتمام منظومات، فردیات، کلامِ فیض میں پنجابی منظومات، ماخوذ منظومات، کلامِ فیض میں اساتذہ کے منقولہ اشعار، تضمینات، منظومات کی تاریخیں اور مقامات، تراکیب کلام فیض، تلمیحات فیض شامل ہیں۔

- مولانا ابوالکلام آزاد: موضوعاتی و وضاحتی اشاریہ۔

مولانا آزاد کے حوالے سے یہ اشاریہ ڈاکٹر عطا خورشید نے مرتب کیا ہے۔ اسے مولانا

آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ۲۰۰۲ء میں شائع کیا۔ یہ اشاریہ مولانا آزاد کی تصنیفات، تالیفات، اور مقالات کی فہرستوں پر مشتمل ہے۔ جسے موضوعات کی مطابقت سے مرتب کیا گیا ہے۔ ہر گوشے سے متعلق الگ الگ اشاریہ ترتیب دیا گیا ہے۔ مثلاً بطور صحافی، ماہر تعلیم، ادیب، مکتوب نگار، خطیب، مقرر، وغیرہ، حالات زندگی کا اشاریہ الگ ہے۔

قرآنی مضامین کے اشاریے:

- اشاریہ تدبر قرآن مرتبہ نعمان علی کتابی شکل میں البلاغ پبلی کیشنز دہلی سے شائع ہوا۔
- اردو رسائل کے قرآنی مضامین کا اشاریہ مرتبہ ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی، ادارہ علوم القرآن علی گڑھ سے شائع ہوا۔
- فوری اشاریہ مضامین قرآن حکیم، سید ابوظفر زین، مارچ اپریل اردو بک ریویو
- اشاریہ ششماہی علوم القرآن علی گڑھ مرتبہ ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی، یہ موضوعاتی اشاریہ ہے جو علوم القرآن کے مستقل عنوانات اور موضوعات کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے۔
- اشاریہ ترجمان القرآن ۱۹۹۴ء، ترجمان القرآن لاہور دسمبر ۱۹۹۴ء (ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی)
- اشاریہ تفہیم القرآن (ڈاکٹر خالد علوی و ڈاکٹر جمیلہ شوکت) ترجمان القرآن لاہور دسمبر ۱۹۹۵ء
- جہانگیری قرآنی اشاریہ (سرور حسین خان قادری جہانگیری) ترجمان القرآن لاہور دسمبر ۱۹۹۶ء

متفرق اشاریے:

- کتب سفرنامہ کا توضیحی اشاریہ۔ قمر عباس۔ ۱۹۹۴ء (مقالہ ایم فل)
- ''جھارکھنڈ کی اردو کتابوں کا اشاریہ'' ڈاکٹر سرور ساجد نے مرتب کیا ہے یہ اشاریہ عرشیہ

پبلی کیشنز، دہلی سے ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا ہے۔ اس میں بے ترتیبی پائی جاتی ہے۔ (۱۳)

- ادبی مطبوعات حیدرآباد سندھ کا توضیحی اشاریہ، مرتبہ (۱۴)
- اشاریہ تراکیب اکبر
- مصباح العثمان، اشاریہ اردو نامہ، اردو لغت بورڈ کراچی، ۱۹۹۷ء
- اردو نامہ ترقی اردو بورڈ کا رسالہ ہے جو اگست ۱۹۶۰ء میں شان الحق حقی کی ادارت میں سامنے آیا۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۷ء تک ۵۴ شمارے شائع ہوئے آخری شمارہ نمبر ۵۴ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کی ادارت میں شائع ہوا۔ (۱۵)
- اشاریہ برہان دہلی (جولائی ۱۹۳۸ء تا اپریل ۲۰۰۱ء)، محمد شاہد حنیف، اوراق پارینہ پبلشرز، لاہور

دہلی سے جاری ہونے والا ماہنامہ ''برہان'' ندوۃ المصنفین کا ترجمان تھا۔ یہ رسالہ ۱۹۳۸ء میں جاری ہوا۔ مولانا سعید احمد اپنی وفات تک اس کے مدیر رہے۔ اور اداریہ ''نظرات'' کے عنوان سے اس رسالے میں مختلف موضوعات پر لکھا کرتے تھے۔

اس اشاریے کو مختلف عنوانات کے تحت مرتب کیا گیا ہے اور تمام مضامین کو مختلف موضوعات کے تحت درج کیا گیا ہے۔ فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے مطلوبہ موضوع تک رہنمائی مل جاتی ہے۔

اس میں ماہنامہ ''برہان'' دہلی کے ۷۱۳ شماروں کے مضامین کا اشاریہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ اشاریہ جلد ۱ شمارہ ۱ تا جلد ۱۲۸ شمارہ ۴ (جولائی ۱۹۳۸ء تا اپریل ۲۰۰۱ء) تک کے شماروں کا اشاریہ ہے۔

اس قسم کے بے شمار اشاریے مختلف موضوعات، اصناف اور کتابوں کے حوالے سے شائع ہو چکے ہیں۔ جن کی تفصیل کے لیے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے۔

# حوالہ جات


۱۔ محمد اصغر، علم کتب خانہ و معلومات، لاہور، اکادمی انتظامیات کتب خانہ و معلومات، ۲۰۰۰ء، ص ۳۱۶

۲۔ ایضاً، ص ۳۱۷ تا ۳۲۴

۳۔ منصور، بی اے، اشاریہ ''انڈیکس مجموعی کلام اقبال''، لاہور، قومی کتب خانہ، ۱۹۵۰ء، دیباچہ ص ۴

۴۔ پیش لفظ از طاہر حمید تنولی، جوئے رواں، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۰ء، ص ب

۵۔ طاہر حمید تنولی، جوئے رواں، ص ۳۰

۶۔ صابر کلوروی، اشاریہ مکاتیب اقبال لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۴ء، ص ب

۷۔ ایضاً، ص ۹۸

۸۔ ایضاً، ص د

۹۔ محمد یونس حسرت، کلید اقبال، لاہور، اقبال اکادمی، پاکستان، ۱۹۸۶ء

۱۰۔ مندرجات، مشمولہ، ہما اخلاق (مرتب): مشمولہ اشاریۂ خطوط غالب، شعبہ اردو گورنمنٹ کالج لاہور ۱۹۹۲ء، ص ۵

۱۱۔ خواجہ رضی حیدر، قائداعظم کے ۷۲ سال، (۱۸۷۶ء۔۱۹۴۸ء)، کراچی، نفیس اکیڈمی، ۱۹۸۶ء، ص ۴۵۱

۱۲۔ محمد آصف' ڈاکٹر، اک ذرا فیض تک، اشاریہ کلامِ فیض و متعلقات، اسلام آباد، پورب اکادمی، ۲۰۱۲ء

۱۳۔ اردو بک ریویو، دہلی، اپریل مئی جون ۲۰۱۴ء، ص ۵۲

۱۴۔ بحوالہ پاکستان میں اردو پہلی جلد مرتبہ فتح محمد ملک، سردار احمد پیرزادہ، تجمل حسین شاہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

# اشاریہ / فہرست / کتابیات / کیٹلاگ

## کتابیات:

کتابیات کتابوں کی فہرست کو کہا جاتا ہے۔ ایسی فہرست جسے الف بائی ترتیب کے ساتھ مختلف نوعیتوں کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہو۔

یہ ترتیب مصنفین کے حوالے سے بھی ہو سکتی ہے اور موضوعات کے حوالے سے بھی:

> ''ہر وہ کتاب جس میں کتابوں کی فہرست ایک خاص ترتیب سے درج کی گئی ہو اور ایک خاص مقصد پورا کرنے میں مددگار ثابت ہو سکے، کتابیات کہلائے گی۔''(۱)

کتابیات عموماً مقالہ جات کے آخر میں ان کتابوں، رسالوں، اور اخبارات پر مشتمل ہوتی ہے جس سے اُس مقالے کی تکمیل میں مدد لی گئی ہو۔

کتابیات کسی بھی تحقیقی کتاب یا مقالے کا لازمی جزو ہوتا ہے۔ یہ ان کتابوں کی الف بائی ترتیب سے فہرست ہوتی ہے جن کی مدد سے وہ کتاب یا مقالہ لکھا گیا ہو۔ مستند کتابوں پر مشتمل کتابیات مقالے کے معیار اور مقدار کو جانچنے کا ایک پیمانہ بھی ہوتی ہے۔ کتابیات کے حوالے سے ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں:

> ''کتابیات کو ماخذ یا مصادر بھی کہتے ہیں لیکن آسان لفظ کتابیات کو ترجیح دینی چاہیے یہ کتاب کے آخر میں اشاریہ سے پہلے ہوتی ہے اگر اشاریہ نہ ہو تو کتابیات ہی آخری جزو ہو گی۔''(۲)

کسی بھی موضوع پر تحقیقی کام کرنے سے پہلے یا اس پر کام کرنے کا فیصلہ کرنے سے پہلے یہ

ضروری ہے کہ اس موضوع سے متعلق کتب، رسائل، اخبارات اور دیگر اشیاء کا مطالعہ کرلیا جائے تا کہ موضوع کی حدود و قیود اور وسعت کا تعین کیا جاسکے۔ اسے سب سے پہلے اس بات کو یقینی بنانا ہوتا ہے کہ اس کے موضوع سے متعلق کتب اس کی پہنچ اور رسائی میں ہے۔ اگر مطلوبہ کتب تک اس کی پہنچ ممکن نہ ہوتو اس موضوع پر کام کرنے کا حق ادا نہیں کیا جاسکے گا۔ ایم سلطانہ بخش کے بقول:

> ''کسی بھی شعبہ علم میں کتابیات کی تدوین دستاویزی تحقیق کے حوالے سے کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کتابیات کے بغیر ذخیرۂ علم خاموش ہے۔۔۔ محقق کی کسی موضوع کے بارے میں ایک ہی مقام پر کتب اور دیگر معلوماتی ذرائع کے اندراجات مل جاتے ہیں۔ اس طرح وہ خود اس محنت و مشقت سے بچ جاتا ہے جو اس کو ان کی تلاش میں کرنا پڑی۔'' (۳)

کتابیات تحقیق کا ایک اہم اور اولین جزو ہے جس کے بغیر کوئی بھی تحقیقی کام پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ تحقیقی کتابیات سے شروع ہوتی ہے اور کتابیات ہی پر ختم ہوتی ہے۔ اس کے درمیان میں جو کچھ بھی ہے وہ انھیں دو مراحل کے گرد گھومتا ہے۔ تحقیق ایک سائنسی علم ہے۔ جس میں سائنسی اور منطقی انداز میں محقق مختلف مدارج طے کرتا چلا جاتا ہے۔ تمام علوم میں کتاب کو مرکزی اور بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ کتاب کے بغیر علوم کو نہ تو تادیر محفوظ رکھا جاسکتا اور نہ آگے منتقل کیا جاسکتا ہے۔

فہرست:

فہرست مختلف اشیاء کو کسی ایک مربوط طریقے سے اکٹھا کرنے اور انھیں کسی خاص ترتیب سے پیش کرنے کا نام ہے۔ فہرست مخطوطات کی بھی ہوسکتی ہے، کتابوں کی بھی رسائل کی بھی، مقالہ جات کی بھی۔

مخطوطات کی فہرست سازی کا کام انیسویں صدی کے آغاز میں شروع ہوگیا تھا جب میجر اسٹوارٹ نے ٹیپو سلطان کی لائبریری اور اسپرنگر نے شاہان اودھ کی لائبریری کی کتابوں اور قلمی

مخطوطات کی فہرست سازی کا کام مکمل کیا تھا۔ (۴) مخطوطات کی فہرست سازی کا کام سب سے پہلے سر سید احمد خان کے ذہن میں آیا لیکن وہ اسے عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ (۵)

انجمن ترقی اردو نے اس کام کو اہم سمجھتے ہوئے اس پر توجہ مرکوز کی۔ پروفیسر محمد سجاد بیگ مرزا دہلوی نے ۱۹۲۳ء میں بیس سالہ محنت کے بعد ۸۱۶ صفحات کی فہرست ''الفہرست'' کے نام سے مرتب کی۔ الفہرست کے بعد مولوی عبدالحق نے ۱۹۶۱ء میں قاموس الکتب کی پہلی جلد شائع کی۔ (۶)

فہرست سازی کے حوالے سے بہت سا کام ہو چکا ہے۔ اور تقریباً ہر ادارے نے اپنی کتابوں کی فہرستیں تیار کر لی ہیں۔ اس کے علاوہ کسی بھی کتاب یا مقالہ کے شروع میں اس کے مواد کے حوالے سے پائے جانے والے موضوعات کی فہرست بھی شامل کی جاتی ہے تاکہ پڑھنے والے کو معلوم ہو جائے کہ کتاب کن عنوانات پر مشتمل ہے۔

کیٹلاگ:

کیٹلاگ کا زیادہ تر تعلق کتب خانوں اور لائبریریوں سے ہے۔ کیٹلاگ لائبریری میں موجود کتب و رسائل اور اخبارات کے بارے میں معلومات کا خزانہ فراہم کرتی ہے۔ پہلے کیٹلاگ کارڈوں پر مشتمل ہوتی تھی، آج کل کمپیوٹرائزڈ کیٹلاگ کا بھی رواج ہے۔ جو روایتی کیٹلاگ سے زیادہ کارآمد اور معلومات افزا ہے۔ کیٹلاگ کی درج ذیل قسمیں ہیں:

۱۔ مصنف کیٹلاگ: جس کیٹلاگ میں مواد کی فہرست مصنف کے نام کی بنیاد پر بنائی جائے مصنف کیٹلاگ کہلاتی ہے۔ مصنف کی حیثیت سے بنائی گئی کیٹلاگ میں حروف تہجی کے اعتبار سے مصنف کے نام کے کارڈ بنے ہوتے ہیں۔

۲۔ کیٹلاگ کی دوسری قسم نام کے حساب سے بنائی جاتی ہے۔ یہ کیٹلاگ مصنف کے نام اور کتاب کے عنوان کو بیک وقت ایک ہی فہرست میں ترتیب دیا جاتا ہے۔ البتہ اس میں مضمون کے حساب سے فہرست صرف شخصیات اور گروہی کام کے حوالے سے شامل ہوتی

ہے۔ یہ کیٹلاگ میوزیم اور نمائش گھروں تک محدود ہے۔

۳۔ تیسری قسم موضوعاتی کیٹلاگ ہے۔

۴۔ چوتھی قسم موضوعی ترتیب کی بنیاد پر بنائی جاتی ہے۔

۵۔ پانچویں قسم ڈکشنری کیٹلاگ میں مصنف، عنوان، موضوع، ریفرنس اور سیریز تمام حروف تہجی کے اعتبار سے ایک ہی جگہ جمع کرنے دیے جاتے ہیں۔

۶۔ چھٹی قسم کلاسیفائڈ کیٹلاگ میں موضوعات کو کسی خاص گروہ بندی کے اعتبار سے ترتیب دیا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ خاص گروپ بندی کتاب کے عنوان یا مصنف کے بجائے کتب کے جو نمبر دیا گیا ہے اس کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔

۷۔ ساتویں قسم حروف تہجی کے اعتبار سے کلاسڈ کیٹلاگ میں بنیادی طور پر موضوع کے اعتبار سے گروپ بندی کی جاتی ہے۔ لیکن ہر بڑے موضوع کے چند موضوعات کے ذیلی گروپ بنا دیے جاتے ہیں۔

۸۔ آٹھویں قسم منقسم کیٹلاگ وہ ہوتی ہے جس میں ڈکشنری کیٹلاگ کے تمام مشترک مندرجات کو الگ الگ کر دیا جاتا ہے اور اس کے ایک حصے میں اہم اور عمومی مواد کی فہرست رکھی جاتی ہے۔ (۷)

کیٹلاگ سازی ایک اہم سرگرمی ہے۔ اگر کیٹلاگ ہو تو لائبریری سے کتابیں تلاش کرنا آسان ہوتا ہے۔ محمد اصغر لکھتے ہیں:

> ''کتب خانہ اور کیٹلاگ ہمیشہ لازم و ملزوم رہے ہیں، کیونکہ کیٹلاگ ہی کتب خانہ کی کلید ہے، جس کے استعمال سے کتب خانے کے مواد کا دروازہ کھل سکتا ہے۔'' (۸)

کیٹلاگ کا سب سے اہم مقصد کتب خانہ میں موجود مواد کے بارے میں قاری یا محقق کو کتابیاتی معلومات فراہم کرنا ہے۔

## اشاریہ / کتابیات / فہرست / کیٹلاگ میں فرق

اشاریہ سازی، فہرست سازی، کیٹلاگ اور کتابیات ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں اوران میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔

اشاریہ ایک نظر میں کتاب یا رسالے میں مضمون، مصنف، تصنیف، مقام، یا کسی بھی مطلوبہ چیز کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ مطلوبہ مواد کس صفحہ پر موجود ہے۔

کتابیات الف بائی ترتیب سے کتب کی فہرست ہوتی ہے جو کہ ان تمام کتابوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے کہ جن سے کہ کسی تحقیقی کتاب یا مقالے میں استفادہ کیا گیا ہو۔

کتابیات کا بڑا مقصد قاری کو حوالہ جاتی کتب کے استعمال کے لیے آسانی دینا ہے ہر اندراج مکمل ہونا چاہیے تاکہ حوالہ شدہ کتاب تلاش کی جاسکے۔ کتابیات میں دی گئی کتابوں کے معیار... سے کام کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوگا نہ کہ مقدار سے۔ (۹)

فہرست کتب کی بھی ہوسکتی ہے اور دیگر مختلف اشیاء کی بھی۔ فہرست سازی لائبریری کے حوالے سے نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ جدید کیٹلاگنگ بھی فہرست سازی ہی کی جدید شکل ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ کسی لائبریری یا شعبہ میں کتنی کتب موجود ہیں۔

## حوالہ جات


۱۔ الطاف شوکت، نظام کتب خانہ، لاہور، الفیصل، ۲۰۰۳ء، ص ۷۳

۲۔ گیان چند ڈاکٹر، تحقیق کا فن، ۲۰۰۷ء، طبع سوم، ص ۳۱۸

۳۔ ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر (مرتب)، اردو میں اصول تحقیق، اسلام آباد، ورڈ ویژن پبلشرز، ۲۰۰۱ء، ص ۱۸۰

۴۔ محمد طاہر قریشی، ص ۱۲، بحوالہ احمد مشتاق، اردو میں وضاحتی کتابیات، مشمولہ اردو دنیا نئی دہلی، جلد ۹، شمارہ ۲، فروری ۲۰۰۷ء، ص ۱۷

۴۔ حالی، حیات جاوید، لاہور، عشرت پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۷۱ء، بار دوم ص ۳۲۳

۵۔ عبدالحق، مولوی، مقدمہ قاموس الکتب، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۶۱ء) (بحوالہ محمد طاہر قریشی، ص ۱۲

۶۔ سلم ادیب، ڈاکٹر، تحقیق کی بنیادیں، لاہور، بیکن بکس، بار دوم ۲۰۰۴ء، ص ۱۰۰ تا ۱۰۲

۷۔ محمد اصغر، علم کتب خانہ و معلومات، تکنیکی پہلو، لاہور، اکادمی انتظامیات کتب خانہ و معلومات، ۲۰۰۰ء، ص ۱۴۱

۸۔ ایس ایم شاہد، تحقیقی خاکے کی تیاری یا تحقیقی تجویز، مشمولہ، اردو تحقیق (منتخب مقالات) مرتبہ ڈاکٹر عطش درانی، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۳ء، ص ۱۴۶

# کتابیات

ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء
احمد سعید (مرتب)، روزنامہ پیسہ اخبار اور تحریک آزادی۔ توضیحی اشاریہ ۱۹۰۷ء تا ۱۹۴۷ء، لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۲۰۰۳ء
اختر النساء، اشاریہ اقبالیات سہ ماہی مجلّہ اقبالیات لاہور، لاہور، اقبال اکادمی، ۱۹۹۸ء
اسلم ادیب، ڈاکٹر، تحقیق کی بنیادیں، لاہور، بیکن بکس، بار دوم ۲۰۰۴ء
الٰہی بخش اختر اعوان ڈاکٹر: کشاف تنقیدی اصطلاحات لسانیات، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء
الطاف شوکت، نظام کتب خانہ لاہور، الفیصل ۲۰۰۳ء
انور سدید، ڈاکٹر، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ، اسلام آباد، اکادمی ادبیات، ۱۹۹۲ء
جمیل جالبی، ڈاکٹر، ادبی تحقیق، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۴ء
حالی، حیات جاوید، لاہور، عشرت پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۷۱ء، بار دوم
خالد اقبال یاسر، کتابیات اردو مطبوعات، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء
رضی حیدر، خواجہ، قائد اعظم کے ۷۲ سال، (۱۹۷۶ء۔ ۱۹۴۸ء)، کراچی، نفیس اکیڈمی، ۱۹۸۶
رفاقت علی شاہد، تحقیق شناسی، لاہور، القمر انٹر پرائزز، ۲۰۰۳ء
رفیع الدین ہاشمی، جامعات میں اردو تحقیق، اسلام آباد، ہائر ایجوکیشن کمیشن، ۲۰۰۸ء
سرفراز حسین مرزا (مرتب)، اشاریہ نوائے وقت ۱۹۴۵-۱۹۴۷ء، لاہور، پاکستان سٹڈی سنٹر، پنجاب یونیورسٹی ۱۹۸۷ء

سلطان محمود رانا، فن تحقیق مبادیات اصول اور تقاضے، لاہور، بک ٹاک، ۲۰۰۹ء
سلطانہ بخش ایم ڈاکٹر، اردو میں اصول تحقیق، اسلام آباد، ورڈ وژن پبلشرز، طبع چہارم ۲۰۰۱ء
صابر کلوروی، اشاریہ مکاتیب اقبال، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۸۴ء
صفدر علی، پروفیسر، اصول تحقیق و تدوین، لاہور، فاروق سنز، س ن
محمد شاہد حنیف، اشاریہ برہان دہلی (جولائی ۱۹۳۸ء تا اپریل ۲۰۰۱ء)، لاہور، اوراق پارینہ پبلشرز
شمیم جہاں، مشمولہ اشاریہ غالب، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۹۸ء
طاہر حمید تنولی، جوئے رواں، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۰ء
عبدالحق، مولوی، قاموس الکتب، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۶۱ء
عبدالحمید خان عباسی (مرتب)، اصول تحقیق، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۳ء
عبدالرزاق قریشی: مبادیات تحقیق، لاہور، خان بک کمپنی، س ن
عطش درانی، ڈاکٹر، اردو تحقیق (منتخب مقالات)، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۳ء
عطش درانی، ڈاکٹر، جدید رسمیات تحقیق، لاہور، اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۵ء
فتح محمد ملک، سردار احمد پیرزادہ، تجمل حسین، پاکستان میں اردو، پہلی جلد، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان
فرزانہ خلیل، ڈاکٹر، جامعہ (علی گڑھ) کا تنقیدی اشاریہ ۱۹۲۳ء تا ۱۹۴۷ء، دہلی، تخلیق کار پبلشرز، ۲۰۰۴
گیان چند، ڈاکٹر: تحقیق کا فن، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۴ء
گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، طبع سوم ۲۰۰۷ء
محمد آصف، ڈاکٹر، اک ذرا فیض تک، اشاریہ کلام فیض و متعلقات، اسلام آباد، پورب اکادمی، ۲۰۱۲
محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، اردو ادب کے عصری رجحانات کے فروغ میں مجلہ افکار کراچی کا کردار، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۰۸ء
محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، اشاریہ اخبار اردو، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۰ء
محمد اصغر، علم کتب خانہ و معلومات، تکنیکی پہلو، لاہور، اکادمی انتظامیات کتب خانہ و معلومات، ۲۰۰۰ء

محمد سہیل شفیق (مرتب)، اشاریہ نعت رنگ شمارہ ۱ تا ۲۰، کراچی، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۰۹ء
محمد سہیل شفیق ڈاکٹر، اشاریہ جہان حمد، کراچی، جہان حمد پبلیکیشنز، ۲۰۱۳ء
محمد سہیل شفیق، ۹۰ سالہ اشاریہ ماہنامہ اعظم گڑھ جولائی ۱۹۱۶ء تا ۲۰۰۵ء، کراچی، قرطاس، ۲۰۰۶ء
محمد شاہد حنیف، صحیفہ، پچاس سالہ اشاریہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۸ء
محمد طاہر قریشی، فہرست کتب خانہ نعت ریسرچ سنٹر، کراچی، نعت ریسرچ سنٹر، ۲۰۰۹ء
محمد عارف، پروفیسر، تحقیقی مقالہ نگاری، لاہور، ادارہ تالیف و ترجمہ، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۹۹ء
محمود الحسن، زمرد محمود (مرتبین): کشاف اصطلاحات کتب خانہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء
مسکین علی حجازی، ڈاکٹر، پاکستان و ہند میں مسلم صحافت کی مختصر ترین تاریخ، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء
معین الدین عقیل، ڈاکٹر، اردو تحقیق: صورت حال اور تقاضے، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸
منصور، بی اے، اشاریہ ''انڈیکس مجموعی کلام اقبال''، لاہور، قومی کتب خانہ، ۱۹۵۰ء
ناز، ایس ایم، ڈاکٹر، اردو میں فنی تدوین، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۱ء
نائلہ انجم، رسالہ نقوش میں ذخیرۂ غالبیات، لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۱۹۸۹ء
ہما اخلاق (مرتب)، اشاریہ خطوط غالب، لاہور، شعبہ اردو گورنمنٹ کالج لاہور، ۱۹۹۲ء

## رسائل:

اخبار اردو، ماہنامہ، اسلام آباد، جنوری ۱۹۸۹ء، جلد ۶، شمارہ ۱
اخبار اردو، ماہنامہ، اسلام آباد، دسمبر ۱۹۹۸ء
اردو بک ریویو، دہلی، اپریل مئی جون ۲۰۱۴ء
الماس، تحقیقی مجلہ شعبہ اردو شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی خیر پور سندھ، شمارہ ۱۱، ۲۰۰۹ء
گلبن، دو ماہی، لکھنؤ، جنوری تا اپریل ۲۰۰۸ء
مخزن لاہور، قائد اعظم لائبریری لاہور، جلد ۲، شمارہ ۳، ۲۰۰۲ء

مخزن لاہور، قائداعظم لائبریری لاہور، شمارہ نمبر ۷
مخزن ۱۰، بریڈفورڈ برطانیہ، ۲۰۱۱ء
نقوش لاہور، محمد طفیل نمبر جلد دوم، شمارہ ۱۳۵، جولائی ۱۹۸۷ء

لغات:

اردو لغت (تاریخی اصول پر) جلد اول (الف مقصورہ)، کراچی، ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۷ء
جمیل جالبی، ڈاکٹر: قومی انگریزی اردو لغت، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۲ء، طبع پنجم
شان الحق حقی: آکسفورڈ انگلش اردو ڈکشنری، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، چوتھا ایڈیشن، ۲۰۰۵ء
شان الحق حقی: فرہنگ تلفظ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان
عبدالحق، مولوی: دی سٹوڈنٹس سٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۹۲ء
فیروز اللغات اردو جامع، لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، س ن
فیروز سنز کنسائز ڈکشنری، انگلش سے اردو، لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۸۳ء

انگریزی کتاب:

1. M Raza-ul-Haq Badakhshani, Kh. Ejaz Rasool, Gem Practical Dictionary English to Urdu, Lahore: Azhar publishers.

## یہ کتاب ملک بھر میں نیشنل بک فاؤنڈیشن کے درج ذیل 24 آفس/ بک شاپس/ آؤٹ لیٹس پر دستیاب ہے

- **اسلام آباد**
  - این بی ایف صدر دفتر بک شاپ: 6۔ ماؤ وایریا، تعلیمی چوک، G-8/4، اسلام آباد فون: 051-9261125
  - این بی ایف کلب بک شاپ: اسلام آباد کلب، نزد کشمیر چوک، مین مری روڈ، اسلام آباد فون: 051-9046242
  - این بی ایف بک شاپ 'شہر کتاب': ایف سیون مرکز، جناح سپر مارکیٹ، اسلام آباد فون: 051-2653677
- **راولپنڈی**
  - این بی ایف ریلوے بک اسٹال: پلیٹ فارم نمبر 3، ریلوے اسٹیشن، راولپنڈی کینٹ فون: 0333-5756891
- **لاہور**
  - این بی ایف ریجنل آفس و بک شاپ: لوئر گراؤنڈ فلور، بلڈنگ نمبر 1، ایوان اقبال کمپلیکس، ایجرٹن روڈ، لاہور فون: 042-99203863-5 فیکس نمبر: 042-99203866
  - این بی ایف ٹریولرز بک کلب/ شاپ: علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ، لاہور فون: 042-36628545
  - این بی ایف ریلوے بک اسٹال: پلیٹ فارم نمبر 2، ریلوے اسٹیشن، لاہور فون: 0321-4376490
- **واہ کینٹ**
  - این بی ایف بک شاپ: سنٹرل لائبریری عمارت واہ کینٹ (Premises) فون: 051-9314004
- **فیصل آباد**
  - این بی ایف بک شاپ: دکان نمبر 10، ہاشمی ہال شاپنگ سنٹر، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد فون: 041-2648179
- **ملتان**
  - این بی ایف آفس و بک شاپ: 6-5-4، ایم۔ ڈی۔ اے روڈ، نزد ملتان آرٹ کونسل، ملتان فون: 061-9201281
  - این بی ایف ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 3، ریلوے اسٹیشن، ملتان کینٹ فون: 0301-7556886
- **پشاور**
  - این بی ایف ریجنل آفس و بک شاپ: پلاٹ نمبر 37-36، سیکٹر B-2، فیز 5، حیات آباد، پشاور فون: 091-9217273 فیکس نمبر: 091-9217273
- **ایبٹ آباد**
  - این بی ایف بک شاپ: فرسٹ فلور، پبلک لائبریری، جلال بابا آڈیٹوریم، ایبٹ آباد فون: 0992-9310291
- **ڈیرہ اسمٰعیل خان**
  - این بی ایف بک شاپ: گورنمنٹ اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول نمبر 2، سرکلر روڈ، ڈی آئی خان فون: 0336-7221016
- **کراچی**
  - این بی ایف ریجنل آفس و بک شاپ: این بی ایف، بریل کمپلیکس بلڈنگ، نزد پی ٹی وی اسٹیشن، اسٹیڈیم روڈ کراچی فون: 021-99231762 فیکس نمبر: 021-99231089
  - این بی ایف ٹریولرز بک کلب/ شاپ: ڈومیسٹک ڈیپارچر لاؤنج، جناح انٹرنیشنل ایئرپورٹ، کراچی فون: 021-99248432
  - این بی ایف ریلوے بک اسٹال: پلیٹ فارم نمبر 1، کینٹ ریلوے اسٹیشن، کراچی فون: 0344-3102536
- **سکھر**
  - این بی ایف بک شاپ: پبلک لائبریری، اولڈ سکھر فون: 071-9310892
  - این بی ایف ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 4-3، ریلوے اسٹیشن، روہڑی، ضلع سکھر فون: 0307-2952608
- **حیدر آباد**
  - این بی ایف بک شاپ: اولڈ کیمپس، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد فون: 022-9200251
- **خیر پور**
  - این بی ایف بک شاپ: شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیر پور فون: 0304-3762791
- **لاڑکانہ**
  - این بی ایف بک شاپ: شہید محترمہ بےنظیر بھٹو میڈیکل یونیورسٹی، لاڑکانہ فون: 074-9410229
- **جیکب آباد**
  - این بی ایف بک شاپ: ریڈ کریسنٹ بلڈنگ، ڈی سی چوک، قائد اعظم روڈ، جیکب آباد فون: 0722-921045
- **کوئٹہ**
  - این بی ایف ریجنل آفس و بک شاپ: مکان نمبر 9/9-3، تھا سنگھ اسٹریٹ، کوئٹہ فون: 081-9201570 فیکس: 081-9201869

نیشنل بک فاؤنڈیشن (قومی تاریخ و ادبی ورثہ ڈویژن، حکومت پاکستان)

صدر دفتر: 6۔ ماؤ وایریا، تعلیمی چوک، G-8/4، اسلام آباد فون: 9261533، 051-2255572 فیکس نمبر: 051-2264283

ای میل: books@nbf.org.pk ویب سائٹ: www.nbf.org.pk

ڈاکٹر محمد اشرف کمال

# اشاریہ اور فنِ اشاریہ سازی

○

اشاریہ سازی ایک اہم علمی اور تحقیقی سرگرمی ہے لیکن افسوس کہ اُردو میں اس پر کماحقہٗ توجہ نہیں دی جاتی بلکہ جامعہ میں بعض طالب علموں کو جب تحقیقی کام کے طور پر اشاریہ سازی کی ذمے داری تفویض کی جاتی ہے تو انھیں باور نہیں آتا کہ اشاریہ سازی بھی تحقیقی کام ہو سکتا ہے، حالانکہ اشاریہ ساز تو محققوں کا محسن ہوتا ہے۔ علمی کتابوں، جرائد اور مقالات کی اشاریہ سازی کا ایک مقصد محققین کو سہولت بہم پہنچانا بھی ہوتا ہے۔ علمی کاموں کی اشاریہ سازی دراصل ان ماخذات کی جمع آوری، درجہ بندی، ترتیب و تدوین اور ان کے ایسے باقاعدہ اندراج کا نام ہے جس سے مطلوبہ مواد کی آسانی سے اور کم وقت میں نشان دہی ہو سکے۔ اشاریے سے محققوں کا وقت، محنت اور اخراجات کی بھی بچت ہوتی ہے اور مطلوبہ مواد کی تلاش میں پیش آنے والی الجھن سے بھی اشاریے کی وجہ سے بچا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف کمال خاصے عرصے سے تحقیق کے طالب علموں کی تدریس اور رہنمائی میں مشغول ہیں اور خود بھی عملی طور پر اشاریہ سازی سے گزر چکے ہیں۔ یہ کتاب اس موضوع پر ان کے علم اور تجربے کا حاصل ہے۔ یہ نہ صرف طالب علموں کی ضرورت کو پورا کرتی ہے بلکہ اس موضوع پر اردو میں کم یاب تحریروں میں ایک کامیاب اضافہ ہے۔ امید ہے اہلِ علم اور جامعات کے اساتذہ اور طلبہ اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔

(رؤف پاریکھ)

Price Rs. 130/-